

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوادنیا  
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelszone.com>

<https://www.zubinovelszone.in>

<https://www.znzlibrary.com/>

آن لائن ویب سائٹ آپکو پیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

[ZUBINOVELZONE@GMAIL.COM](mailto:ZUBINOVELZONE@GMAIL.COM)

آپ ہمارے فیس بک پیج اور ای میل اور وُس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں  
وہ اسی پ پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لینک پر کلک کرے

[0344 4499420](tel:03444499420)

<https://www.facebook.com/Zubi.Novels.Zone.10>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کا پی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

## WhatsApp Channel Link

[Channel Join Now](#)

باکس میں موجود ناول یا کینٹیگری والے ناولز پڑھنے کے لئے ناول نام یا کینٹیگری نام پر کلک کریں

### Famous Youtube Novels

[Novel Name : Yaar E Sitamgar](#)

[Lams E Junoon By Zoya Ali Shah](#)

[Dedar E Yaar By Gumnam Larki](#)

[Shehr E Dil Novel By Kitab Chehra](#)

[Wajib E Ishq Novel By Gumnam Larki](#)

[Dastane Rooh E Basil By Saleha Iqbal](#)

[Yaar Yaaron Se Ho Na Juda Novel Season 3](#)

[Qarar E Mann Romantic Novel By Zara Hayat](#)

[Atish E Ishq An American Monster By Saleha Iqbal](#)

### Novels Categories

[Web Special](#)

[Short Novels](#)

[Long Novels](#)

[Digest Novels](#)

[Romantic Novels](#)

[Facebook Novels](#)

[Ebook Novels PDF](#)

[Youtube Novels PDF](#)

Click On The Link Above To Read More Novels /  /  0344 4499420

<https://www.zubinovelszone.com/>

اسیر محبت

ابن حجل ثانی

**Part One**

اس نے کچن میں داخل ہوتے ہی ایک گہر اسنس خارج کیا اور جلدی سے چائے کا پانی چڑھانے لگی۔۔۔ پھر کچھ سوچ کر کچن کے دروازے پر آئی۔۔۔ چائے کون کون پیے گا؟ اس نے سب کو دیکھ کر سوال کیا۔۔۔ اسکا یہ سوال اسکے بابا کے علاوہ سب سے تھا۔۔۔ کیونکہ اس کے بابا سے پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی سب جانتے تھے اس کے بابا تو چائے بہت شوق سے پیتے ہیں۔۔۔ ام۔۔۔ میں ہالف کپ لوں گا۔۔۔ افناں نے کہا۔۔۔ جو کہ ہانیہ کا ہی منگیتھا۔۔۔ میں بھی۔۔۔ ساتھ ہی ارحان بولا۔۔۔ جس کا اگلے مہینے نکاح تھا۔۔۔ میں نہیں ہو گا۔۔۔ اس بار سفیان بولا جو

کہ اسکا سب سے بڑا بھائی تھا اور شادی شدہ تھا۔ اور ہم بھی نہیں ہیے گے  
 ہم باہر جا رہے ہیں۔ اب کی بارزین آب ان کا ہاتھ پکڑ کر کھڑا ہوتا ہوا  
 بولا۔ کہاں جا رہے ہو تم دونوں۔ عامر حسین  
 دونوں کو دیکھ کر بولے۔ انہیں آب ان بھی اپنے بچوں کی طرح ہی تو لگتا  
 تھا۔ کہیں نہیں انگل بس باہر ہی میٹھے ہیں دوستوں کے ساتھ۔ زمین سے  
 پہلے ہی آب ان بولا۔ ہم اچھا۔ عامر حسین نے سر ہلا کیا۔ اونے سانی میں  
 بھی چائے نہیں پیوں گا۔ میں بھی ساتھ جا رہا ہوں ان دونوں کے۔ افناں  
 بھی جلدی سے کھڑا ہوا بولا۔ اچھا جی وہ منہ بگاڑ کر  
 کہتی واپس اندر کی جانب بڑھ رہی تھی کہ اس کے کانوں میں زین کی آواز  
 پڑی جو عامر حسین یعنی اپنے اور سنائیہ کے والد سے مخاطب تھا۔  
 ویسے بابا آپ کو نہیں لگتا اب اس سانی (سنائیہ) کی شادی کی عمر ہو گئی ہے۔ وہ  
 کچن کے دروازے سے سنائیہ کی نظر آتی پشت کو دیکھ کر شراری انداز میں  
 بولا۔ تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ رنگ گئی سوانے آب ان اور سنائیہ

کے۔ اگر اتنی ہی زیادہ جلدی ہے ناتواپنی کروالو سمجھے۔۔ سنانے واپس پلٹ کر غصہ سے کہا۔۔

زین اور افنان نے قہقہہ لگایا تھا۔۔ باقی سب بیٹھے ان کی روز روز کی یہ نوک جھوک سن رہے تھے۔ جو اس گھر کی رونق تھی۔ آب ان سنجیدہ سا کھڑا ان سب کو دیکھ رہا تھا۔۔ اس کے چہرے پر ایک بار بھی مسکراہٹ نہیں آئی تھی۔۔ ہاں بھی زین صحیح تو کہہ رہا ہے اب عمر نکلی جا رہی ہے تمہاری بعد یہ نا کو کہ ہمارا بہنوئی بیچارا کہے مجھے بوڑھی عورت دے دی۔۔ افنان چہرے پر دکھ سجا کر بولا تو سنائیہ کے دانت پسیے۔۔ بوڑھی ہو گی تم دونوں کی بیویاں۔۔ سنائیہ نے دانت پسیں کر کھا تو وہاں موجود سب نفوس کے قہقہے نکلے۔۔

اور اس بار آب ان کے چہرے پر بھی ہلکی سی مسکراہٹ رنگ گئی جس کو وہ فوراً ہی چھپا گیا۔۔ ارے بھی کیا تم لوگ میری بیٹی کو تنگ کرنے بیٹھ گئے ہو۔۔ چلو جاؤ یہاں سے۔۔ عامر حسین نے مصنوعی غصہ چہرے پر سجا کر کھا تو وہ

تینوں جلدی سے وہاں سے کھسک گئے۔ اور سنائیہ بھی فوراً کچن کی جانب بڑھ گئی۔ چائے پینے کے بعد اس نے عشاء کی نماز ادا کی اور اپنے کمرے میں بڑھ گئی۔ رات کے دس نجح چکے تھے۔ وہ اپنے کمرے میں بیٹھ پر لیٹی آہان کے بارے میں سوچ رہی تھی۔۔۔

ناچاہتے ہوئے بھی وہ شخص اسکی سوچوں کا محور بن جاتا تھا۔ وہ جانتی تھی کہ وہ شخص اس سے عمر میں کافی بڑا تھا۔ تقریباً سال سال۔۔۔ لیکن پھر بھی وہ اس سے محبت کر بیٹھی تب جب وہ صرف سولہ سال کی تھی۔۔۔ تب جب اس کو پتا ہی نہیں تھا کہ یہ محبت ہوتی کیا ہے وہ اس شخص کو دل میں بسا بیٹھی تھی۔ اسکی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے۔ آپ کو تو پتا ہے نا اللہ میں نے جان بوجھ کر نہیں کی۔ خود ہی ہو گئی نا اللہ جی۔۔۔

میں تو آپ سے ہر نماز میں دعا نہیں کرتی تھی کہ مجھے نامحرم کی محبت سے بچانا۔ مجھے اس گناہ سے بچانا۔ پر یہ سب آپ نے کیا۔ وہ بھی ایک ایسے

شخص کا خیال میرے دل میں ڈالا جو غلطی سے بھی میرے وہم و گمان میں ہی ناتھا۔ آپ نے اسے میرے دل میں ڈالا۔ اور جب میں تہجدوں میں رور کر آئے کہتی تھی کہ اس کو میرے دل سے نکال دیں۔ مجھے اس گناہ میں مت ڈالیں۔ آخر وہ کیوں آتا ہے میرے خیالوں میں اسے میرے دل و دماغ سے نکال دیں توبہ آپ نے کیا کیا۔

اس کو خود بخوبی میری دعاؤں میں شامل کر واڈیا۔ کہ میں اسے آپ سے مانگنے لگی۔ اس پر میرا اختیار تو نہیں تھا نا اللہ یہ سب آپ نے کیا نا۔ تواب آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔ پلیز اسے میرے اور مجھے اسکے حق میں بہتر کر دیں۔ اسے میرا محروم بنادیں۔ پلیز یارب۔ آمین۔ اس نے دل میں کہتے ہوئے اپنے آنسو صاف کیے اور آنکھیں موند گئی۔ رات کے ایک بجے کا وقت تھا یہ منظر ملتان شہر کا تھا۔ جہاں سنسان سڑک پر ایک گھر کے سامنے کالے رنگ کی کار کھڑی تھی۔

جس کے بونٹ پر کوئی بڑے مزے سے بیٹھا سامنے ہی موجود اپنے گھر کے اندر کھڑے گارڈ کو دیکھ رہا تھا۔۔ خان بابا اب تو میرے ہٹلر باپ بھی سو گئے ہو گئے اب تو اندر آنے دیں ناپلیز۔۔ مجھے نیند آرہی ہے کیا چاہتے ہیں آپ کہ یہی کارپر ہی سو کر رات گزاروں میں۔۔۔؟ وہ کار کے بونٹ سے سراٹھا کر مزے سے بولا۔۔ ایسے جیسے وہ وہاں انجوائے کر رہا ہوں۔۔ سنان پڑا ب میں کیا کروں بڑے صاحب نے سختی سے منع کیا ہے کہ آپ کو گھر میں داخل نہیں ہونے دینا۔

نہیں تو مجھے نوکری سے ہاتھ دھونا پڑے گا۔۔ دروازے کے پار کھڑے گارڈ نے صاف گوئی سے کہا۔۔ یار خان بابا کچھ تو خیال کر لیں فیمس بندہ ہوں۔۔ چپے چپے پر میرے فیزیز رہتے ہیں۔۔ اب اگران میں سے کسی نے مجھے یہاں ایسے دیکھ لیا تو کیا اب تھی رہ جائے گی میری ان کے سامنے کہ دا فیمس سو شل میڈیا سٹار اپنے گھر سے بے گھر کر دیا گیا ہے۔۔ وہ مصنوعی خفگی سے

بولا۔۔۔ سنان پتر تو پھر آپ کو خود ہی خیال رکھنا چاہیے تھا نا اس بات کا اب میں کیا کر سکتا ہوں آپ خود ہی صاحب جی کو اتنا تنگ کرتے ہو اس لیے وہ سزادیتے ہیں۔۔۔ گارڈ نے مصنوعی دکھی لہجہ میں کہا۔۔۔

۔۔۔ خان بابا جلیسی وہ سزا نئیں دیتے ہیں ناجھے تو شک ہونے لگ گیا ہے کہیں وہ میرے سوتیلے باپ نا ہوں۔۔۔ تقییش کروانی پڑے گی اب تو۔۔۔ وہ گاڑی کے بونٹ پر سیدھا ہو کر بیٹھتے ہوئے پر سوچ آواز میں بولا۔۔۔ ارے سنان پتر یہ کیا کہہ رہے ہو صاحب جی نے سن لیا نا کہ آپ ایسے اول فول کہہ رہیں ہیں تو آپ کو ہمیشہ کے لیے ہی گھر سے باہر سلا نئیں گے۔۔۔ گارڈ نے ڈرتے ہوئے کہا۔۔۔

ارے خان بابا میں کہا اول فول کہہ رہا ہوں اب آپ خود ہی بتائیں کیا سگا باپ کبھی اپنے اکلوتے بیٹے سے ایسا سلوک کرتا ہے نہیں نا۔۔۔ تو ظاہر کے چاولوں میں کچھ تو پیلا ہے۔۔۔ اب تو پتا گانا ہی پڑے گا۔۔۔ کل ہی ماما کو اپنے

سر کی قسم دے کر پوچھو گا وہ بتائیں گی اب سچ۔۔۔ وہ دماغ میں ناجانے کو نے منصوبے بناتے ہوئے بول رہا تھا۔۔۔ اور گھر کے اندر کھڑا گارڈ بس اسے دیکھ کر رہ گیا۔۔۔ ویسے سنان پتہ "dal میں کچھ توکالا ہے" یہ تو میں نے سنا ہے پر یہ چاولوں کی

کچھ تو پیلا ہے اس کا کیا مطلب ہوا۔۔۔ گارڈ نا سمجھی سے بولا۔۔۔

ارے خان بابا اب dal مجھے پسند نہیں ہے نا اس لیے میں نے محاورہ اپنی پسند کا بنالیا۔۔۔ دیکھ لیں اب اللہ نے کنتی ایکسٹر اعقل سے نوازا ہے مجھے۔۔۔ وہ مزے سے کہتا واپس کا رپر لیٹ گیا۔۔۔ اور خان بابا بس اسے دیکھ کر رہ گئے۔۔۔ اور پھر اپنی کرسی پر جا کر پیٹھ گئے۔۔۔

وہ سنان مرزا تھا۔۔۔ دا گریٹ سو شل میڈیا سٹار۔۔۔ عمر چوبیس سال کے قریب۔۔۔ وہ انتہائی کم وقت میں سو شل میڈیا پر بہت زیادہ شہرت پانے والا انسان تھا۔۔۔ دنیا کے تقریباً ہر کونے میں ہی اس کے فیزی موجود تھے۔۔۔ اس

کے انسٹا اکاؤنٹ، فیس بک اکاؤنٹ، ٹکٹوک اکاؤنٹ، ٹویٹر اور بھی دوسرے سو شل میڈیا اکاؤنٹ پر ملیز کی تعداد میں فالورز تھے۔

ناصرف لڑکیاں بلکہ لڑکے بھی اسکے دیوانے تھے۔ اس کے ڈیا یمزر اسکے فیز کے میسیجز سے بھرے ہوئے تھے پر اسے بھی اتنا وقت ہی نہیں ملتا تھا کہ وہ جا کہ ان میسیجز کو دیکھے یا رپلانے کرے۔ وہ گاڑی پر لیٹا آسمان کو دیکھ رہا تھا۔ آج ہی اسے ایک مشہور برینڈ کمپنی سے ماڈلنگ کی آفر آئی تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ وہ جائے یانا جائے۔ تبھی

اسکا موبائل رنگ ہوا۔ اس نے ٹی شرت کے اوپر پہنی ہوئی بلیک گلر کی جیکٹ کے اندر کی جیب سے اپنا موبائل نکالا۔ سامنے ہی موبائل کی سکرین پر "میرا بابو" کا نگ جگمگار ہاتھا۔ اس نے کال رسیو کر کے موبائل سپیکر پر ڈالا اور اپنے سینے پر رکھ کر واپس آسمان کو دیکھنے لگا۔

اسلام علیکم بھیو۔ کسی لڑکی کی چہکتی ہوئی آواز اس کے کانوں میں پڑی تو اس کے لبوں پر گھرا قسم بکھرا۔ پراندھیرے میں واضح دکھائی نادیا۔ ہاں

چڑیل بولو سو گئے دار و گا جی یا جاگ رہے ہیں۔۔۔ وہ منه بگاڑتے ہوئے بولا تو بال مقابل نے قہقہ لگایا تھا۔۔۔ ہاہاہا۔۔۔ سو گئے ہیں میں آکر دروازہ کھلواتی ہوں ٹھیک ہے۔۔۔

ہم جلدی کرو میرے پیٹ میں اب چو ہے جنگیں لڑ رہے ہیں۔۔۔ وہ گھر اسنس لے کر بولا۔۔۔ ہاں تو کس نے کہا تھا بابا کی بات نامان نے کو۔۔۔ اگر انکی بات مان لیتے تو اب ایسے گھر کے باہر ناکھڑے ہوتے بلکہ اپنے کمرے میں آرام فرمائے ہوتے۔۔۔ اس نے مصنوعی خفگی سے کہا تو سنان نے منه بسوار۔۔۔ میری اماں نا بنو تم بس جلدی سے اندر بلواؤ مجھے نہیں توجو کھانے کی چیزیں منگوائی ہیں ناوہ بھول جاؤ میں وہی کھالیتا ہوں۔۔۔ ارے نہیں برو میں ابھی کھلواتی ہوں دروازہ باہر تک آگئی ہوں بس دو منٹ اور خبردار جو میری چیزوں کو ہاتھ بھی لگایا تو۔۔۔ وہ وار نگ دیتی کال کٹ کر گئی۔۔۔

ہونہ بڑی آئی چڑیل۔۔ سنان بڑ بڑاتے ہوئے سر جھٹکا اور پھر مسکرا کر کار سے جمپ لگائی کیونکہ سامنے ہی گھر کا دروازہ کھل چکا تھا۔۔ ویسے ماں باپ رات میں بچوں کو گھروں سے باہر ہی نہیں جانے دیتے اور واحد ایک میرا باپ ہے جو جب دیکھو مجھے گھر سے بے گھر کر دیتا ہے۔۔ وہ بھی رات کے وقت۔۔ سنان لی وی لاونج میں داخل ہوتے ہوئے اپنے سامنے چلتی لڑکی کی پشت کو دیکھ کر بولا تو وہ پلٹی۔۔ اس کے ہاتھ میں داتین بڑے شاپر تھے جو کھانے کی مختلف چیزوں سے بھرے پڑے تھے۔۔

جب بچے آپ جیسے ہونگے ناتوماں باپ نے یہی ہی کرنا ہے سمجھے۔۔ وہ کر پر ایک ہاتھ رکھ کر سنان کو گھور کر بولی تو سنان نے اسے دیکھا۔۔ تم تو رہنا ہی صد اکی میری دشمن۔۔ چڑیل۔۔ سنان اسے گھور کر کہتا کچن کی جانب بڑھ گیا۔۔ چڑیل ہو گی تمہاری ہوتی سوتیاں۔۔ وہ چڑ کر بولی تو

سنان نے پلٹ کر اسے دیکھا جو اسے اپنی بڑی بھوری آنکھوں سے گھور رہی تھی۔ سفید شلوار قمیض میں ملبوس۔ لال رنگ کا دوپنائی گلے میں ڈالا ہوا تھا۔

تیکھے نین نقوش کی حامل وہ لڑکی اس کی چھوٹی بہن یا لے نور تھی۔ جو عمر میں تو اس سے پانچ سال چھوٹی ہی تھی پر اس ہر حکم ایسے چلاتی تھی جیسے سنان سے پانچ سال بڑی ہو۔

تم نامیرا سرنا کھاؤ اب اور چل کے کھانا گرم کر کے دونجھے۔ وہ محکم صادر کرتے ہوئے کچن میں پڑے ڈائٹنگ ٹیبل پر جا بیٹھا۔ پالے نے اسے گھوری سے نوازتے ہوئے فرنچ سے کھانا کالا اور اون میں رکھا۔ ہا۔!! میں تو بھول ہی گئی۔ پالے پلٹتے ہوئے ایک دم چلا کر بولی۔ آہستہ بولو چڑیل کہیں کی ہٹلر صاحب جاگ جائیں گے۔ سنان نے اسے ٹوکا۔

اوہ سوری۔ پالے فوراً زبردستی مسکرا کر بولی۔

ویسے بھول کیا گئی جو ایسے چلا رہی تھی۔۔؟ سنان نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا تو وہ مسکرائی۔۔ دانت نکالنے کے لیے نہیں بولا میں نے۔۔۔ سنان نے دانت پلیسے۔۔

وہ نا تمہیں پتا ہے دو دن بعد کون آرہا ہے یہاں۔۔؟ یا لے نے سنان کو دیکھ کر اور پھر پلٹ کر اون سے کھانا نکالنے لگی۔۔ کون آرہا ہے؟ ڈیڈ کے کوئی مهمان تو ہو نہیں سکتے کیونکہ ان کے آنے پر تم اتنا خوش نہیں ہوتی۔۔ سنان نے آبر واچ کا کر کہا۔۔۔

ہاں بلکل وہ جو بھی ہے بہت خاص ہے۔۔ یا لے نے چھپ کر کر اور کھانا سنان کے سامنے رکھا۔۔ بتاؤ بھی ایسا کون ہے پھر وہ خاص۔۔؟ نہیں ایک منٹ۔۔۔ کہیں۔۔۔ کہیں وہ تمہاری مس خنزیری تو نہیں آرہی۔۔۔ سنان جو چڑتے ہوئے بول رہا تھا ایک دم یا لے کو دیکھتا سنجیدگی سے گویا ہوا۔۔

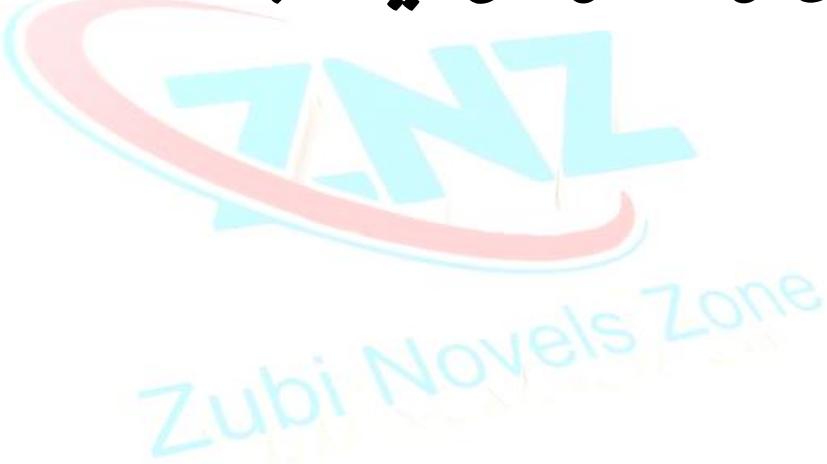
لیکن اس کے منہ کے زاویے ایسے بگڑے تھے جیسے کوئی کڑوی چیز منہ میں رکھ لی ہو۔۔۔

ویسے نام کیا تھا اس مس خریلی کا۔۔۔ سنان نے چہرا موڑ کریا لے کی پشت کو دیکھ کر سوال کیا تو وہ پلٹی۔۔۔ حد ہے اپنی کزن کا نام تک نہیں جانتے ہو لیکن ساری گرفتاریں دکھنے کا ضرور پتا ہے۔۔۔ پالے نے تاسف سے کہا۔۔۔ خیر سنائیہ نام ہے اس کا اب بھول مت جانا۔۔۔ یا لے کہتی واپس پلٹ گئی۔۔۔ پر سنان سوچ میں گم ہو گیا۔۔۔ سو میں خریلی عرف سنائیہ دیکھتے ہیں اب آپ کون سے کارنامہ سرانجام دیتی ہیں۔۔۔ وہ پر سوچ آواز میں بولا اور کھانا کھانے میں مگن ہو گیا۔۔۔

ویسے نام کیا تھا اس مس خریلی کا۔۔۔ سنان نے چہرا موڑ کریا لے کی پشت کو دیکھ کر سوال کیا تو وہ پلٹی۔۔۔ حد ہے اپنی کزن کا نام تک نہیں جانتے ہو لیکن ساری گرفتاریں دکھنے کا ضرور پتا ہے۔۔۔ پالے نے تاسف سے کہا۔۔۔ خیر سنائیہ

نام ہے اس کا بھول مت جانا۔ یا لے کہتی واپس پلٹ گئی۔۔۔ پر سنان سوچ میں گم ہو گیا۔ سو میں خریلی عرف سنائیہ دیکھتے ہیں اب آپ کون سے کار نامہ سر انجام دیتی ہیں۔۔۔

وہ پر سوچ آواز میں بولا اور کھانا کھانے میں مگن ہو گیا۔ بغیر یہ جانے کہ اب کی بار سنائیہ کا آناستان کی زندگی میں کیا اثر چھوڑ نے والا تھا۔



کھانا کھانے کے بعد وہ سیدھا اپنے کمرے میں آیا تھا۔ اور الماری سے سempil سی ٹراؤزر شرٹ نکال کر با تھہ لینے چلے گیا۔ وہ نا صرف عجیب باتیں کرتا تھا بلکہ اسکی حرکتیں بھی عجیب تھیں۔ رات کے دو بجے وہ ہاتھ لے رہا تھا۔ کیونکہ کوئی بھی عام بندہ تو اب رات کے دو بجے ہاتھ لینے سے رہا یہ عادت

صرف سنان مرزا میں ہی پائی جاتی تھی۔ کیونکہ بقول اس کے اسے نہائے بغیر سکون کی نیند نہیں آتی تھی۔۔۔ تقریباً دس منٹ تک وہ واش روم سے باہر نکلا اور گلے بالوں سمیت بیڈ پر آکر آرھا تر چھالیٹ گیا۔۔۔ بیڈ پر لیٹے ہی وہ اب سوچ رہا تھا کہ ماڈلنگ کی آفرایکسیپٹ کرے یانا۔۔۔ کل ڈیڈ سے بات کروں گا اس بارے میں۔۔۔ اس نے خود کلامی کی۔ اچانک ہی اس کا خیال ستائیہ کی طرف گیا۔۔۔ ویسے یہ مس غریلی انتالیٹ چکر کیوں لگا، ہی ہے اس بار۔۔۔ پہلے تو ہمیشہ ہر دوسرے تیسرے مہینے بعد پہنچ جاتی تھی۔۔۔ خیر مجھے کیا۔۔۔

چھٹ کو دیکھتا وہ سوچ رہا تھا۔۔۔ کمرے میں ہر طرف اے سی کی کمرے کی ٹھنڈی ٹنکی پھیلی تھی۔۔۔

ایسا نہیں تھا کہ وہ ستائیہ کو ناپسند کرتا تھا۔۔۔ اسے بس اسکی عادتیں ناپسند تھی۔۔۔ ہر وقت ہستے رہنا، سب کو تنگ کرنا، ہر چیز پر خرے دکھانا اور اپنی صد پر قائم رہنا کسی کی بات ناماننا۔۔۔ اسے ستائیہ کی یہ عادتیں زہر لگتی تھیں۔۔۔ بس اسی وجہ سے وہ ستائیہ سے تھوڑی عار محسوس کرتا تھا۔۔۔ اس کی

باقی سب فیمیلز کرنز کی نسبت سنائیہ کچھ زیادہ ہی ہنس مکھ ٹائپ کی تھی۔

حالانکہ سنان اس سے پانچ

چھ سال بڑا تھا پر وہ اسے بھی زچ کرنے میں پچھے نہیں رہتی تھی۔ وہ جب بھی ان کے گھر آتی تو یا لے کے ساتھ مل کر اتنا بل گلا کرتی کہ سنان بیچارا اس کے اور پالے کے شور شرابے سے تنگ ہی آ جاتا۔ اس لیے وہ اب بھی یہی سوچ رہا تھا کہ سنائیہ کے اس بار بھی یہی کام ہونگے۔ ان دونوں چڑیوں نے پھر سے جینا حرام کرنا ہے میرا۔ وہ منہ بگاڑ کر بڑ بڑا تھا ہوا آنکھیں موند گیا۔ وہی جہاں سنان نے اپنی آنکھوں کو بند کیا تھا وہی خانیوال شہر میں سوئے دونفوس کی آنکھیں کھلی تھی۔ سنائیہ نے اپنے تکیے کے پاس پڑے مو باٹل پر ٹائم دیکھا تورات کے ڈھائی نج رہے تھے۔ وہ مسکرائی تھی۔ تھینک یواللہ جی مجھے تسبید کی نماز کے لیے جگانے کے لیے۔ وہ مسکرا کر کھٹی جلدی سے اٹھی اور کمرے سے باہر نکلتی وضو کرنے کے لیے واش روم کی جانب بڑھ گئی۔ کچھ دیر بعد اس نے اپنے کمرے کے ایک کونے میں جائے

بغیر یہ جانے کہ اسکے گھر کی دیوار کے ساتھ جڑے گھر نماز بچھائی تھی۔۔۔  
 میں کوئی اپنے کمرے میں اسی وقت سجدے کی حالت میں پڑا اپنے رب سے  
 باتیں کر رہا تھا۔۔۔ اپنے اللہ سے اپنا حال دل بیان کر رہا تھا۔۔۔ سنائیہ نے اللہ  
 اکبر کہتے ہوئے اپنے ہاتھ سینے پر باندھے تھے۔۔۔ اور ساتھ موجود گھر میں  
 سجدے کی حالت میں پڑے اس وجود کی ہچکیاں بندھی تھی۔۔۔ چند لمحوں بعد  
 سنائیہ اللہ اکبر کہتے ہوئے سجدے میں گئی اور عین اسی نفوس نے سجدے  
 سے سراٹھایا تھا۔۔۔ اس کا چہرہ آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔ وہ خاموشی سے بیٹھا  
 جائے نماز کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ اور جائے نماز پر آہستہ آہستہ اپنے ہاتھ پھیر رہا  
 تھا۔۔۔ کتنی عجیب بات ہے ناجہاں کچھ لوگوں کے لیے رات کے دو، اڑھائی  
 اور تین بجے کا وقت ان کے سونے کا وقت ہوتا ہے وہی کچھ لوگوں کے لیے  
 یہی وقت ان کا اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا ہوتا ہے۔۔۔

کچھ لوگ اس وقت نیند کو اپنا سکون سمجھ رہے ہوتے ہیں اور وہی کچھ لوگ اس وقت تہجد میں اللہ پاک کے آگے سر جھکا کر سجدے میں سکون حاصل کرتے ہیں۔۔۔ سنائیہ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے۔۔۔ یا اللہ جی اسے کن فیکوں کے ماک۔۔۔ اے مجھزے کرنے والے۔۔۔ ہر چیز پر اپنی قدرت رکھنے والے۔۔۔ آپ سب کے دلوں کے حال سے واقف ہیں۔۔۔ آپ کو میرے دل کا حال بھی بتا



ہے نا۔۔۔ یا اللہ میں بے بس ہوں آپ میری مدد فرمادیں۔۔۔ وہ جو میرے دل پر قابض ہو کر بیٹھا ہے اسے میرا محرم بنادیں۔۔۔ اسے میرے اور مجھے اس کے حق میں بہتر کر دیں۔۔۔ اے دلوں کے پھیرنے والے اس کے دل میں میرا خیال ڈال دیں۔۔۔ وہ دھیرے دھیرے سے بول رہی تھی۔۔۔ اور ساتھ موجود گھر میں بیٹھا آباں بھی دعا کے لیے ہاتھ پھیلائے بیٹھا اللہ کو پکار رہا تھا۔۔۔

یارتی و مدھم مگر بھاری آواز میں بولا۔۔۔ مجھے سکون دے دیں۔۔۔ میں اسے بھول نہیں پا رہا۔۔۔ پلیز کچھ کر دیں۔۔۔ مجھے مانگنا نہیں آنا پر آپ تو بن مانگے

## نواز نے والے

ہیں نا۔۔۔ پلیز میری دعاوں کو سن لیں۔۔۔ اس کی یادیں مجھے سکون نہیں لینے دیتی۔۔۔ پتا نہیں کس حال میں ہو گی وہ۔۔۔

شاید وہ مجھے بد دعائیں دیتی ہو گی۔۔۔ یہ اسکی آہ ہو گی جس نے میرا سکون چھین لیا۔۔۔ پلیز اللہ میری دعا سن لیں۔۔۔ ایک بار مجھے اس سے ملوادیں۔۔۔ میں اس سے معافی مانگ لو۔۔۔ وہ ابھی کہہ ہی رہا تھا کہ ایک دم اچانک سے اسکی آنکھوں کے سامنے سے سنا تیہ کا چہرہ آیا۔۔۔ وہ حیران ہوا۔۔۔ اس نے اپنی آنکھوں کو دو تین بار بند کر کے کھولا۔۔۔ استغفر اللہ۔۔۔ آبان نے دل میں کہا اور پھر اپنادھیان اپنی پہلی دعا کی طرف کیا۔۔۔ پلیز میری دعاوں پر کن فرمادیں۔۔۔

آمین۔۔۔ وہ جلدی سے کہتا اٹھ کھڑا ہوا۔۔۔ اور جائے

نماز لپیٹ کر سائبین پر رکھتا بیڈ پر جائیدا۔۔۔

کتنا عجیب تھا ناسنائیہ کی دعاؤں میں آب ان تھا اور آب ان کی دعاؤں میں کوئی اور تھی۔ اور وہ کون تھی یہ آب ان ہی جانتا تھا۔ پران سب سے بے خبر سنان مزے سے سو یا اپنے خوابوں میں گم تھا۔ اس کے وہم و گماں میں بھی کبھی یہ خیال نہیں آتا ہو گا کہ اسکی قسمت بھی اسکے ساتھ کھیل کھیلے گی۔ اور پتا نہیں اسے کہاں لا کر کھڑا کر دے گی۔

سب ان جان تھے کہ ان سب کے ساتھ اب قسمت نے کیا کرنا تھا۔ کیونکہ یہ محبت کے کھیل تھے۔ اور محبت جسے ہو جائے اسے کہاں بخششی ہے۔ سنا نئیہ بھی دعا مکمل کرتی جائے نماز لپیٹ کر صوف فر پر کھٹی واپس بیڈ پر جا کر سو گئی۔ اگلی صحیح معمول کے حساب سے تھی۔ وہ اپنی سائرہ بھائی جو بھائی کم اس کی بہن زیادہ تھی کے ساتھ کچھ میں کھڑی سب کے لیے ناشستہ تیار کرو رہی تھی۔ سنا نئیہ۔ کچھ دیر بعد بھائی

نے اسے مخاطب کیا۔۔ جی آپ۔۔ وہ کپ میں چائے انڈیلیتے ہوئے بولی۔۔ سفیان کہہ رہے تھے کل کہ تم خالہ کی طرف چلی جاؤ وہ کافی بار کہہ چکی ہے بابا جان کو کہ تمہیں وہاں بھیج دیں۔ وہ بہت باد کر رہی ہیں تمہیں۔۔ جی آپ جانتی ہوں بابا سے پوچھو گی جیسا وہ کہیں۔۔ اس نے نارمل انداز میں کہا اور چائے کا کپ ٹرے پر رکھتی اپنے بابا کے پاس چلی گئی۔۔ جو باہر بنے چھوٹے سے لی وی لاڈنچ میں بیٹھے تھے۔۔ بابا چائے۔۔ اس کے چائے کا کپ پکڑا یا۔۔ جیتی رہو میرا بچہ۔۔ عامر صاحب مسکرا کر بولے۔۔ آمین یہ آواز سفیان بھائی کی تھی۔۔ جو سنا تئی کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔۔ میرا ناشتہ نہیں لائی تم۔۔ وہ مصنوعی خفگی سے بولے۔۔ معزرت کے ساتھ جی۔۔ نہیں۔۔ کیونکہ آپ کا ناشتہ آپ کی بیگم صاحبہ لاتی ہیں۔۔ وہ مسکرا کر کھتی اپنے بھائی کے پاس ہی کرسی پر بیٹھ گئی۔۔

اچھا جی۔۔ سفیان بھائی نے آئی بروز اچکا کر کہا۔۔ جی جی۔۔ وہ دیکھیں آگیا  
آپ کا ناشتہ۔۔ سنا تیہ نے کھتے ہوئے کچن سے آتی اپنی بھائی کی طرف اشارہ  
کیا۔۔

آپ کا ناشتہ۔۔ سارہ نے دھیمی مسکراہٹ سے کھتے ہوئے

ٹرے سفیان کے

سامنے رکھا۔۔ جس میں پڑاٹھا، انڈا اور ساتھ چائے کے دو کپ تھے۔۔

شکر یہ بیگم

سفیان کے کھنے پر سارہ مسکرا تی ہوئی وہی بیٹھ گئی۔۔ سنا تیہ کے سفیان کے

پاس پڑے دو چائے کے کپ میں سے ایک اٹھایا تو سفیان نے اسے

گھورا۔۔ اس کے لیے چائے کیوں لائی آپ اب یہ کھالی پیسٹ بھرا ہوا کپ

چائے کا ملیے گی۔۔ سفیان نے سارہ کو کہا تو اس نے سنا تیہ کو دیکھا۔۔ روز ہی

پیتی ہے۔۔ اور پورے دن میں پتا نہیں کتنا کپ کھالی کرتی ہے۔۔ اب کونسا

ہمارے منع کرنے سے اس نے چائے پینا چھوڑ دینی ہے۔۔۔ اس لیے میں لے آئی۔۔۔ اس نے خفگی سے کہا تو سنائیہ نے دانت نکالے۔۔۔

بیٹا جی میں نے آپ کو کتنی بار بولا ہے زیادہ چائے مت پیا کرو۔۔۔ عامر حسین کے کھنے پر سنائیہ نے آنکھیں چھوٹی کی۔۔۔ کیا بابا آپ کو پتا تو یہ دو کام میں لبھی نہیں چھوڑ سکتی۔۔۔ اور وہ کام ہیں۔۔۔

ایک چائے پینا اور دوسرا وہ بے کار ناول نز پڑھنا۔۔۔

سنائیہ کے بات کرنے سے پہلے ہی ارمان نے اسکی بات مکمل کی۔۔۔ وہ بے کار نہیں ہیں۔۔۔ سمجھے آپ۔۔۔ سنائیہ نے دانت پیس کر کھتے ہوئے چائے کے کپ کو منہ سے لگایا۔۔۔

ویسے پتا نہیں ملتا کیا ہے ناول نز میں تمہیں جو پورا دن گھسی

رہتی ہوان میں۔۔۔ سفیان نے عجیب سامنہ بنایا اور ساتھ ساتھ ناشستہ کرنے لگا۔۔۔ برو مجھے جو کہنا ہے کہہ لیں۔۔۔ میرے ناولز اور چائے کو کچھ نا بولیں آپ۔۔۔ سنائیہ نے نارا منگی سے کھتے ہوئے چائے کا خالی کپ میز پر رکھا۔۔۔

اللہ اکبر دیکھیں بابا! تینے جلدی چائے کا پورا کپ خالی بھی کر دیا۔۔۔ آرمان آنکھیں بڑی کرتے ہوئے بولا۔

تو پھر آپ کی طرح چسکیاں بھرتی رہوں۔۔۔ پینے کی چیز ہے بس پی لی اب جلدی پی ہو یادیر سے اس سے کیا ہوتا ہے۔۔۔ سنائیہ نے گھور کر کیا۔ میں کب چسکیاں لیتا ہوں۔۔۔؟ ارhan نے دانت پسیے۔۔۔ اچھا بھئی اب چپ کرو تم دونوں۔۔۔ ناشستہ تو سکون سے کرنے دو مجھے۔۔۔ کام کے لیے لیٹ ہو رہا ہے۔۔۔ سفیان نے دونوں کو ڈالٹا۔۔۔ سنائیہ نے منه بوڑا۔۔۔ جبکہ ارhan اپنا موبائل لے کر بیٹھ گیا۔۔۔

اچھا بیٹا تم ایسا کرو اپنی خالہ کی طرف چلی جاؤ کچھ دونوں کے

لیے۔ ویسے بھی بہت ٹائم سے کئی نہیں ہو۔ وہ بلارہی ہیں تمہیں۔ عامر حسین نے پیار سے کہا۔ ہاں صحیح ہے بابا خالہ جانی ویسے بھی ناراض ہو رہی تھی کہ ہم نے چکر نہیں لگایا اتنے وقت سے ادھر۔ ہم تو مصروف ہیں! سنائیہ چلی جائے گی تو انکی ناراضگی بھی ختم ہو جائے گی۔ سفیان نے کہتے ہوئے چاۓ کا کپ اٹھایا۔ ہم ٹھیک ہے۔ عامر حسین نے اثبات میں سر ہلا�ا۔ اور سنائیہ سے مخاطب ہوئے۔ بیٹھا تم سامان وغیرہ پیک کر لینا کل بھائی چھوڑ آئے گا تمہیں۔ جی ٹھیک ہے بابا۔ وہ کہتی ہوئی کچن کی جانب بڑھ گئی۔ وہ کچن میں کھڑی بے دلی سے ناشتا بنانے لگی۔ وہ نہیں جانا چاہتی تھی ملتان۔ پر وہ منع بھی تو نہیں کر سکتی تھی نا۔ کیا ہوا سنائیہ کہاں گم ہو۔ پچھے سے اسکی بھابی نے آواز دی تو سنائیہ وہ پلٹی۔

کہیں بھی تو نہیں کیوں کیا ہوا۔ وہ مسکرا کر پوچھنے لگی۔ ہوا تو کچھ نہیں ہے پر حیرت کی بات ہے تم خوش نظر نہیں آرہی اس بار ورنہ پہلے تو بہت خوش

ہوتی تھی پالے اور خالہ کے پاس جانے پر۔۔ بھائی عام انداز میں کہتی سنگ  
میں رکھے بر تن دھونے لگی۔۔

ایسا نہیں ہے بھائی میں خوش تو ہوں پر۔۔ اس بار میرا دل نہیں ہے  
وہاں جانے کا پتا نہیں کیوں خالہ جانی بھی ایسے ہی بلوار ہی ہیں  
مجھے نہیں جانا بس۔۔ وہ جھنجھلا کر بولی۔۔ بھائی نے حیرت سے اسے  
دیکھا۔۔ کیا ہو گیا ہے یار۔ خالہ سوچتی ہوں گی کہ انکی بہن نہیں رہی تو باپا نے  
بچوں کو ان سے دور کر دیا ہے اس لیے بابا اور سفیان چاہتے ہیں تم چلی جاؤ۔۔  
پر خود بتاؤ اگرامی ہوتی تو وہ بھی تو تمہیں خالہ جان کے کھنے پر بھیجتی نا وہاں۔۔  
اب ہمیں ہی رشتؤں کو جوڑ کر رکھنا ہے۔۔ اس لیے چپ چاپ تیاری کر لینا  
کل نکلنا ہے تمہیں۔۔ ان کے پیار سے سمجھانے پر سنائیہ نے مسکرا کر اشبات  
میں سر ہلا�ا۔۔ اچھاٹھیک ہے۔۔ اس نے سمجھا اور پلٹ کر پر اٹھے بنانے  
لگی۔۔ کیونکہ نوج گئے تھے۔ اور باقی سب کے ناشتے  
کامٹم ہو چکا تھا۔۔

ارحان بابا اور افغان بھی کام پر جاچکے تھے۔۔ اس کے باہدوں کان چلاتے تھے۔۔ سفیان بھی کسی فیکٹری کام کرتا تھا۔۔ ارمان ایک کا سمیٹکس فیکٹری میں نوکری کرتا تھا اور الفنان ایک ہو ٹل میں کیشیر کا کام کرتا تھا۔۔ البتہ زین ابھی ویلا انسان تھا۔۔ جس کا کام بس پب جی کھلنا اور گھر میں بیٹھ کر سنا تیہ کو شنگ کرنا ہوتا تھا۔۔

گیارہ بجے تک وہ اور بھائی گھر کے سارے کام کر کے فارغ ہو چکے تھے۔۔ وہ اب مو بائل پر ناول پڑھنے میں مگم تھی۔۔ تبھی مانیہ وہاں آٹپکی۔۔ اوئے جانی کیا کر رہی ہو۔۔ وہ سنا تیہ کے پاس بیٹھتے ہوئے دانت نکال کر بولی۔۔ ناول پڑھ رہی تھی۔۔ اس نے مو بائل میں مگن ہی جواب دیا۔۔ کونسا سدن والا جس میں وہ بربان اور عمارہ تھی۔۔ بانی نے اندازہ لگایا۔۔ ہاں وہی دل منتظر بائے ثانیہ حسین بہت اچھا ہے۔۔ تم بھی پڑھنا بہت امیز نگ سٹوری ہے۔۔ اس نے ساتھ ہی مشورہ دیا۔۔ ہاں وہ تو میں رات کو ہی سٹارٹ کرتی

ہوں۔۔ لیکن ابھی تم اٹھو اور چلو پچھی جان بلار ہی ہیں۔۔ بانی نے کہا اور اس کے پاس سے اٹھی۔۔ ممانتی بلار ہی ہیں۔۔ ! کام کروانا ہو گا یقیناً۔۔ سنائیہ نے خود ہی سوال کے ساتھ جواب دیا۔۔ ہاں یار۔۔ چلو آجائے۔۔ بانی کہتی ہوئی باہر گئی تو وہ بھی موبائل رکھتی اس کے ساتھ اپنی ممانتی یعنی آب ان کے گھر کے دروازے کے سامنے ہی سنان کے گھر کا ایک گھر گئی۔۔ اس چھوٹا دروازہ تھا۔۔ جبکہ میں گیٹ باہر سڑک کی طرف تھا۔۔ گھر میں داخل ہوتے ہی اسکی نظریں خود بخود اس ستم گر کی تلاش میں ادھر ادھر بھٹک رہی تھی پر وہ باہر کہیں نظر نہیں آیا شاید وہ اپنے کمرے میں تھا۔۔

اسلام علیکم ممانتی۔۔ سنائیہ نے کچن سے باہر آئی آب ان کی والدہ فوزیہ بیگم۔ کو سلام کیا۔۔

و علیکم السلام بیٹا۔۔ انہوں نے مسکرا کر جواب دیا۔۔ سنائیہ نے ان کی > مسکرا ہٹ کو دیکھا۔۔ اور سر جھٹک گئی۔۔

سنائیہ آج کام والی نہیں آئی تو تم اور بانیہ مل کر مجھے تھوڑا کام ہی کروالو۔ مجھ اکیلی سے نہیں ہو گا۔ وہ لہجہ میں مٹھاں بھر کر بولی۔۔

اچھا ممانتی۔۔ سنائیہ نے ادب سے کہا۔ پہلے کچن صاف کر لیتے ہیں ہم دونوں۔۔ بانیہ نے کہا تو فوزیہ بیگم نے اثبات میں سر ہلاایا۔۔ ہاں ٹھیک ہے۔۔ چلو تم لوگ اندر چل کے کام کرو میں تب تک دوسرے کام دیکھ لوں۔۔ وہ اسی میٹھے لہجہ میں کہتی آگے بڑھ گئی اور سنائیہ اور بانیہ کچن کی جانب چل دیں۔۔

ان کا گھر کافی بڑا بہت پیار اور خوبصورت تھا۔۔ ان دونوں نے کچن میں داخل ہوتے ہی ارد گرد پھیلے بر تنوں کو سمیٹنا شروع کیا۔۔ بانی میں یہ بر تن دھوتی ہوں تتم تک چولہا اور آپ پاس کی جگہ صاف کر لو۔۔ سنائیہ نے کہتے ہوئے اپنے سر پر لیا ہوا دوپٹا اتنا کر گلے میں ڈالا اور دونوں اطراف ہے پلوؤں کو پچھے کمر پر لے کر

باندھ دیا۔ اتنے دن میں وہاں کیسے رہوں گی۔ کیا پورے ایک ماہ میں انہیں دیکھ بھی نہیں پاؤں گی۔ اتنی بات تو ویسے بھی نہیں ہوتی پر یہاں کم از کم کبھی کبھی نظر تو آ جاتے ہیں نا۔ وہ دل میں خود سے مخاطب تھی۔ اور اس کی سوچوں کا محور آب ان میر تھا۔ وہ اپنی سوچوں میں گم بر تن دھونے میں لگن تھی جب آب ان کچن میں داخل ہوا۔ اور ڈاٹل ہوتے ہی اسکی نظریں سامنے کھڑی سنائیہ کی پشت پر گئی۔ جہاں اس کے کالے اور بھورے مکس شیڈ کی طرح کے بالوں کی ڈھیلی سی کمر تک آتی چڑیا بنی ہوئی تھی۔ ساتھ ہی دونوں کندھوں پر سے آتے لال دوپٹے کے پلوؤں کی کمر پر گانٹھ بندھی ہوئی تھی۔

اس کے کالے رنگ کے سوٹ پر لال دوپٹا اور کمر پر پھیلی ڈھیلی سی چڑیا آب ان کو ایک پل کے لیے بہت خوبصورت لگی تھی۔ ایک پل کے لیے اُس کا دل عجیب طرز سے دھڑ کا تھا۔

اپنے دل کی حالت کو محسوس کرتے ہوئے اس نے فوراً ہی اپنی نظر وہ کا زاویہ بدلا اور سنا تیہ کے دائیں طرف والی سائیڈ پر موجود فرتح کی طرف گیا۔ اور اس میں سے پانی کی بوتل نکالی۔ نظریں ابھی بھی بار بار بھٹک کر سنا تیہ کی پشت پر جا رہی تھیں۔ اور اس سے بے خبر سنا تیہ اس کے خیالوں میں کھوئی تھی۔ چند سینکنڈز کے بعد سنا تیہ کو اس کے گلوں کی خوشبو اپنے آس پر محسوس ہوئی تھی۔

اب تو وہ کھڑوس مجھے اپنے آس پاس محسوس ہو رہا ہے۔ وہ منہ لگاڑ کر بڑھاتی۔

آب ان جو پانی کی پوتل کو منہ سے لگائے اسے ہی دیکھ رہا تھا اسکی بڑھتی بڑھتی پر چونکا پر اسے سمجھ نہیں آیا کہ اس نے کیا کہا۔ آب ان کو ایک دم رات میں اپنی دعا کا خیال آیا جس میں اسے سنا تیہ کا چہرہ دیکھا تھا۔ اس پل کو سوچتے ہی اسکے چہرے پر ایک دم سختی کے تاثرات ابھرے تھے۔ اس نے بوتل پر

ڈھکن دیا اور فرتبح کا نچلا دروازہ کھول کر اسے اندر رکھا۔ پر فرتبح کا دروازہ

اس نے

بہت زور سے بند کیا۔ اور اتنی زور کی آواز پر سنائیہ ڈر کر جھٹکے سے پچھے پلٹی

تھی۔ پر سامنے ہی نظریں آبان کی نظروں سے ٹکرائی جس نے بروقت

سنائیہ کو پچھے مڑتے ہوئے دیکھ کر اسکی طرف دیکھا تھا۔ ایک پل کے لیے

تو سنائیہ کو یقین، ہی نا آیا کہ وہ سچ میں وہاں کھڑا ہے۔ پھر فوراً ہی اسے اپنی

حالت کا خیال آیا۔ اس نے جلدی سے دوپٹے کو کھول کر اپنے سر پر لیا۔

آبان کی نظریں اسکے ہوا یاں اڑے چہرے پر سے ہوتے ہوئے اسکے ہاتھوں

پر گئی جو صابن کی جھاگ سے بھرے تھے۔ تمہیں کیا ہوا۔ آبان نے

نار ملی آنداز میں اسے مخاطب کیا۔ نے جھٹ نفی میں سر کو بلا یا۔

لگ۔ کچھ بھی تو نہیں۔ وہ جلدی سے کہتی واپس پلت کر برتن دھونے

لگی۔

پر اس کے ہاتھ میں کیپکی تھی اور دل ایسے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی باہر آجائے گا۔۔۔

پر اس کے ہاتھ میں کیپکی تھی اور دل ایسے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی باہر آجائے گا۔۔۔



کہیں سن نالیا ہو۔۔۔ وہ دل میں سوچنے لگی۔۔۔

استغفار۔۔۔ سنائیہ نے دل میں پڑھا۔۔۔ آب ان ایک نظر سنائیہ کو دیکھتا

سر جھٹک کر باہر چلا گیا۔۔۔ تبھی کچن میں بانیہ داخل ہوتی جس

نے آب ان کو باہر جاتے ہوئے دیکھ لیا تھا۔۔۔ یہ آب ان بھائی یہاں کیا کر

رہے تھے۔۔

اس نے سنائیہ سے پوچھا۔ کیا مطلب کیا کر رہے تھے ان کا گھر ہے ان کا کچن ہے تو ظاہر ہے ان کا جب دل کرے گا وہاں جائیں گے۔ سنائیہ نے اپنی حالت کو کنٹرول کرتے ہوئے لب بھینچ کر کیا۔۔



لوئے کیا ہو گیا اتنا غصے میں کیوں ہو۔۔؟ انہوں نے کچھ کہا ہے کیا تمہیں۔۔؟ بانیہ جھاڑ دو، ہی زمین پر رکھتی اس کے پاس آ کر بولی۔۔ نہیں تو ایسے ہی کچھ کمرہ لیں گے۔۔ ان کی ہمت ہے مجھے کچھ کھیں۔۔ سنائیہ نے فخر سے کہا تو بانیہ نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔۔ ہاں بالکل اسی لیے آبان بھائی کے سامنے آتے ہی تمہاری پڑ پر چلتی زبان ہر کلانے لگ جاتی ہے۔۔ بانی نے میٹھا

ساٹر کیا تو سنائیہ نے اسے گھورا۔ بکواس ناکرو اور دفع ہو جاؤ تم۔۔۔ سنائیہ کہتی ہوئی واپس برتن دھونے لگی۔۔۔

بانی بھی مسکرا کر کام کرنے لگی۔۔۔ اور ساتھ میں سنائیہ بھی آبان کے بارے سوچ کر مسکرانے لگی جس نے سنائیہ کو خود سے مخاطب کیا تھا۔۔۔ ان کا کام ختم ہوتے دونج چکے تھے۔۔۔ اس نے اور بانی نے مل کر دوپھر کا کھانا بھی تیار کر لیا تھا۔۔۔ ممانتی کھانا بھی بن گیا ہے اور کام بھی سب ہو گیا اب ہم جائیں۔ سنائیہ نے لاڈنچ میں پیٹھی فوز یہ بیگم سے کہا تو وہ مسکرا گئیں اور پیار سے بولیں۔۔۔ بہت شکر یہ تم دونوں کا بیٹا۔۔۔ مجھا کیلی سے کبھی ناہوتا یہ کام تم دونوں نے ہی کر دیا سارا۔۔۔

کوئی بات نہیں چھی جان اب ہم چلتے ہیں سنائیہ کی پیکنگ بھی کرنی ہے ہم نے۔۔۔ بانیہ نے کہا۔۔۔ پیکنگ۔۔۔ کیوں کہیں جا رہی ہو کیا تم سنائی۔۔۔ فوز یہ بیگم نے چونک کر کھا۔۔۔ اور ان کی یہ آواز پچھے

سے آئے آبان نے بھی سنی۔۔

جی ممانتی وہ میں خالہ جانی کی طرف جا رہی ہوں کچھ دنوں کے لیے وہ بلا رہی

ہیں۔ سنا تیہ نے

نار طی انداز میں کہا۔۔



اچھا۔۔ کب جا رہی ہو پھر۔۔ فوزیہ بیگم نے سر بلاتے ہوئے پوچھا۔۔ پچھے  
کھڑا آباں ان کی ساری گفتگو سن رہا تھا۔۔

کوئی بات نہیں بھی جانا اب ہم چلتے ہیں سنا تیہ کی پیکنگ بھی کرنی ہے ہم نے  
بانہ ہے ہم نے بانیہ نے کہا۔۔ پیکنگ۔۔ کیوں کہیں جا رہی ہو کیا تم سنا تیہ۔۔  
فوزیہ بیگم نے چونک کر کر کہا۔۔ اور ان کی یہ آواز پچھے

سے آتے آبان نے بھی سنی۔۔

بھی مھماںی وہ میں خالہ جانی کی طرف جا رہی ہوں کچھ دنوں کے لیے وہ بدارہی

ہیں۔ سنا تیہ نے

نار طی انداز میں کہا۔۔



اچھا۔۔ کب جا رہی ہو پھر۔۔ فوزیہ بیگم نے سر جلاتے ہوئے پوچھا۔۔ پچھپے  
کھڑا آب ان ان کی ساری

گفتگو سن رہا تھا۔

کل جاؤں گی ماں۔۔ شاید بارہ سے نکلتا ہے افستان بھائی کے ساتھ جاؤں  
گی۔۔ اچھا چلو اچھی بات ہے خیریت سے جاؤ۔۔ ان کے کہنے پر سنا تیہ سر

بلاقی وہاں سے پلٹ کر جانے لگی۔۔۔ سامنے ہی اسکی نظریں آباں سے  
نگرانی جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ سنائیہ نے طور اپنی نظریں نیچے کی طرف  
جنکا لی اور یہ منظر بان کی آنکھوں سے ہوتے ہوئے اس کے دل میں قید ہو گیا  
تھا۔ اس نے ایک گھر اسنس لیا اور آگے بڑھنا سیر ھیاں چڑھنے گا  
سیر ھیوں پر کھڑرے ہو کر اس نے پلٹ کر سنائیہ کی پشت کو دیکھا جواب باہر  
کی طرف جا چکی تھی۔ یا اللہ یہ مجھے کیا ہو رہا ہے۔۔۔؟ اس نے دل میں کیا اور  
اوپر کی طرف بڑھ گیا۔۔۔ ستان اٹھا کہ نہیں۔۔۔ ملتان شہر میں مرزا باؤس میں  
مرزا صاحب کی آواز گونجی۔۔۔ اٹھ گیا میرے پیارے بابا جان میری جنت  
کے دروازے میرا سکون، میرا چین، میرے دل کی دھڑکن میرا قرارستان  
فریش فریش ساتیار ہو کر سیر ھیاں اترتے ہوئے تابداری کی تمام حدود کو  
توڑتے ہوئے بولا۔۔۔

الو کے پٹھے بکواس مت کیا کرو زیادہ مرزا صاحب نے دانت ہے۔ جبکہ  
صوفے پر بیٹی محنت بیگم اور یانے نے اپنی مسکراہٹ دبائی۔ بکواس۔۔۔

سنان نا سمجھی سے بولا وہ کیا ہوتی ہے بابا۔ اس نے اچھنے سے اپنے بابا کو دیکھتے ہوئے کیا۔ چہرے پر نام سمجھی ہے تاثرات ابھی تک قائم تھے جیسے سچ میں اسے بکواس کا پنانا ہو۔

وہی جو تمہاری یہ ریل گاڑی کی سپیڈ سے بھی تیز چلتی زبان کر رہی ہے۔۔۔ یالے نے لقمہ دیا۔ تم تو چپ ہی پیٹھو نظر نہیں آباد و بڑے بات کر رہے ہیں۔ سنان نے اسے منہ چڑایا۔ کل کہاں تھے۔ مرزا صاحب سنجدگی سے مدھے پر آئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ سامنے بیٹھے اس انسان کے روپ میں شیطان سے بحث شروع کر دی تو وہ کبھی بھی مرزا صاحب یا کسی کو بھی جتنے نہیں دے گا۔

وہی جو تمہاری یہ ریل گاڑی کی سپیڈ سے بھی تیز چلتی زبان کر رہی ہے۔۔۔ یالے نے لقمہ دیا۔ تم تو چپ ہی پیٹھو نظر نہیں آباد و بڑے بات کر رہے ہیں۔ سنان نے اسے منہ چڑایا۔ کل کہاں تھے۔ مرزا صاحب سنجدگی سے

مدھے پر آئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ سامنے بیٹھے اس انسان کے روپ میں شیطان سے بحث شروع کر دی تو وہ کبھی بھی مرزا صاحب یا کسی کو بھی جیتنے نہیں دے گا۔

کل۔ اہم۔۔۔ سنان نے سوچنے والے انداز میں کتنے ہوئے شہادت کی انگلی ہو نٹوں پر رکھ کر آنکھیں اوپر کی جانب اٹھائیں۔۔۔ بال یاد آیا۔ کل تو میں اپنے دوستوں کے ساتھ تھا۔۔۔ وہ آرام سے بولا اور پاس بیٹھی یا نے کو دیکھتا جو اسے آنکھیں دکھارہی تھی کیونکہ وہ جانتی کہ وہ کو نسا کار نامہ سرانجام دے کر آیا تھا کلی۔۔۔ دوستوں کے ساتھ تو تھے پر تھے کہاں تم۔۔۔ مرزا صاحب نے قدرے نارمل لہجے میں کیا۔

ارے بابا جان واصف کے گھر تھا یار۔ اس کی بڑتھڈے تھی تو بس وہی سیلیبریٹ کر رہے تھے۔ سات کھتے ہوئے صوف پر حضرت بیگم کے پاس چاپیٹا۔ عامر صاحب نے بغور اسے دیکھا کتنے آرام سے وہ جھوٹ بول رہا تھا۔

جھوٹ ملت بولوستان میں نے کل تمہیں سرکاری ہسپتال میں دیکھا تھا تو کیا  
ہسپتال میں بر تھڈے سسیلیبریٹ کر رہے تھے تم سب ہاں۔۔۔؟ مرزا  
صاحب سخت لہجہ بولتے توستان نے انہیں دیکھا۔

یالے اور منٹ بیگم نے بھی سنان کو دیکھا جو آرام سے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا  
پر حیرت یا پریشانی سے نہیں بلکہ مشکوک نظر وہ سے۔۔۔ جو مرزا صاحب کو  
کنفیوز کر رہی تھی۔۔۔



ایک منٹ پہلے تو آپ یہ بتائیں کہ آپ وہاں کیا کر رہے تھے۔ کیونکہ میں تو  
لیڈریز کے ڈلیوری وارڈ میں تھا۔ تو آپ کا قبائل کیا کام۔۔۔ وہ آنکھیں سکریٹ کر  
تفصیلی انداز میں بولتے ہوئے مرزا صاحب کو سٹانے پر مجبور کر

گیا۔۔۔ 23/23

مرزا صاحب نے پالے اور عزت بیگم کو دیکھا جو بار بار ان باپ بیٹے کو دیکھ رہی تھی۔ پران سب کی مشکوک نظریں مرزا صاحب پر تھیں جو بچارے پہلو بدلتے گئے۔ یہ شیطان کا بچا ہے خوا مخواہ میں ذلیل کر رہا ہے۔ اور تم لوگ۔ وہستان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے چلا کر بولے اور پھر اپنی بیگم اور بیٹی کی جانب متوجہ ہوئے۔ جب کے ستان کے کان ابھی تک شیطان کا حافظہ پر ایک گئے تھے۔ آج پھر ڈیڈ نے خود کو ایک نیا لقب دے دیا۔ وہ سوچتے ہوئے دل سے مسکرا یا۔



لوگ زن مرید ہوتے ہیں اور وہ حسب مرید تھا۔ اپنے ڈیڈ سے لے جانے والے ہرنئے اب گروہ بہت کھلے دل سے قبول کرتا تھا۔ کیونکہ بقول اس کے شوہر بیوی کو چراض نہیں کر سکتے ہیں لیے وہ زن مرید ہوتے ہیں اور وہ اپنے باپ کے القابات کو قبول ناکر کے چار ما بر وانہیں ہو سکتا تھا اس لیے وہ محب مرید تھا۔ اور وویے بھی اس کے ڈیڈ نے اسے شریان کا بچا کھا اور وہ تو اپنے باپ کا ہی بچا تھا تو ظاہر ہے اس۔ اس کے بابا نے خود کو شیطان کیا تاہوں

خود کو دیے جانے والے ہر جب کو اپنے باپ کی طرف موڑ کر ان سے جوڑ دینا لانا ہے میں وہ انسان کے روپ میں کوئی عجیب ہی مخلوق تھا۔

اپنے مشکوکی نظر وہ سے کیوں گھور رہے ہو تم سب ہے۔ میں بس جہاں اپنے دوست کے ساتھ گیا تھا۔ اس کی وائٹ کی ڈلیوری ہونے والی تھی۔۔۔

اس کو اچانک کال آئی تھی میں اس کے ساتھ کیا تو اس لیے چلا گیا۔۔۔ مرزا

صاحب نے وضاحت دی۔۔۔ عدا ایسا اہا۔ پرنیک ہے نہیں رہنے تک ہورہا تھا

کہ کہیں دوسری شادی ناکر کے بیٹے ہوں اور اپنی اس بیوی کی ڈلیوری پر

ناگئے ہوں۔ سنان نے کھنے والے اور ان میں سراتے ہوئے کیا۔

لا حول ولا قوت مرزا صاحب بڑ بڑاتے ہوئے بھی پہلو بدل کر رہ گئے۔ پالے

نے قلمہ کا اتنا اور عزت بیگم نے سنتاں کو گھورا تھا۔ شرم کر لو تمہارے بابا

ہیں۔

بابا ہیں نا ببیوی تھوڑی ہیں جو شرم کروں۔ اور وہ ہے بھی بیوی کے سامنے بھی کو نیا شرم آتی ہے۔ اس لیے میں بے شرم ہی اچھا ہوں۔ ستان یا اس کے انداز پر مرزا صاحب اور سرپیٹ کر رہ گئے۔

22.38



<

0

19/19

استغفر اللہ آپ تو سچ میں ہی بے شرم ہیں برو۔۔ یا لے نے منہ بنائے کھا۔۔  
 اور جو اباکستان نے مسکرا کر اسے دیکھا۔۔ جیسے کیا ہو میں بھی تو یہی کہہ رہا  
 ہوں۔۔ مجھے یقین نہیں آتا یہ میرا بیٹا ہے۔۔ مرزا صاحب تاسف سے  
 ہوئے۔۔ باباجان یقین تو سنان بھائی کو بھی نہیں آتا کہ آپ ان کے سگے باپ  
 ہیں۔۔ وہ کہتے ہیں آپ ان پر سوتیلے باپ کی طرح ظلم کرتے ہیں۔۔ یا لے  
 کے کھنے پر عفت بیگم اور مرزا صاحب نے حیرت سے سنتان کو دیکھا۔۔



22:39

19/19

استغفر اللہ آپ تو سچ میں ہی بے شرم ہیں برو۔۔ یا لے نے منہ بنائے کھا۔۔  
 اور جو ابا سنان نے مسکرا

کرا سے دیکھا۔۔ جیسے کہا ہو میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں۔

**مجھے یقین نہیں آتا یہ**

میرا بیٹا ہے۔۔ مرزا صاحب تاسف سے بولے۔۔



بابا جان یقین تو سنان بھائی کو بھی نہیں آتا کہ آپ ان کے سگے باپ ہیں۔۔ وہ کہتے ہیں آپ ان پر سوتیلے باپ کی طرح ظلم کرتے ہیں۔۔ یا لے کے کھنے پر عفت بیگم اور مرزا صاحب نے حیرت سے سنان کو دیکھا۔۔

استغفر اللہ آپ تو سچ میں ہی بے شرم ہیں برو۔۔ یا لے نے منه بنا کر کہا۔۔

اور جوا بسان نے مسکرا

کرا سے دیکھا۔ جیسے کہا ہو میں بھی تو یہی کہہ رہا ہوں۔

**مجھے یقین نہیں آتا یہ**

میرا بیٹا ہے۔۔۔ مرزا صاحب تاسف سے بولے۔۔۔



بابا جان یقین تو سنان بھائی کو بھی نہیں آتا کہ آپ ان کے سگے باپ ہیں۔۔۔ وہ کہتے ہیں آپ ان پر سوتیلے باپ کی طرح ظلم کرتے ہیں۔۔۔ یالے کے کھنے پر عفت بیگم اور مرزا صاحب نے حیرت سے سنان کو دیکھا۔۔۔

کے پڑھے میں نے تم پر ایسے کونے ظلم کیے ہیں جو تمہیں میں سوتیلا باپ لگتا ہوں۔۔۔ مرزا صاحب نے سنان کو گھورا۔۔۔ جس پر سنان نے فوراً اپنی ماں کو دیکھا۔۔۔ عمال آپ کو میری قسم ہے آج آپ مجھے بتاہی دیں۔ یہ سچ میں

میرے سکے بابا ہیں یا آپ نے ان قائم انسان سے کہیں دوسری شادی تو نہیں  
 کر لی تھی میرے بچپن میں۔۔؟ وہ سنجدگی سے گویا ہوا۔۔  
 اس کی اس بات پر جہاں مرزا صاحب نے بھٹی آنکھوں سے اسے دیکھا، ہی  
 صفت بیگم نے تارا نگی سے سنان کو گھورا اور اس کے کندھے پر ہلکا سا تھپڑ  
 رسید کیا۔۔ یا لے مزے سے بیٹھی ان سب کی



باتیں سن رہی تھی۔۔

تم کچھ زیادہ ہی زبان دراز ہو گئے ہوستان۔۔ انہوں نے مصنوعی خفگی سے  
 کیا۔۔ سنان نے اچھنے سے اپنی ماں کو دیکھا۔۔ زبان دراز اور میں۔۔ اس  
 نے بے یقینی سے کہتے ہوئے اپنی جانب

خود اشارہ کیا۔۔

جی ہاں۔۔۔ مرزا صاحب عفت بیگم اور یالے تینوں نے ایک ساتھ اثبات میں سر بلاتے ہوئے بال کیا۔۔۔ ستان نے ان تینوں کو دیکھا۔۔۔ عزت ہی نہیں ہے کوئی۔۔۔ وہ بڑا بڑا یا۔۔۔ ممکن یار اب کھانے کو بھی کچھ لے گایا آن آپ کی اور ان دارو گا جی کی ڈانٹ سے پیٹ بھرنا ہے مجھے۔۔۔ کل رات سے بھوکا ہوں۔۔۔ وہ معصوم سی صورت بناؤ کر بولا تو یالے نے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھا۔۔۔

اور مرزا صاحب اپنے لیے دارو گا جی کا لقب سن کر بس نفی میں سر بلائے کر رہ گئے۔۔۔ رات کو ہی یالے نے اپنے ہاتھوں سے اسے کھانا گرم کر کے دیا تھا اور اب وہ کتنے سکون سے کہہ رہا تھا کہ رات سے بھوکا ہوں۔۔۔ جھوٹا یالے دل میں بولی۔۔۔ با پیٹا تم نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا کو میں ابھی تمہارے لیے کھانا لاتی ہوں۔۔۔ عفت بیگم پیار سے کم تی فور آ کچیں کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

ان کے جاتے ہی مرزا صاحب نے سنان کو سنجیدگی سے دیکھا۔ اب بتاؤ کل  
ہاسپٹل میں

کیا کر رہے تھے۔ عفت بیگم کے سامنے وہ کچھ نہیں بتانے والا تھا یہ وہ جانتے  
تھے اس لیے ان کے جاتے ہی وہ واپس مدعے پر آئے۔ توستان بھی سنجیدہ  
ہوا۔ یا لے خاموشی سے دونوں کو دیکھ رہی تھی۔ کیونکہ وہ ساری صورت  
حال کے بارے میں پہلے ہی جانتی تھی۔

وہ کل تھوڑا جھگڑا ہو گیا تھا کچھ لڑکوں سے اس لیے انہیں باسپٹل چھوڑنے گیا  
تھا میں۔ پھر وہاں مجھے پتا چلا کہ وہاں ایک لیڈی کی ڈلیوری تھی

اور ان کو بلڈ کی ضرورت تھی جوار بچ نہیں ہو پا رہا تھا۔ میرا بلڈ گروپ  
سیم۔ تھاتو اس لیے میں نے انہیں اپنا بلڈ دے دیا اور اسی وجہ سے رات کو بھی

لیٹ آیا تھا واپس۔۔ سنان نے آرام سے ساری تفصیل بتائی جسے مرزا صاحب نے تحمل سے سنا تھا۔۔ پر اندر ہی اندر وہ بہت تھے میں آچکے تھے۔۔ ویسے بابا آپ کیوں پوچھ رہے ہیں جہاں تک مجھے لگتا ہے کل ہی محلے والوں نے آپ کو ایک کی چار لگا کر پورا کا پورا واقعہ بتایا ہو گا۔۔ سنان نے آبر و اچکا کر پوچھا۔۔ خون دے کر تو تم نے بہت اچھا کام کیا ہے پر آخر تم یہ لڑائی جھگڑا کیوں کرتے ہو۔۔ باز کیوں نہیں آتے میں شنگ آگیا ہوں تمہارے ان لڑائی جھگڑوں سے اور محلے والوں کی باتیں سن سن کر۔۔ وہ دانت پیستے ہوئے بولے۔۔

اوکم روں ڈیڈ۔۔ آپ بھی جانتے ہیں میں بلا وجہ کبھی کسی کو کچھ نہیں کھتا۔۔ اور جس کی کل دھلائی کی ہے میں نے اس نے کام ہی ایسا کیا تھا پر میں نے اسے پیار سے سمجھا یا تھا وہ نہیں مانا تو اس لیے اسکی سروس کرنی پڑی ورنہ میرا تودل کر رہا تھا کمینے کی جان لے لوں۔۔ سنان نے انتہائی غصہ سے ایک ایک لفظ چبا کر کہا۔۔ اور سامنے پیٹھی یا لے کو دیکھا جواب سر جھکا گئی تھی۔۔

مرزا صاحب نے اس کی نظر وہ کے تعاقب میں پیٹھی پالے کو دیکھا۔ وہ معاملہ سمجھ پکے تھے۔۔۔ کچھ دن پہلے ہی عفت بیگم نے انہیں بتایا تھا کہ محلے کا ایک لڑکے نے سنائیہ کو تنگ مار کیٹ جاتے ہوئے چھپرا تھا۔۔۔ اور ایسا پہلی بار انہیں ہوا تھا وہ جب بھی گھر سے باہر نکلتی تو وہ لڑکا ایسے ہی اسے تنگ کرتا تھا۔۔۔ ویسے تو ان کے خاندان میں لڑکیوں کو اکیلا کہیں جانے کی اجازت بالکل بھی نہیں تھی۔۔۔

اس لیے وہ ہمیشہ عفت بیگم کے ساتھ ہی باہر جاتی تھی۔۔۔ تب بھی وہ عفت بیگم کے ساتھ تھی۔۔۔ لیکن وہ لڑکا اتنا بد تمیز تھا کہ عفت بیگم کے سامنے ہی اس نے سنائیہ کو سیٹی ماری تھی۔۔۔ جس سے انہیں بہت غصہ آیا تھا۔۔۔ اس لیے انہوں نے اس بات کا ذکر سنان اور مرزا صاحب سے کیا تھا۔۔۔ اور سنان اب اس لڑکے کی درگت بنائ کر اسے اچھا سبق چکھا چکا تھا۔۔۔ لیکن پھر بھی تمہیں اسے اتنا نہیں مارنا چاہیے تھا۔۔۔ وہ سمجھانے والے انداز میں بولے۔۔۔

میں نہیں مارتا اگر وہ پیار سے میری بات مان جاتا۔ لیکن وہ اپنی غلطی ماننے کی وجہ سے بکواس ہی کیے جا رہا تھا۔ اینڈ یونویرسی ویل ڈیڈ۔ میں اپنے گھر کی عورت تو پڑھنے والی ہر بری نگاہ اور اپنے باپ کے بارے میں خلط زبان یوز کرنے والے کو بخشتا نہیں ہوں۔ اس نے جو کیا یہ اسکی اپنی غلطی کی سزا تھی۔ اور اگر اب محلے والا آپ کو کچھ کے توان کو میرے پاس بھیج دیجے گا علاج کر لو نگا ان کا بھی میں۔



وہ سنجدگی سے بولا۔ یا لے نے مسکرا کر اپنے بھائی کو دیکھا تھا۔ اسکی آنکھوں میں ستان کے لیے عربی فرتھا۔ مرزا صاحب بھی اسے دیکھ رہے تھے جواب بالکل سنجدہ سا پہلے سے انتہائی

مختلف لگ رہا تھا۔

اچاویسے اسے مارا تو مارا لیکن یہ خود ہی اسے ہسپتال کیوں لے کر گئے۔۔  
 عجیب انسان ہو تم بھی۔۔ وہ مسکرا کر بولے اب ان کے لمبے میں فخر تھا۔۔  
 کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اپنے گھروالوں کے سامنے وہ چاہے جتنا ہی ار ریس و  
 نسیبل بن جائے لیکن حقیقت میں اس سے زیادہ سمجھدار کوئی نا تھا۔۔ جو تمام  
 زمہ دار یوں کو نبھانا جانتا تھا۔۔ اور اس کے لیے اگر سب سے ضروری کچھ تھا  
 تو وہ تھی اسکی فیملی۔۔ جس کے لیے وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔



ارے بابا ہم چوہاں ہیں۔۔ دماغ کے گرم اور دل کے زرم۔۔ اس لیے میں  
 نے اسکی ہڈی پسلی ایک تو کردی تھی پر پھر مجھے اس پر رحم آگیا اس لیے  
 ہاسپٹل لے گیا اس کا ٹریمنٹ کروانے۔۔ وہ مسکرا کر بولا۔۔ مرزا صاحب  
 بھی مسکرائے تھے۔۔

یو آر دا بیٹ برادر ان دا اور لڈ برو۔۔۔ یا لے محبت سے کھتی سنان کے پاس بیٹھ کر اس کے گلے لگ گئی۔۔۔ تو وہ مسکرا یا۔۔۔ بس بس چڑیل اب زیادہ ناچپکو میرے ہے۔۔۔ سنان اسے دور کرتے ہوئے اتر اکر بولا۔۔۔

یانے نے منہ بگاڑ کر زور سے اس کے کندھے پر مکہ مارا۔ بس کرد و چڑیل مار کیوں رہی ہو۔۔۔؟ سنان نے خفگی سے کیا۔۔۔ ان دونوں کے پیچھے کھڑی عفت بیگم مسکرا رہی تھی مرزا صاحب کی نظر جب ان کے مسکراتے چہرے پر پڑی تو وہ سمجھ گئے کہ وہ بھی سب سن چکی ہیں۔۔۔ چلو سنان آکر کھانا کھا لو۔۔۔ انہوں نے محبت سے سنان کو آواز دی۔۔۔ سنان نے پیچھے پلٹ کر اپنی ماں کو دیکھا جوان دونوں کو، ہی دیکھ رہی تھی۔۔۔ جی آیا ماجانی۔۔۔ وہ مسکرا کر کھتا اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا پھر فوراً مرزا صاحب کی جانب پلٹا۔۔۔ ڈیڈ مجھے آپ سے ضروری بات کرنی ہے پر ابھی نہیں شام کو بتاؤں گا وہ کھتا اپنی ماں کی جانب بڑھ گیا مرزا صاحب نے

بھی اثبات میں سر بلا یا تھا۔۔  
 یا لے بھی اپنے بھائی کے پچھے بھاگ گئی۔۔ وہ ڈائنسنگ ٹیبل پر بیٹا بریانی سے  
 انصاف کر رہا تھا جبکہ عفت بیگم پاس کھڑی مسکرا کر اسے محبت سے دیکھی جا  
 رہی تھی جو بلو جیز اور ریڈی شرٹ پہنے پر کشتنے پر کشش لگ رہا تھا۔۔ کیا  
 ہوا مما آپ بھائی کو ایسے کیوں دیکھ رہی ہیں پاس بیٹھی پالے سے جب رہانہ گیا  
 تو وہ پوچھے ہی بیٹھی۔۔ اس کے سوال پر سنان نے بھی چونک کر اپنی ماں کو  
 دیکھا۔۔ کچھ نہیں بس ایسے ہی وہ مر ہم مسکراہٹ کے ساتھ کستی سنان کی  
 طرف جنگی اور اس کی پیشانی کو شفقت سے چوہا۔۔ میرا پیارا بیٹا۔۔ وہ محبت  
 سے بولیں۔۔ سنان بس مسکرا یا تھا اور یا لے کو اب پوری بات سمجھہ آئی  
 تھی۔۔

گھر آتے ہی اس نے بانیہ کے ساتھ مل کر دوپھر کا کھانا کھایا اور پھر سنا یا کہ کمرے میں جا کر اس کی پیکنگ کرنے لگیں۔۔۔ ٹیبل پر دو جانے کے لگ پڑے تھے جس میں سے ایک فل چانے سے بھرا تھا اور دوسرا ہاف سے بھی کم تھا وہ جو وہ دونوں اپنے پینے کے لیے ساتھ لائی تھیں۔۔۔ یارا ب پتہ نہیں وہاں کے نہیں وہاں کتنے دن رہنا پڑے گا سنا یا جانے کا بھرا ہوا ایک اٹھا کر دکھی لبھ میں بولی۔۔۔ بانیہ جو الماری سے اس کے کپڑے نکال رہی تھی ایک دم پلٹ کر اس سے دیکھنے لگی۔

دفع ہو تم نا شکری کہیں کی ایک تو اتنا اچھا موقع عمل رہا ہے تمہیں ملتان گھونے کا وہاں اتنے دن سکون سے رہنے کا۔۔۔ اوپر سے تم سوگ ایسے منار ہی ہو جیسے تم ملتان گھونے نہیں جا رہی بلکہ تمہاری وہاں رخصتی ہو رہی ہو بانیہ ترک کر

بولي۔ مرو تم باني کي پچي جب ديمکھو بکواس، ہي کرتی رہتی ہو۔ سنا تئیہ غصہ سے کہتی چائے پینے لگی۔

بابا بایاد یسے کتنا اچھا ہونا گر تمہاری شادی دی فیس سو شل میدیا سٹار سنان بھائی سے ہو جائے۔ بائے کتنا مزا آئے گا۔ بانیہ چھپ کر بولی۔ بغیر یہ جانئ کہ اسکی یہ مزاق میں کی جانے والی بات بھی سنا تئیہ کا دھڑکتاول روک گئی تھی۔



دیے قسم سے بے کبھی کبھی یقین نہیں آتا کہ سنان بھائی ہمارے ہی کریں ہیں۔ تمہیں پتا ہیں ان کے ایک لوگ اکاؤنٹ پر سیوں ملیزز فالورز ہونے والے ہیں۔ اور ان کی ویڈیوز پر لڑکوں اور لڑکیوں کے کتنے پیارے کمنٹس ہوتے ہیں۔ میں روز ریڈ کرتی ہوں۔

کوئی کھتے ہے ایم یور گ فین۔۔ کچھ کھتے ہیں۔۔ آپکی سماں بہت پیاری ہے۔۔ آپکی آنکھیں بہت خوبصورت ہیں۔۔ آپ ہمارے کرش ہو۔۔ وغیرہ وغیرہ۔۔ بانیہ بس بولتی جا رہی تھی۔۔ جبکہ سناہیہ کو اب غصہ آنے لگا تھا۔۔ ویسے وہ ہیں بھی کتنے کیوٹ اور بینڈ سمنا۔۔ بانیہ نے سناہیہ کی طرف دیکھ کر پوچھا تو بال مقابل وہ دانت پیس رہی تھی۔۔

اب اتنے بھی کوئی وہ پرس چار منگ نہیں لگے جو تم اس طرح ان کی تعریفوں کے پل باندھ رہی ہو۔۔ وہ اسے گھور کر کھتی پلٹ کر جانے کا مگ سامنڈ پر رکھتی ہیگ میں کپڑے رکھنے لگی۔۔ بس کر دو تم۔۔ تمہیں بس وہ کھڑوس آبان بھائی ہی پرس چار منگ لگتے ہیں دنیا کے۔۔ ڈھنگ سے بات تک تو کرتے نہیں تم سے اور پہلی بار چھپر کھڑی ہو کر ان کے رویے کی وجہ سے ہی رورہی تھی ناتم۔۔ وہ نظر نہیں آتا۔۔ بانیہ نے تراک کر کھا جبکہ سناہیہ ایک بار پھر اسکا وہ لمحہ یاد کرنے لگ گئی۔۔

کتنی آسانی سے اس نے کسی اور کاغذہ اس پر نکال دیا تھا۔۔۔ کتنے منصے سے اس نے سنا تیہ کو کہا تھا کہ سکون نہیں ہے کیوں بار بار کال کر کے میرا دماغ خراب کر رہی ہو۔۔۔ اب اگر بندہ کال رسیو نہیں کر رہا تھا تو اتنی عقل نہیں ہے کہ وہ بڑی بھی ہو سکتا ہے۔۔۔ حد ہوتی ہے۔۔۔ اس نے غصے میں کہتے ہوئے بغیر سنا تیہ کا جواب سنے کال بند کر دی تھی۔۔۔ حالانکہ وہ تو اس لیے کال کر رہی تھی کیونکہ اسے فوزیہ ممانی نے کہا تھا کہ آبان کو جلدی کال کر کے کھو گھر آئے۔۔۔ بہت ضروری کام ہے۔۔۔ بس اس لیے اس نے ممانی کے بار بار کھنے پر دو تین بار اسے کال کر دی تھی۔۔۔ پر بالمقابل تو

وہ بھڑک رہی اٹھا تھا۔۔۔

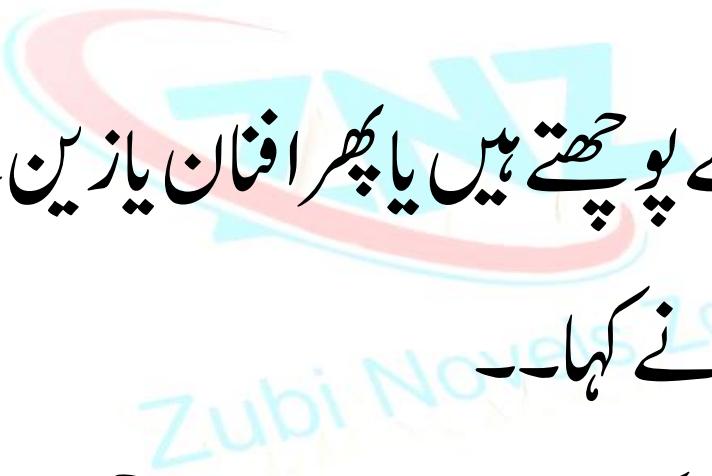
سنا تیہ انہی خیالوں میں گم تھی جب بانیہ نے اس کا کندھا ہلا کیا اور بولی۔۔۔

اب ان کے خیالوں سے نکل بھی آؤ میدم۔۔۔ موقع چاہیے ہوتا ہے تمہیں بھی ان کے خیالوں میں کھونے کا۔۔۔ بانیہ کے کھنے پر سنائیہ نے ایک دم چونک کرا سے دیکھا۔۔۔ بس بکواس جتنی کروالو تم سے۔۔۔ سنائیہ مضبوط سے بولی۔

دوست جو تمہاری ہوں کچھ تو صحبت کرا ثر ہونا تھا نا۔۔۔ بانیہ نے دوید و جواب دیا تو سنائیہ میں تھی میں سر ہل کر رہ گئی۔ اور دوبار و بیانگ کرنے میں لگی ہو گئی۔ پیکنگ کرتے کرتے شام کے چھینچ گئے جب وہ کمرے سے باہر نکلی۔ آپنی سائر واج کھانے میں کیا بنتا ہے سنائیہ نے اپنی سیاہی سے سوال کیا۔ وہ پہلے ہی کچن میں موجود تھی۔

پتہ نہیں بابائیں تو ان سے پوچھتے ہیں یا پھر استان بازان سے پوچھے اور گیا کھائیں گے سائرہ باجی نے کیا۔

افنان بھائی کو اب کون کال کریں میں زین سے پوچھتی ہوں وہ کیا کھانا چاہتا ہے۔ ویسے بھی اسے بہت شکوئے ہوتے ہیں مجھ سے کہ میں اس کی پسند ک کچھ نہیں بناتی۔ سنا تھیہ ہنس کہتی زین کے کمرے کی جانب بڑھی۔ ترین آج کھانے میں کیا بنائیں۔؟



پتہ نہیں بابا ائمیں تو ان سے پوچھتے ہیں یا پھر افنان یا زین سے پوچھ لو وہ کیا کھائیں گے سائرہ بھا بھی نے کہا۔

افنان بھائی کو اب کون کال کریں میں زین سے پوچھتی ہوں وہ کیا کھانا چاہتا ہے۔ ویسے بھی اسے بیت شکوئے ہوتے ہیں مجھ سے کہ میں اس کی پسند ک کچھ نہیں بناتی۔ سنا تھیہ ہنس کہتی زین کے کمرے کی جانب بڑھی۔ زین آج کھانے میں کیا بنائیں۔؟

سنائیہ نے اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی سوال دھاگہ تو زین جو  
موباکل میں کوئی فلم دیکھنے میں مگن تھا ایک دم حیران ہو کر اسے دیکھنے لگا۔۔

یہ اج مجھ سے پوچھنے کا خیال کیسے آگیا جاؤ نا اپنے ان باقی تین چیزیں بھائیوں  
سے پوچھو جن سے ہمیشہ پوچھ کر بناتی ہو کھانا۔۔

زین موباکل سائیڈ پر رکھ کر منہ لگاڑ کر بولا۔۔

زیادہ نہ خزرے دکھانے کی ضرورت نہیں ہے سمجھے جو کھانا ہے جلدی بتاؤ  
نہیں تو میں افناں یا ارحان بھائی کو کال کر کے پوچھ لیتی ہوں ایک تو تم پر

احسان کر رہی ہوں کہ کل میں نے چلے جانا ہے اس لیے تمہیں تمہاری پسند  
کا کچھ بنا کر کھلا دوں پر تمہارے تو خزرے ختم نہیں ہو رہے ہے۔۔ سنائیہ کمر پر  
ماٹھر رکھ کر احسان کرنے والے انہاں ہاں تم تو بڑی کوئی رخصت ہو کر جا  
رہی ہونا ہمیشہ کے لیے جو احسان کر رہی ہو زین دو بدوبولا۔۔ بکواس نہ کرو  
اور بتاؤ کیا بناؤ سنائیہ نے چھ کر کھا تو زین تے مسکراہٹ دبائی اور نارمل

انداز میں بولا۔ اچھا ب تم کہہ رہی ہو تو چلو بریانی بنالو۔ سنا تیہ اسے گھور کر فوراً باہر کی طرف پلٹی تو پچھے سے آتے آب ان سے زور سے ٹکرائی۔

آہ۔ وہ ایک دم ڈر کر چلائی تھی اور ز میں پر جا گری تھی۔ دا ز میں بولی۔

زین فوراً اٹھ کر اسکی جانب آیا تھا۔ اور آب ان بھی تیزی سے معزرت کرنا اسکی جانب لپکا۔ پر اس سے پہلے وہ سنا تیہ کو ہاتھ لگانا وہ خود ہی اٹھ کھڑی ہوئی۔ ایک سوری میں نے دیکھا نہیں تھا ہیں۔ آب ان نے سنا تیہ کے کھڑے

ہوتے ہی اس سے

معزرت کی۔

کوئی بات نہیں آب ان بھائی۔ وہ نارملی بولی پر دل ایسے دھڑکا تھا کہ ابھی باہر آجائے گا۔ جبکہ پچھے کھڑے زین کا قہقہہ نکلا۔ چیخ تو تم نے ایسے

ماری جیسے کسی جن سے ٹکرائی ہو۔۔ وہ ہستے ہوئے بولا۔۔ سنائیہ نے جوابا  
اسے گھور کر دیکھا۔۔

چل اب دانت اندر کراور آ جا بہر چلتے ہیں کہیں۔۔ آمان نے  
ایک نظر سنائیہ کی گھوری  
دیستی ان چھوٹی لائٹ براؤن سی آنکھوں کو دیکھ کر زین کو کھا۔۔  
کہاں جانا ہے۔۔؟ زین نے پوچھا۔۔  
ایسے ہی چلتے ہیں کہیں واپسی پر ڈنر بھی کرتے آئیں گے۔ آمان نے کھتے ہوئے  
کندھے  
اچکائے۔۔

سنائیہ کو اب اپنا آپ وہاں غیر ضروری لگاتو وہ باہر نکلی لیکن زمین کی آواز سننے  
ہیں دروازے کے

بارک گئی جو آب ان سے مخاطب تھا۔۔  
 یار باہر جا کر کھانا جب گھر میں ہی بریانی بن رہی ہے۔۔ اور وہ بھی سنائیہ کے  
 ہاتھ کی۔۔ تو تو بھی یہی بیٹھ جاؤ نہ یہی کریں گے ہم۔۔ زین نے مزے سے  
 کہا۔۔ ارے واہ۔۔ ان محترمہ  
 کو آج کیسے یاد آگیا بریانی کھلانا۔؟ آب ان مسکرا کر کھتے ہوئے زین کی بیڈ پر  
 بیٹھا۔۔



دروازے کے پار کھڑی سنائیہ آب ان کے اس بیٹھے سے طنز پر مسکرائی۔۔ پار۔  
 اور کچن کی جانب بڑھ گئی۔۔  
 بار کل جا رہی ہے وہ ملتان خالہ کے پاس اس لیے آج احسان کر رہی ہے ہم  
 پر۔۔ زین نے کہا اور موبائل اٹھاتے ہی وٹس ایپ اوں کیا۔۔ تو سامنے ہی  
 نظر سنان بھائی کے کونٹیکٹ پر گئی جہاں نیو سٹیپس کی گرین بار اسکی ڈپی کے  
 گرد دائرے کی صورت میں شوہور ہی تھی۔۔ تو اس نے سٹیپس اوں کیا۔

جبکہ آب ان کا ذہن ناچاہتے ہوئے بھی سنائیہ کے ملتان جانے پر اٹکا تھا۔۔ ویسے کتنے دنوں کے لیے جارہی ہے سنائیہ؟ آب ان نے نارملی سے لہجہ میں زین سے پوچھا۔۔

وہ تو میں نہیں جانتا پر تم یہ دیکھو سنان کا سٹیڈیس۔۔ نیا کار نامہ سرانجام دیا ہے اس نے۔۔ زین مزے سے بولا اور آہان کے پاس بیٹھ کر موبائل کی سکرین اس کے سامنے کی۔۔



Zubin Novels Zone

جہاں شاید کسی زخمی لڑکے کی تصویر لگی تھی۔ جس کے بازوں سر پر سفید پٹی بندھی تھی اور بائیں گال کے جبڑے پر نیل پڑا تھا اور وہ سوچا ہوا تھا۔۔ اور نیچے کپیشن میں لکھا تھا۔۔ ہاتھوں کی کھجلی مٹانے کا نیا طریقہ "اور ساتھ میں ہنسنے والے ایموجی تھے۔۔ اور یہ دیکھتے وہ دونوں ہی ہنسنے لگے تھے۔۔ اس انسان کا کچھ نہیں ہو سکتا۔

آبان نے نفی میں سر ہلا کر کہا اور اپنا موبائل زکالا

کرن کس کا ہے آخر۔ زین نے فرضی کار لایسے جھاڑے جیسے سنان کے  
فیمس

ہونے میں سارا ہاتھ ہی اس کا ہو۔۔۔

ہمارا۔۔۔ آہان نے آئی برداچ کا کر کہا اور سنان کی ویڈیو زدیکھنے لگا۔۔۔ بات تک  
سنائیہ کچن میں کھڑی بریانی بنانے کا سامان ریڈی کر رہی تھی۔۔۔ اور سائرہ بھا  
بھی بھی اس کے ساتھ تھی جو اس کو چکن دھو کر دے رہی تھی۔۔۔

کیونکہ سنائیہ سب کام کر سکتی تھی سو ائے چکن یا مٹن کو دھونے اور کھانے  
کے۔۔۔ اسے چکن یا مٹن کھانے میں تو بالکل بھی پسند نہیں تھا۔۔۔ اور وہ اسے  
دھوتی بھی نہیں تھی۔۔۔ یہ کام اس کے گھر وا لے ہی کر کے دیتے تھے۔۔۔

تقریباً

بجے کے قریب ہی اس کی بربادی تیار ہو چکے تھی۔ اور اس کے ساتھ سائرہ بھا بھی نے رائستہ اور کباب بنائے تھے۔

— بابا میں ممانتی کو بربادی دے کر آتی ہوں۔ اس نے عامر صاحب سے کہا۔  
اچھا بیٹا۔ عامر صاحب شفقت سے بولے۔ تو وہ گھر سے باہر نکلی۔ پرجاتے جاتے اسکی پشت کو آب ان نے بہت غور سے دیکھا تھا۔  
ممانتی یہ بربادی میں آپ کے لیے لائی ہوں۔ سنائیہ نے محبت سے اپنی ممانتی سے کہا تو وہ مسکرائی۔

ہبیٹا۔ اور یہ آب ان کہاں ہے تمہیں پتا ہے شام سے نکلا ہے۔ پتا نہیں کھانا بھی کھائے گایا نہیں۔ انہوں نے فکر مندی سے کہا  
— ممانتی آب ان بھائی ہمارے گھر ہیں اور انہوں نے کھانا بھی کھالیا ہے آپ فکر نا کریں۔ سنائیہ نے ویسے ہی نرم لہجہ میں کہا۔

اچھا چلو

ٹھیک ہے۔۔۔ برتن ابھی دوں یا بعد میں۔۔۔ انہوں نے پوچھا۔۔۔

میں تھوڑی

دیر میں آکر لے جاؤں گی۔۔۔ ابھی میں چلتی ہوں چائے کا پانی چو لہے پر چڑھا کر آتی

تھی میں۔۔۔ سناۓ یہ جلدی سے کہتی واپس پلٹ گئی۔۔۔ جبکہ پچھے کھڑی فوزیہ بیگم نے اسکی پشت کو عجیب نظر دوں سے دیکھا۔۔۔ اور کمین کی جانب بڑھ گئی۔۔۔



سناۓ یہ سب کو چائے سرو کر رہی تھی۔۔۔ جب اس نے آمان کے آگے ٹڑے کیا جس میں تین چار چائے کے کپ پڑے تھے۔۔۔ آبان نے سناۓ کو دیکھا۔۔۔ یار یہ ہالت کر دو۔۔۔ میں زیادہ نہیں بیوں گا۔۔۔ آبان نے سناۓ کو دیکھتے

ہی کہا۔ پر اسکی نظریں آب ان پر نہیں تھی۔۔۔ بلکہ اپنے ہاتھوں میں پکڑے ٹرے پر تھی۔۔۔ جی اچھا۔۔۔ وہ کہتی واپس کچن میں گئی۔۔۔ اور اس کے لیے بالٹ چائے کا کپ لائی۔۔۔

تخینک یو۔۔۔ آہان نے اس کے ہاتھ سے کپ لیتے ہوئے دھیمی مسکراہٹ سے کہا۔۔۔ جس پر وہ بس ہمیشہ کی طرح سر ہی بلاپانی۔۔۔

کمرے میں آکر اس نے بانیہ کو میسح کیا۔۔۔ اونے کہاں ہو۔۔۔؟

بہن اپنے گھر ہوں۔۔۔ اب اپنے سرال میں تو ہونے سے رہی۔۔۔ فوراً سے بانی کا جواب آیا۔۔۔ کرتے ہیں تمہارے سرال کا انتظام بھی پر ابھی یہ بتاؤ بریانی کھاؤ کی۔۔۔؟

سانیہ نے دانت نکالنے والے ایمو جیز کے ساتھ میسح سینڈ کیا۔۔۔ ہیں۔۔۔؟ بریانی کہاں سے آئی۔۔۔؟ فوراً گسپلائے آیا۔۔۔

میں نے بنائی ہے۔۔۔ اب جلدی بتاؤ کھانی ہے یا نہیں۔۔۔ سنا نیہ نے جواب دیا۔۔۔ کمینی۔۔۔ اب بتا کر میری روح کو تڑپانے کیا فائدہ جب میں کھاپی کے فل ہو کر بیٹھی ہوں۔۔۔ بانیہ نے غصے سے کھا تو سنا نیہ ہنسنے لگی۔۔۔ بار ٹائم نہیں ملا اور تم خود آتی بھی نہیں۔۔۔ اس لیے اب بتا، ہی ہوں۔۔۔ سنا نیہ کے جواب پر بانیہ مسکرائی۔

تبھی تو میں کہوں یہ بریانی کی خوشبو کہاں سے آ رہی ہے پھر میں سوچوں یہاں کے کنجوس لوگ تو بنانے سے رہے۔۔۔ پر خیراب تم میرے حصے کی رکھ دو میں صبح آگر ناشتا اسی سے کروں گی وہ بھی تمہارے گھر۔۔۔ بانیہ نے کھتے ہی ایڈیڈ یوڈوالے ایمو جیز بھیجے۔۔۔

افغان بھائی کے ساتھ۔۔۔؟ سنا نیہ نے مشرار تا گیا۔۔۔

نہیں اپنی بیٹی کے ساتھ۔۔۔ فوراً جواب آیا۔۔۔

چلو او کے اللہ حافظ اپنڈ گڈ نائٹ۔۔۔ سنا نیہ کے کہنے فوراً بانی نے بھی گڈ

نائٹ

کا مسیح بھیجا جسے پڑھتے سنائیہ باہر نکلی۔ تو آب ان کافی دیر پہلے ہی جا چکا تھا۔ آب ان پیٹا تم کھانا کھا کر آئے ہو۔؟ وہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوا تو سامنے ہی صوف پر اپنی امی کے پوچھنے پر ان کو دیکھتا ان کی جانب بڑھا۔ جی امی۔

عامرا نکل کے گھر تھا۔ افناں وغیرہ کے ساتھ وہی سے کھایا ہے۔ آب ان پیار سے کھتا ان کے پاس ہی صوف پر جا بیٹھا۔ اچھا۔ تمہارے بابا کل تک آئیں گے میری تھوڑی دیر پہلے بات ہوئی ان سے۔ فوزیہ بیگم نے بتایا۔ جی پتا ہے۔ کال کر کے بتایا تھا بابا نے۔ آب ان نے جواب دیا۔ اس کے والد میر صاحب کام کے سلسلے میں لاہور تھے۔ آب ان مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔ اور سید ہاسیدھا جواب چاہیے مجھے تم سے۔ چند بیل کی خاموشی کے بعد فوزیہ بیگم نے کہا تو آب ان نے چھرا موڑ کر ان کی جانب دیکھا وہ جانتا تھا کہ اس کی ماں اب کیا کھنے والی ہے۔ مہماں پلیز زرز۔ وہ مت

ماںگیں مجھ سے جو میں نہیں دے سکتا جو میرے خود کے بس میں ہی  
نہیں۔۔۔ وہ بے بسی سے بولا۔۔۔

آب ان تم رحم کھاؤ مجھ پر۔۔۔ پچھیں سال کے ہو گئے ہو۔۔۔ اگلے ایک سال  
کے اندر اندر میں تمہاری شادی کرنا چاہتی ہوں۔۔۔ نہیں رہا جاتا مجھ سے اکیلا  
اس بڑے سے گھر میں۔۔۔ یہ تنہائی مجھے کاٹتی ہے۔۔۔ اپنی بہولے آؤ گی تو اس  
سے اور تمہارے پچوں سے گھر میں رونق لگی رہے گی۔۔۔ اس طرح میں بھی  
کچھ جی لوں گی۔۔۔ نہیں تو میں نے ویسے ہی اپنے ارمانوں کو دل میں بسائے ہی  
مر جانا ہے۔۔۔ وہ سخت لہجہ میں بولی۔۔۔ پران کے مرنے کی بات سن آب ان نے  
ترتیب کر ان کی جانب دیکھا۔۔۔

ززز۔۔۔ امی۔۔۔ ایسا نہیں کہیں۔۔۔ ایسی مرنے مرانے والی باتیں مت کیا  
کریں۔۔۔ میں کیا کروں۔۔۔ نہیں ہے میرے بس میں کچھ۔۔۔ میں نہیں

بھول سکتا اس کو۔۔۔ کیا کروں میں آپ ہی بتائیں۔۔۔؟ میں کہاں جاؤں

۔۔۔؟ کرب سے کہتا وہ اپنے ہاتھوں میں سر گرا گیا۔۔۔

میں نے کتنی بار بولا ہے بھول جاؤں سے۔۔۔ بھول جاؤ۔۔۔ نکال دو اس کو اپنے اندر سے۔۔۔ وہ تمہارے لیے صحیح نہیں تھی۔۔۔ تمہیں کیوں میری بات سمجھ نہیں آتی۔۔۔ وہ ضبط سے بولیں پرانکا لہجہ سخت تھا۔۔۔ بھولنا چاہتا ہوں

ممکن۔۔۔ پر وہ بھولتی ہی نہیں۔۔۔ اسے بھولنے کی کوشش بھی کرتا ہوں تو مجھے میری سانسیں بند ہوتی محسوس ہوتی ہیں۔۔۔ آپ کے کہنے پر اسے چھوڑ تو

چکا ہوں پر اب اسے بھولنے کامت کہیں نہیں تو میں مر جاؤں گا۔۔۔ وہ درد بھری آواز میں بولا۔۔۔ آنکھوں میں نمی آچکی تھی۔۔۔

کاش میرے بس میں ہوتا کہ میں اس لڑکی کو تمہارے دل سے بھی نکال سکتی۔۔۔ وہ لڑکی جواب تمہارے پاس ناہوتے ہوئے بھی تمہارے اندر بھی ہے اسے تم سے دور کر دیتی۔۔۔ وہ مٹھیوں کو بھینچ کر ضبط سے بولیں۔۔۔ آبان نے انہیں دیکھا۔۔۔ اور ان کے قدموں میں بیٹھا۔۔۔ اسے مجھ سے دور کرنا ہے نا

آپ کو۔ تو ایسا کریں میری آنکھیں نکال دیں۔ جن میں اس کا عکس ہے۔۔  
 میرے ان کانوں میں گرم سبیسہ انڈ میل دیں۔۔ جو اسکی اس پیٹھی آواز کو سننے  
 کے بعد اس کے اسیر بنے پیٹھے ہیں۔۔ کوئی ایسا زہر کھلا دیں مجھے جس کے  
 کھاتے ہی میرے دماغ کی رگیں پھٹ جائیں۔۔ جن میں وہ میری سوچوں کا  
 تسلسل بنے پیٹھی ہے۔۔ میرے دل پر کوئی ایسی بھاری ضرب لگائیں کے میرا  
 دل جس پر وہ ناہوتے ہوئے بھی قابض ہے ٹوٹ کر اتنی کر چیزوں میں بٹ  
 جائے۔۔ کہ ناتو میں اسے جوڑ سکوں اور ناہی وہ واپس اس دل میں  
 آپائے۔۔

جس طرح ٹوٹے بکھرے لہجہ میں وہ بول رہا تھا۔۔ فوز یہ بیگم کو اپنی جان  
 جاتی محسوس ہو رہی تھی۔۔ ان کا خون خشک کر گیا تھا وہ۔۔ اور ساتھ ساتھ  
 وہ کسی اور کی جان بھی حلق میں اٹکا گیا تھا۔۔  
 ایسے ہی وہ مجھ سے دور ہو سکتی ہے۔۔ نہیں تو شاید کبھی نہیں ہو گی۔۔ یا پھر  
 صبر کریں۔۔ اگر اللہ نے چاہا تو وہ خود کی اس کو میرے دل سے نکال دے

گا۔ اور جس دن ایسا ہوا میں خود آپ کو بولوں گا کہ اب میری شادی کر دیں۔۔۔ پر ابھی مجھے سے ایسا کچھ مت مانگیں۔۔۔ پلیز ز۔۔۔ وہ روتے ہوئے بولا اور انکی گود میں چھرا چھپا کر ہچکیاں لینے لگا۔ اور فوزیہ بیگم اپنے بیٹے کی اس حالت تڑپ کر رہ گئی تھیں۔۔۔

:

سنائیہ جو برتن لینے کی غرض سے ان کے گھر آئی تھی۔۔۔ اپنی مہمانی کو آب ان کی شادی کی بات کرتے دیکھ لٹکتی تھی۔۔۔ وہ واپس جانے کے لیے پلٹی تھی۔۔۔ کیونکہ اسے وہاں رکنا یا اندر جانا مناسب نہیں لگا تھا۔۔۔ پر آمان کی باتوں نے اس کے قدم جکڑ لیے تھے۔۔۔

اسے کسی اور لڑکی کے لیے اس طرح تڑپتا دیکھا اسکی دھڑکنیں رک گئی تھی۔۔۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئی تھی۔۔۔ اسے ارد گرد کا سارا منظر دھندر لاد کھائی دے رہا تھا۔۔۔ دل کئی ٹکڑوں میں تقسیم ہو گیا تھا۔۔۔ اسے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے ارد گرد آکسیجن کم ہو گئی ہو۔۔۔ اور اس کا سانس بند

ہورہا تھا۔ آب ان کی گھٹی گھٹی ہچکیاں وہ اب بھی سن رہی تھی۔ وہ اپنے دل پر بھاری ضرب لگانے کی بات کر رہا تھا۔ پر سنا تئیہ کو وہ وہی بھاری ضرب لگا چکا تھا۔ اس کے دل کی کر چیاں اس کے اندر رہی وہ بکھیر چکا تھا۔ اسے ایسا لگا جیسے وہا بھی گر جائے گی۔ وہ دیوار کے سہارے جا لگی۔ میں دعا کروں گی میرے چاند۔ اللہ سب بہتر کرے گا۔ تمہارے لیے اس نے کوئی بہت بہتر ڈھونڈی ہو گی انشاء اللہ۔ تم صبر کرو۔ ایسے رو رو کر خود کو اور مجھے تکلیف مت دو میرے پچے۔ فوز یہ بیگم اس کے بال سہلاتی محبت سے اسے سمجھا رہی تھی۔ سنا تئیہ کو ان کی آواز سنائی دے رہی تھی پر وہ کیا کھہ رہی یہ وہ اسے سمجھ نہیں آرہا تھا۔

آب ان کی باتیں اس کے سمنے کی حس کو، ہی مفلوج کر گئی تھیں۔ اس کے جسم میں جیسے جان، ہی نار، ہی تھی۔ ٹانگیں کیپکار، ہی تھیں۔ اپنی سسکیوں کو روکنے کے لیے اس نے فوراً اپنے منہ پر ہاتھ رکھا۔ اسے لگا اگر وہ ایک اور

پل وہاں رکی تو گر جائے گی۔۔۔ اپنی سسکی دباتی وہ فوراً باہر کی جانب بھاگی تھی۔۔۔

اپنی سسکی دباتی وہ فوراً باہر کی جانب بھاگی تھی۔۔۔ پر خارجی دروازے پر پہنچتے ہی وہ گھٹنوں کے بل ز میں پر جا گری تھی۔۔۔ یا اللہ۔۔۔ وہ سسکی تھی۔۔۔ اور پھر فوراً آٹھتی اپنے گھر کے اندر داخل ہو گئی۔۔۔ سد شکر کہ وہاں کوئی نہیں تھا۔۔۔ ورنہ اسکی ایسی حالت دیکھ کر وہ کیا سوچتے۔۔۔ وہ پلٹ کر کیپاتے ہاتھوں سے گھر کا دروازہ بند کرنی گھرے گھرے سانس لینے لگی اسکا چہرا دروازے کی طرف اور پشت گھر کے اندر تھی۔۔۔ سنائیہ دروازے کو اچھے سے لاک کر دینا سب اپنے اپنے کمروں میں ہیں میں بھی جا رہی ہوں سونے۔۔۔ پچھے سے بھا بھی

کی آواز اسکے کانوں میں ٹکرائی۔۔ سنا تیہ نے ایک گیلی سانس اپنے حلق میں  
اتاری۔۔

جی اچھا۔۔ وہ بھاری آواز میں بولی پر شاید بھابی تب تک اپنے کمرے کی  
جانب بڑھ چکی تھی اس لیے اسکی آواز کو نوٹس نہیں کر پائیں تھیں۔۔  
دروازے کو لاک کر کے اس نے ہاتھ بڑھا کر اپنے چہرے پر آئے آنسوؤں  
کو صاف کیا۔۔ اور واش روم میں چل گئی۔۔ اسے وصنو کرنا تھا۔۔ آج پہلی بار  
وضو کرتے ہوئے اسکی  
آنکھوں سے آنسو نہیں رک رہے تھے۔۔ وہ فوراً کمرے میں آئی اور ایک  
کونے میں جائے نماز بچھا کر نماز کی نیت باندھ کر کھڑی ہو گئی  
اس نے سکون سے نمازادا کی اور دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے۔۔ پر آج وہ کچھ  
بول نہیں پا رہی تھی۔۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھرتی جا رہی تھی۔۔ اسے اپنے  
دعا کے لیے اٹھے ہوئے ہاتھ تک دھندنے دکھائی دے رہے

تھے۔ وہ کچھ نابولی تھی بس آہستہ آہستہ سکیاں بھر رہی تھی۔۔ ناجانے کتنی

ہی دیر وہ

ویسے ہی بیٹھی روئی رہی۔۔ پھر آنسوؤں سے تر تھا۔۔۔ وہ کچھ نہیں کھور رہی تھی۔۔ بس روتے روتے چند سیکنڈز کے بعد ایک بچکی بھرتی تھی۔۔ آمین۔۔۔ دس پندرہ منٹ کے بعد وہ بغیر کوئی دعماں نگے بس اللہ کے آگے رورو کر آمین کہتی ہاتھوں کو چہرے پر پھیر گئی۔۔ اور اٹھ گئی۔۔ جائے نماز کو لپیٹ کر دائیں سائیڈ پر پڑے ٹیبل پر رکھتی وہ بیڈ پر آ میٹھی۔۔

وہ کھالی کھالی نظروں سے اپنے کمرے کو دیکھنے لگی۔۔ اس کمرے میں اس کا دم گھٹھنے لگا تھا۔۔ سنا تیہ نے حجاب کی صورت میں لیے گئے کالے دوپٹے کو کھول کر کندھوں پر پھیلا یا اور کمرے سے باہر نکلی۔۔ گھر کے کچھ افراد سوچ کے تھے اور کچھ اپنے اپنے کمروں میں پب جی کھلینے میں مصروف تھے۔۔ وہ گھر اسنس ہوا ایک سپرد کرتی سیڑھیاں چڑھنے لگی۔۔ اس وقت اسے تنہائی

کے ساتھ ساتھ کھلے ماحول کی بھی ضرورت تھی۔۔ وہ چھت پر پہنچی تو چاند کی روشنی نے اس رات کے تاریکی اندھیرے کو مد ہم کر دیا تھا۔۔

اسے چھت پر پڑی ہر چیز تھوڑی آسانی سے دیکھائی دے رہی تھی۔۔ وہ فوراً اس دیوار کی جانب بڑھی جہاں وہ روز کھڑی ہوتی تھی۔۔ ٹیبل پر

چڑھ کرانے

گھر کے باہر کا منظر دیکھا۔۔ ہر طرف خاموشی کا راج تھا۔۔ سڑکیں بھی دیران سی نظر آرہی تھی۔۔ دیوار پر دونوں ہاتھوں کورکھ کرانے اپنی آنکھیں بند کیں۔۔ اپنے اندر کی گھٹن کو دور کرنے کے لیے اس نے ہوا کوان بیل کیا تھا۔۔ چند لمحے

وہ ایسے ہی کھڑی رہی اور پھر چھر اٹھا کر آسمان کو دیکھا۔۔

جہاں سامنے چاند اپنی آب و تاب سے چمک رہا تھا۔۔ وہ بغور چاند اور چاند میں نظر آتے داغ کو دیکھنے لگی۔۔ اس بات سے بے خبر کے پاس موجود چھت پر آبان کھڑا اسے دیکھ رہا تھا۔۔ وہ خود آج حد سے زیادہ دکھی تھا۔۔ اس لیے

نماز پڑھتے ہی فوراً چھٹ پر آیا تھا۔ تاکہ اپنے اندر کی وحشت کو دور کر سکے۔ اسے آئے ابھی تقریباً آٹھ سے دس منٹ ہی ہوئے تھے۔۔۔ وہ

چھٹ پر ٹھیل رہا تھا جب اسے سنائیہ وغیرہ کی گھر کی چھٹ پر دیوار پر کھڑا کوئی حیولہ نظر آیا۔۔۔

اس نے غور سے دیکھا تو وہ کوئی لڑکی تھی اور وہ پہچان گیا تھا کہ وہ اور کوئی نہیں سنائیہ تھی۔۔۔ جس کا کندھوں کے گرد پھیلا دوپٹہ ہوا کی وجہ سے آہستہ

آہستہ ہرارہا تھا۔۔۔ تقریباً گیارہ سے اوپر طائم ہو چکا تھا اور اس وقت اس کا

چھٹ پر یوں اکیلے ہونا آب ان کو حیران کر رہا تھا۔۔۔ وہ جانتا تھا اسے اکیلار بہنا

پسند ہے پر

اتنی زیادہ وہ تنہائی پسند ہو گی یہ اسے آج پتا چلا تھا۔۔۔

سناہیہ کو بغور دیکھتے اسے سناہیہ اور بانیہ کی چند ماہ پہلے ہونے والی گفتگو یاد آئی۔ جب وہ آب ان کے گھر گھٹری مہمانی کے لیے کچھ بنارہی تھی اور بانیہ اس کے پاس آئی تھی۔۔

اوئے کل رات کو میں تمہارے گھر آئی تھی پر تم کھیں تھی، ہی نہیں۔۔ کہاں چلی گئی تھی؟ ہانیہ کے پوچھنے پر وہ اسے دیکھنے لگی۔۔

My

کی



Zubi Novels Zone

ٹائم۔۔۔ سناہیہ نے پوچھا۔۔۔

ام۔۔۔ رات کو تقریباً نو دی ہے۔۔۔ ہانیہ نے سوچ کر بتایا۔۔۔

میں تب حپت پر تھی۔ سناہیہ نے نارملی انداز میں جواب دیا۔ اور چوڑھے پر رکھے برتن میں چمچہ ہلانے لگی۔ جس میں شاید سالمن بن رہا تھا۔ آب ان جو اسی وقت کچن کے پاس سے گزر رہا تھا ان کی بات سن کر رک گیا تھا۔ وہ

وہاں سے جانا چاہ رہا تھا پر بانیہ کا سوال سن کر اسے تجسس ہوا تھا۔ اس لیے وہی کھڑا ہو گیا۔۔

ایک تو مجھے سمجھ نہیں آتی گھنٹوں گھنٹوں اکیلے چھت پر کھڑی ہو کر آسمان کو دیکھ کر اور اس چاند اور تاروں سے باتیں کر کے تمہیں ملتا کیا ہے۔۔؟ بانی نے ما تھے پر بل ڈال کر پوچھا جیسے اسے سنا تئیہ کی یہ عادت بالکل پسند نا ہو۔۔ سکون۔۔ سنا تئیہ نے ایک لفظی میں کہا۔۔ اور اس کا یہ جواب بانیہ اور آب ان دونوں کو حیران کر گیا۔۔

سکون۔۔ سچ میں۔۔ بانیہ نے آنکھیں پھاڑ کر بے یقینی سے کہا۔ اس کے اس طرح سے کھنپنے پر سنا تئیہ مسکرائی۔۔

ہم بالکل۔۔ کیونکہ جب میں لوگوں کے سچ رہتی ہوں تو ان کے لہجہ، ان کی باتیں اور باتوں میں چھپے طنز مجھے تکلیف دیتے ہیں۔۔ اور جو لہجے اور رویے مجھے تکلیف دیں ان کو میں چاہ کر بھی اپنے دل و دماغ سے نہیں نکال سکتی۔۔ اس لیے میں تنہائی کی عادی ہوں۔۔ میری تنہائیاں مجھے سکون دیتی ہے۔۔

وہ مدھم مسکراہٹ سے بولی پر دھیان سار اسالن پر تھا۔ باہر کھڑا آب ان  
جیران رہ گیا تھا۔ بانی نے سنائیہ کو دیکھا۔ کیا کسی نے کچھ کھا ہے  
تمہیں۔۔۔ وہ سنجیدگی سے بولی۔۔۔ بظاہر تو کوئی کچھ بھی ہے۔۔۔ لیکن مجھے  
محسوس ہوتا ہے سب کہ کچھ  
لوگوں کو میں  
محسوس کرنے۔



وہ کھوئے ہوئے لہجہ میں بولی۔۔۔  
ب سب بس زیادہ سوچنے کی وجہ سے لگتا ہے  
تمہیں۔۔۔ تم زیادہ سوچا ملت کرو۔۔۔ پھر سب ٹھیک لگے گا تمہیں۔۔۔ وہ  
سمجھانے والے انداز میں بولی۔۔۔

yeah I know I overthink but do you know

why...?

because I notice everything and every

person..

مجھے لوگوں کے روپے ان کے لہجہ سب سمجھ آنے لگ گیا ہے باñی اس لیے  
میں نے تنہائیوں کو اپنادوست بنالیا۔۔

سانہ نے کھاتواک پل کے لے باñی چپ ہی رہ گئی۔ کیونکہ ہوا جواب  
آبان ایک دم اس خیال سے باہر نکلا اور سامنے کھڑی سنائیہ کی پشت کو دیکھنے  
گا۔۔ اسے ہمدردی ہوتی تھی اس لڑکی سے جسے وقت نے عمر سے پہلے ہی  
سنجیدہ اور اتنا سمجھدار کر دیا تھا۔۔ ساتھ ساتھ اسے دکھ بھی ہو رہا تھا یہ کوئی  
عمرنا تھی اسکی کہ وہ یوں اندھیروں کا اپنا ساتھی بنالیتی۔۔ اس طرح تنہائی کی  
عادی ہو جاتی۔۔ افلف سنائیہ۔۔ اس کے دھیرے سے بڑ بڑاتے ہوئے  
تھوڑا آگے قدم بڑھائے۔۔ اور دیوار کے پاس اس طرح کھڑا ہو گیا ہے اسے  
سنائیہ کے چہرے کی ایک سائیڈ نظر آنے لگی۔۔ مگر اندھیرے میں وہ واضح  
نہیں دیکھ پا رہا تھا۔۔

آہ۔۔ سنا سیہ نے ایک ٹھنڈی سانس لی۔۔ جسے آبان نے بھی سنا۔۔ کیونکہ

وہ بالکل پاس ہی دیوار کے پار کھڑا تھا۔۔

کیا تم اداس ہو چاند؟ سنا سیہ نے چاند کو دیکھتے ہوئے مدھم آواز میں سوال کیا۔۔ آبان اس کے سوال پر جیران ہوا۔۔

تمہیں بتایے میں بھی بہت اداس ہوں آج۔۔ وہ چاند کو دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔۔

اتنے سارے تاروں کی بھیڑ میں بھی تم خود کو تنہا محسوس کر میں بھی تمہاری طرح تنہا ہوں۔۔ اتنے رشتے ہوتے ہوئے بھی کوئی ایسا نہیں جسے بتا سکوں کہ آج میں کتنی افیت میں ہوں۔۔ آج مجھے اس شخص نے انجانے میں بہت بڑا دکھ دے دیا۔۔ پر اپنے اس دکھ کا ذمہ دار میں اس شخص کو نہیں کھو گی۔۔ کیونکہ ہمیں دکھ انسان تھوڑی دیتے ہیں۔۔ ہمیں دکھ تو ہماری انسانوں سے وابستہ کی گئی امیدیں دیتی ہیں نا۔۔ تو پھر میرے اس دکھ اس تکلیف کے ذمہ دار وہ کیسے ہوئے۔۔ امیدیں تو میں نے خود وابستہ کی تھی

نا ان سے۔ اسی لیے تو آج میں تکلیف میں ہوں۔۔۔ وہ بھاری آواز میں  
بولی۔ آنسوؤں کا پھنڈا گلے میں اٹک گیا تھا۔ آبان کی فکریں بہنو زاس پر  
تھی۔۔۔ وہ حیران سا اسے دیکھ رہا تھا آخر کس کی بات کر رہی تھی۔۔۔  
تمہیں پتا ہے چاند چند گھنٹے پہلے تک میں ملتان خالہ جانی کے پاس نہیں جانا  
چاہتی تھی پر اب۔۔۔ وہ رکی تھی اور ایک گھر اسنس ہوا کے سپرد کیا۔۔۔  
ایک آنسو پلکوں کی بارٹ توڑ کر گال پر بہ نکا تھا۔۔۔ پر اب میں چاہتی ہوں کہ یہ  
رات جلدی سے گزرے اور میں خالہ جانی کے پاس پہنچ جاؤ۔۔۔ یہاں نہیں  
رہنا چاہتی اب میں۔۔۔ میں ان کو نہیں دیکھنا چاہتی۔ ان کو اپنے سامنے جب  
جب دیکھو گی تب تب مجھے انکی باتیں یاد آئے گی۔۔۔ کتنا عجیب ہے نا وہ اس  
لڑکی کو دل میں بسائے ہوئے ہیں اور میں ان کو مجھے لگتا تھا کہ وہ اسے بھول  
گئے ہونگے۔۔۔ پر میں غلط تھی۔۔۔ بہلا پہلی محبت بھی کوئی بھولتا ہے۔۔۔ وہ بول  
رہی تھی۔۔۔ پر آبان کو خدشہ ہوا۔۔۔ کھیں۔۔۔ کھیں اس کے بارے میں تو

ایسا نہیں کھورہی تھی۔۔؟ اس نے دل میں سوچا۔ لیکن مجھے اللہ پر پورا یقین ہے اللہ نے میرے لیے بہترہی سوچا ہو گا بے تک۔۔ راللہ جی۔۔ وہ اب آسمان کو دیکھتی بولی۔ آپ آبان کو سکون دے دیں۔ آپ نے دیکھانا آج وہ کتنی تکلیف میں تھے۔ آپ انکی تکلیف دور کر دیں۔ اور ان کے حق میں جو بہتر ہے وہ کر دیں۔ آئی تو میں نے انکی اور ممانتی جان کی باتیں سن کر غلط کیا پر اللہ جی آپ کو تو پتا ہے نامیں وہاں کام سے گئی تھی۔ پروہ لوگ باتیں کر رہے تھے اس لیے میں نے سن لی۔ کیونکہ خالہ جانی آبان کی شادی کا کہہ رہی تھی تو مجھ سے واپس نہیں آیا گیا۔ میں ان کا جواب سننا چاہتی تھی۔ سوری۔ وہ معصومیت سے اپنی غلطی کا اعتراض کرنے لگی۔ لیکن آبان۔۔ اس کے سر پر بے یقینی کے بم پھٹے تھے۔۔ یا اللہ۔۔ یہ کیا کہ رہی تھی وہ۔۔ کیا وہ آبان کو پسند کرتی ہے۔۔؟ آبان نے بے یقینی سے آنکھیں پھیلائے سانس لینے کی کوشش کی لیکن وہ سانس نہیں

لے پار ہاتھا۔ اس کا سانس گلے میں ہی اٹک گیا۔ اسے لا جیسے ارد گرد کی ختم ہو گئی ہو۔ اور وہ چاہ کر بھی سانس نہیں لے پائے گا۔ آکسیجن میں انہیں پسند کرتی ہوں۔ یہ بات ان کو بتا نہیں سکتی۔ کیونکہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں وہ میرے ان جذبات کو دھنکارنا نہ دیں۔ کہیں وہ یہ نہ کہہ دیں کہ میں انہیں اچھی نہیں لگتی۔ وہ مجھ سے نفرت نہ کرنے لگ جائیں۔ مجھ سے اپنے من چاہے لوگوں کی نفرت برداشت نہیں ہوتی۔ میں ایک قیدی بن چکی ہوں۔ یک طرفہ محبت کی قیدی۔

اور انسان ہر قید سے آزاد ہو سکتا ہے۔ سوائے یک طرفہ محبت کی قید ہے۔ کیونکہ یک طرفہ محبت ایک ایسے پنجھرے کا نام ہے جو سیدھا انسان کے دل کو اپنی قید میں جکڑتا ہے۔ اور۔۔۔ اور پھر انسان کو اس طرح بے بس کر دیتا ہے کہ اگر وہ اس قید سے آزاد ہونے کی کوشش کرتا ہے تو تب بھی مرتا ہے۔ اور اگر وہ خود کو اس پنجھرے میں قید ہی رہنے دیتا ہے تو تب بھی

مرتا ہے۔ وہ کہتے ہوئے زخمی سا مسکرائی تھی۔ پر آب ان کو ناجانے کتنے زخم دے گئی تھی۔ یا اللہ۔۔۔ وہ بے یقینی سے آنکھیں پھیلائے دھیرے سے بڑ بڑایا تھا۔۔

میں نہیں جانتی اب کیا ہو گا۔ لیکن مجھے آپ پر پورا یقین ہے اللہ جی۔ آپ نے میرے لیے بہتر نہیں بہترین ہی سوچا ہو گا۔ مجھے سکون دے دیں۔۔۔  
اب بس یہ رات گزر جائے۔ اور کل صبح میں یہاں سے چلی جاؤں۔ مجھے سکون چاہیے پر یہاں ان کو دیکھو گی تو سکون ملے گا نہیں بلکہ رہا سہا سکون بھی وہ چھین لیں گے۔۔۔

میرے پاس ایسا کچھ بھی نہیں اللہ جس کی بنابر میں انہیں کہہ سکوں کہ مجھے مجھے ان سے محبت ہے۔ وہ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔۔۔ اتنے زیادہ اچھے کہ میں اپنی ساری زندگی ان کے ساتھ گزارنا چاہتی ہوں۔ پر وہ مجھے دھتنا کار دیں گے اللہ جی۔۔۔ میں جانتی ہوں۔۔۔ سناٹیہ نے بے بسی سے کھتے ہوئے پھرا جھکالیا۔۔۔ کیونکہ اسکی آنکھیں برس پڑی تھی۔۔۔ یا اللہ۔۔۔ فی۔۔۔ یہ لگ۔۔۔

کیا کہہ رہی ہے۔۔۔ بی۔۔۔ یہ تم۔۔۔ مجھ سے۔۔۔ اس سے آگے آبان سے سوچا  
نہیں گیا تھا۔۔۔

اسے اپنا سانس رکتا ہوا محسوس ہونے لگا تھا۔ آبان کا دائیاں ہاتھ سیدھا اسکے  
سینے پر دل کی جگہ گیا تھا۔ دھڑکنیں حد سے زیادہ تیز تھی۔ وہ گھرے  
گھرے سانس لینے کی کوشش کر

وہ گھرے گھرے سانس لینے کی کوشش کرتا اپنے سینے کو مسلنے لگا۔ اسے  
سنائیہ کی ہچکیاں سنائی دینے لگی تھی۔ اور ساتھ ہی اپنی آنکھوں میں مانی جمع  
ہوتا ہوا محسوس ہوا تھا۔ اسکی آنکھیں بے یقینی سے اس قدر پھیلی تھیں کہ  
وہ پلکیں جھپکنا بھول گیا تھا۔ اچانک اسے اپنی گال پر نمی کا احساس ہوا۔۔۔  
ایک آنسو اسکی آنکھ سے نکلا اسکی داڑھی میں جذب ہو گیا تھا۔ اسے لگا وہ  
اگر ایک سینکنڈ بھی اور وہاں رکا تو اس کا دل دھڑکنا رک جائے گا۔۔۔ وہ فور  
وہاں سے پلٹا تھا اور تیز تیز قدم اٹھانا پچ کی جانب بڑھ گیا۔۔۔ سنائیہ کچھ دیر

تک وہی کھڑی رہی پھر وہ بھی نیچے اپنے کمرے میں آ کر بیڈ پر لیٹ گئی۔۔۔  
 اسے اب تھوڑا سکون محسوس ہو رہا تھا۔۔۔ اس لیے سونے کی غرض سے  
 آنکھیں موند گئی۔۔۔ پر آب ان کا سکون تو وہ بر باد کر گئی تھی۔۔۔ اس سے تو وہ  
 اسکی نیند ہی لے گئی تھی۔۔۔ اب بھلا کہاں نیند آئی تھی اسے۔۔۔ وہ بیڈ پر لیٹا  
 کمرے کی چھت کو گھور رہا تھا۔۔۔ آنکھیں نم تھیں۔۔۔ کانوں میں سناہیہ کی  
 باتیں گونج رہی تھیں۔۔۔ دماغ میں ناجانے  
 کتنی سوچیں گردش کر رہی تھی۔۔۔



یہ کیسا امتحان ہے یا اللہ۔۔۔ کیسی آزمائش ہے۔۔۔ آخر سناہیہ کو کیا ہو گیا  
 ہے۔۔۔ وہ میرے بارے میں ایسا کب سے سوچنے لگ گئی۔۔۔ میں نے تو  
 کبھی اس سے اس طرح بات ہی نہیں کی کہ وہ میری باتوں کو اس سماں پر لے  
 کر جاتی۔۔۔ آپ نے اس کے دل میں میرا خیال کیوں ڈال دیا اللہ۔۔۔ وہ تو  
 معصوم ہے۔۔۔ چھوٹی سی ہے۔۔۔ اسے بہلا کیا پنا محبت کا۔۔۔ اس کے دل سے  
 میرا خیال نکال دے یارب۔۔۔ اسکے معصوم دل کو ایسی تکلیف نادیں۔۔۔

پلیز۔ وہ نہیں جانتی یہ محبت کیا ہے۔۔ اسے بس مجھ میں اٹر یکشن محسوس ہوئی ہو گی جس کو وہ محبت سمجھی بیٹھی ہے۔۔ ہاں ایسا ہی ہے۔۔ نامحرم میں تو کشش ہوتی ہے جو ہمیں اس نامرم کی طرف مائل کرتی ہے۔۔ اور اس کشش اور اٹر یکشن کو سب محبت کا نام دے دیتے ہیں۔۔ سنائیہ بھی یہی سمجھی ہو گی۔۔ لیکن اسکی باتیں۔۔۔ وہ سوچتے ہوئے رکا۔۔ لیکن اسکی باتوں سے تو ایسا نہیں لگا کہ اسے مسجد سے بس ایک اٹر یکشن ہے۔۔ دل دماغ کی نفی کر رہا تھا۔۔ لیکن اس وقت اس کا دماغ دل پر حاوی تھا۔ جو بھی ہے بس آپ اس کے دل سے میرا خیال نکال دیں۔ وہ کہہ تو ایسے رہا تھا جیسے اللہ ابھی کے ابھی سنائیہ کے دل سے اس کا خیال نکال دے گا۔۔ اب اسے کون بناتا کہ اگر ایسا ہوتا تو اللہ تب ناسن لیتا جب سنائیہ خود اس کا خیال اپنے دل سے نکالنے کی دعائیں تجد میں کرتی تھی۔۔ تو کیا اللہ تب سنائیہ کے دل سے اس کا خیال نہیں نکال سکتا تھا۔ میں اپنی ذات سے کسی کو تکلیف نہیں دے سکتا۔۔ میں نہیں چاہتا میری وجہ سے اسے تکلیف ہو۔۔ آپ پلیز سب ٹھیک کر دیں۔۔

وہ دل میں دعا کر رہا تھا آب ان نے آنکھیں بند کیں تو آنکھوں کے پوروں سے آنسو بہہ نکلے۔ کیسی بے بسی تھی۔ کیسی تکلیف تھی۔ جو اس کی روح کو جھنجھوڑ رہی تھی جیسے پوچھ رہی ہو۔ کیا تمہیں سچ میں اسکی محبت سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ کیا وہ سچ کہہ رہی تھی کہ تم اسکے احساسات کو دھتکار دو گے۔ کیا سچ میں تمہارے دل میں اسکے کوئی احساس نہیں جاگا اب تک۔

اس نے ایک دم سے آنکھیں کھولی۔ مجھے کبھی اس سے محبت نہیں ہو سکتی۔ اس سے تو کیا کسی سے بھی نہیں ہو سکتی۔ میں اپنے حصے کی محبت پر چکا ہوں۔ بس۔ مجھے نہیں ہے اس سے محبت۔ اور ناہی کبھی ہو گی۔ وہ بڑا بڑا یا تھا۔ آنکھیں سرخی اختیار کر چکی تھی۔ پر نیند آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔ اب پوری رات تو آنکھوں پر رہی کاٹنی تھی اس نے۔ اپنے دل اور دماغ سے لڑ کر۔ صحیح دس بجے کے قریب رہی وہ تیار ہو کر پانی کی طرف چلی گئی تھی۔ ایک گھنٹے تک وہ نکلنے والی تھی اس لیے سب سے مل رہی

تھی۔۔ بانیہ کو ساتھ لیے وہ فوزیہ مہمانی کی طرف آئی تھی۔۔ تاکہ ان سے مل سکے۔۔ سامنے ہی صوفے پر میر صاحب یعنی آب ان کے والد بیٹھے تھے۔۔ اسلام علیکم ماموں جان آپ کب آئے۔۔ وہ ان کے پاس جاتے ہی جیرانی سے بولی۔۔ و علیکم السلام میر ابیٹا میں ابھی بس تھوڑا دیر پہلے ہی آیا ہوں۔۔ میر صاحب نے شفقت سے کہتے ہوئے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔۔ اسلام علیکم چاچو۔۔ بانیہ نے بھی مسکرا کر سلام کیا۔۔ و علیکم السلام۔۔ ہے۔۔



کیسی

ہو آپ دونوں۔۔؟ اور گھروالے کیسے ہیں۔۔ ہم بھی ٹھیک اور گھروالے بھی بالکل ٹھیک ہیں۔۔ سنائیہ نے مسکرا کر کہا۔۔ تبھی اسکی نظر بائیں طرف پڑے صوفے پر بیٹھے آب ان پر گئی۔۔ جو اسے اور میر صاحب کو دیکھ رہا تھا۔۔ اسے دیکھ کر وہ جیران ہوئی۔۔ وہ بھی وہی بیٹھا تھا پر سنائیہ کو پتا ہی نہیں چلا۔۔

سنائیہ کی نظریں اسکی نظروں سے ٹکرائی۔۔ اسے آب ان کی آنکھیں سرخ اور

سو جی

ہوئی محسوس ہوئی تھی۔۔

ماشاء اللہ۔۔ کھڑی کیوں ہو آپ دونوں آؤ بیٹھوں۔۔ میر صاحب کی آواز سن

کر سنائیہ نے ایک دم چونک کے انہیں دیکھا۔۔ ماموں جان میں ناخالہ جانی

کی طرف جا رہی ہوں کچھ دنوں کے لیے۔۔ اس لیے مہمانی سے ملنے آئی

تھی۔۔ بھائی انتظار کر رہے ہو نگے ہمیں تھوڑی دیر میں نکلنا ہے ملتان کے

لیے۔۔ تو میں چلتی ہوں۔۔ سنائیہ تار ملی انداز میں بوی۔۔

اوہ اچھا، ہی۔۔ چلو ٹھیک ہے خیریت سے جاؤ۔۔ اور ہاں عفت، بھائی صاحب

اور بچوں کو میر اسلام دینا۔۔

میر صاحب کے کھنے پر اپنے سر بلایا۔۔ اور کچن میں گئی جہاں مہمانی کھڑی

تھی۔۔ ان سے ملنے کے بعد وہ واپس جانے کے لیے پلٹی تھی۔۔ لیکن آگے

قدم نہیں بڑھا پائی تھی۔۔ کیونکہ سامنے بی آب ان صوف پر بیٹھا سے ہی دیکھ

رہا تھا۔ سنا تیہ کو حیرت ہوئی وہ کبھی بھی اسکی طرف یا کسی کی بھی طرف ایسے نہیں دیکھتا تھا جیسے اب سنا تیہ کو دیکھ رہا تھا۔

لیکن وہ سمجھنا پائی تھی کہ وہ کیوں ایسے غور سے اس کو دیکھی جا رہا تھا۔ اور اسکی آنکھیں اتنی صرح اور سوچی ہوئی کیوں لگ رہی تھی کیا وہ ساری رات سویا نہیں تھا۔ وہ سوچنے لگی۔ آبان نے ایک دم سے اس پر سے نظریں بنائی اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔ آخر میں کیوں اس کو ایسے دیکھ رہا تھا۔ آہان نے دل میں سوچا۔ سنا تیہ اس کو دوسری طرف دیکھتا پا کر جلدی سے وہاں سے نکلی اور اپنے دل میں سوچا۔ تھر کی طرف بڑھ گئی۔

زین جو کچن میں پانی پینے کی غرض سے آیا تھا۔ اسکی نظر ٹیپل پر پڑے سنا تیہ کے بہتے موبائل پر گئی۔ جہاں کسی کی کال آرہی تھی۔ زین نے جا کر بیسٹی جانی مانگ ظر آرہا تھا۔ " موبائل اٹھایا تو سامنے سکرین پر جسے دیکھتے ہی زین کی بھوری آنکھیں چمکی تھیں۔ اس نے کال رسید کرتے

ہی کان سے اسلام علیکم جانو۔۔۔ سپیکر سے پالے کی چھپتی ہوتی آواز اسکے کانوں سے ٹکرائی۔۔۔ اس نے اپنی نی ضبط کی۔۔۔ اور سنجدگی سے ہوا۔۔۔

شرم کر لوڑ کی ابھی میں شوہر بنا نہیں ہوں اور تم نے جانو پہلے سے بنالیا ہے۔۔۔ لگ۔۔۔ کون۔۔۔؟ بالے کی آوازا یک دم لڑکھڑائی تھی۔۔۔

آپکا ہونے والا جانو۔۔۔ زین شریر مسکراہٹ کے ساتھ ہوا۔۔۔ استغفار اللہ۔۔۔

-- پالے کے منہ سے ایک دم نکلا۔۔۔

سنائیہ کہاں ہے اسکو فون دیں آپ شرم نہیں آتی کسی کام موبائل یوز کر رہے ہیں۔۔۔ اور تو اور ایسے ہی کسی کی کال بھی رسیو کر لی۔۔۔ فرینڈز کی پرائیویسی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔۔۔ پالے نے اسے شرم دلانی چاہی۔۔۔ پر بال مقابل اسکی سوچ سے ہی زیادہ بے شرم ثابت ہوا تھا۔۔۔ پہلی بات یہ موبائل کسی کا نہیں میری اپنی چھوٹی بہن کا ہے۔۔۔ وہ بھی سگکی۔۔۔ اور دوسری بات میں نے اپنے ہی کسی کی کال رسیو نہیں کی۔۔۔ میں نے غور سے پہلے نام دیکھا ہو کہ میری ہونے والی والی کا تھا۔۔۔ اور پھر اپنے پورے ہوش و حواس میں کال کو رسیو

کیا۔ جس نے طور ہی مجھے پہچان لیا تھا اور ڈائریکٹ مجھے بانو بول دیا اور  
 تیسری بات۔ فرینڈز کی پرائیو سی میں دخل اندازی شب ہوئی اگر یہ موبائل  
 کمپی کی جگہ سناٹیہ کے کمرے میں ہوتا اور میں اسکی موجودگی میں یہ کال رسید  
 کرتا کیونکہ یہ موبائل کچھ میں پڑا رور ہاتھا اور سناٹیہ یہاں موجود ہی نہیں۔۔  
 اور چوتھی اور آخری بات میں نے اپنی ہونے والی وائست کی کال رسید کی ہے  
 کسی اور کی نہیں سو یہ سب باتیں معنی نہیں رکھتی۔۔ وہ بڑے مزے سے  
 اسے باتیں سناتے ہوئے بولا۔۔ جبکہ بال مقابل وہ دانت پیس کے ہی رہ گئی۔۔  
 آپ آپ تا انتحائی کوئی بد تمیز انسان ہیں۔۔۔ وہ زفج ہو کر بولی۔۔ جی جی بجا  
 فرمایا آپ نے میں تو ہوں  
 بی بد تمیز اور اپنے اپنے بارے میں کیا میاں میں آپ کے جواب پنگلیتر کو جانو  
 بول رہی ہیں وہ کس  
 زمرے میں آتا ہے۔۔  
 ترین ڈھینٹاٹی سے بولا۔۔

استغفر اللہ توبہ توبہ۔۔۔ شرم نہیں آتی جھوٹ بولتے ہوئے۔۔۔ میں نے آپ کو نہیں سنائیہ کو بولا تھا۔۔۔ پانے کا نوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے بے چینی سے ہوئی۔۔۔ زین نے مسکراہٹ ضبط کی۔۔۔ پر کال تو میں نے رسید کی تھی ج۔۔۔ تو مجھے تو یہی لگے گانا کہ مجھے بولا ہے۔۔۔ زی۔۔۔ آپ اس سے پہلے بالے کچھ لکھتی اسے سنائیہ کی آواز سنائی دی تھی۔۔۔ یہ میرے موبائل پر کس سے بات کر رہے ہو۔۔۔؟ کچھ کے دروازے پر کھڑی سنائیہ نے کڑے تیوروں سے پوچھا۔۔۔ اس کی اواز سن کر زین فوراً دیکھے پتا۔۔۔

ایپنی ہونے والی جانو ہے۔۔۔ وہ شرمانے کی ایکٹنگ کرتے ہوئے بولا جب کہ سنایا نے انکھیں پھاڑی تھی۔۔۔ شرم کر لوزین۔۔۔ تمیز نہیں ہے۔۔۔ وہ تمہاری منگیتر ضرور ہے پر بیوی یا محروم نہیں جسے تم اس طرح کے نام سے بلاو۔۔۔ سنائیہ نے نارانگی سے کتنے ہوئے اس کے ہاتھ سے موبائل چھیننا۔۔۔

سوری میں مذاق کر رہا تھا۔۔ زین شرمندہ سی شکل بنا تا معصومت سے بولا۔۔ اس کی معصوم سی شکل اور بات سن کر سنا تیہ مسکرائی اور ساتھ ساتھ مو بال کے یاریا لے کے چہرے پر بھی سڑ میلی سی مسکراہٹ آئی تھی۔۔

چلو جاؤ اب یوں مسکینوں والی شکل نابناو۔۔ سنا تیہ کے کھنے پر وہ دانت نکالتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔۔ اور سنا تیہ پالے سے باتوں میں لگ گئی تھی۔۔ کب نکل رہی ہو

تم۔۔؟ پالے نے پوچھا۔۔  
ما فنان بسائی آنے والے ہیں۔۔ پھر نکلیں گے۔۔ سنا تیہ نے کہا اور فرتبح سے پانی کی بوتل نکالی۔۔ بسم۔۔ پانی پیتے ہوئے اس نے پانے کی کسی بات کا جواب دیا تھا۔۔ اور اپنی بھابی کے پاس جا بیٹھی۔۔  
سنا تیہ تیاری ہو گئی نا۔۔ پالے سے بات کرنے کے بعد بھا بھی نے پوچھا۔۔  
جی ہو گئی ہے۔۔ سنا تیہ نے جواب دیا۔۔

تقریباً آدھے گھنٹے کے بعد افغان آیا۔۔۔

سانی تیار ہو تم۔۔۔؟

جی بھائی بس ابایا پہنتا ہے۔ آپ پہلے نسائیں تب تک میں آپ کے لیے چائے بنانے کر لاتی ہوں پھر تیار ہو جاؤں گی۔۔۔ سنا نیہ نے کھا اور کمین کی جانب چلی گئی۔۔۔

افغان بھی سر بلاتا اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا۔۔۔

افغان ناکہ باہر آیا تو سنا نیہ چائے تیار کر چکی تھی۔۔۔ بھائی آپ پائے ہیں میں عبا یا پہن کر آئی سنا نیہ جانے کا کپ اس کے سامنے ٹیبل پر رکھتی اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئی۔۔۔

پچھے سے افستان اپنے گلے بالوں میں ہاتھ پھیرتا چائے پینے لگا۔۔۔ اس وقت وہ بلو پینٹ اور براون کائن کی شرط میں ملبوس تھا۔۔۔ بال ما تھے پر بکھرے تھے۔ وہ ہاتھ میں پکڑے موبائل کو دیکھتا آہستہ آہستہ چائے کے سپ لینے لگا۔۔۔

بانیہ جیسے ہی گھر میں داخل ہوئی اس کی نظر سامنے بیٹھے افناں پر گئی۔ وہ جلدی سے اس کے پچھے سے خاموشی سے قدم اٹھانی سنائیہ کے کمرے کی جانب بڑھنے لگی۔۔۔

وہ اس کا منگیتھا یہ بات وہ جانتی تھی۔۔۔ اس لیے افغان کی موجودگی میں بہت کم۔ ہی ان کے گھر آتی تھی۔۔۔ پر اس وقت اسکا آنا ضروری تھا۔۔۔ کیونکہ سنائیہ جانے والی تھی۔۔۔ اسی لیے وہ جلدی سے اس کے گھر آئی تھی اور سامنے ہی وہ جاذب نظر پر سنیلٹی لیے اپنے موبائل اور چائے کے ساتھ مصروف تھا۔۔۔

وہ جیسے ہی اس کے پچھے سے نکلی افناں کی نوازنے اس کے قدم رو گے۔۔۔ اب تمہیں کیا لگ رہا ہے کہ میں نے تمہیں نہیں دیکھا۔۔۔ بانی۔۔۔ وہ ہنوز مو باائل پر نظر جمائے بانیہ کے نام پر تھوڑا زور دے کر بولا بانیہ فوراً واپس پلٹی۔۔۔ جس سے اسے افناں کی پشت کے ساتھ چھرے کی ایک سائیڈ ہی نظر آئی۔۔۔

نی۔۔۔ نہیں افناں بھائی وہ۔۔۔ وہ جو ابھی بول ہی رہی تھی افناں کی انکھیں دکھانے پر ایک دم خاموش ہوئی۔۔۔

ایک توکر زن میرج میں یہ بھائی بولنے کا روایج پتہ نہیں کہ ختم ہو گا۔۔۔ جب دیکھو بھائی۔۔۔ بھائی۔۔۔ وہ بانیہ کو انکھیں دکھانا بڑ بڑا یا۔۔۔  
بانیہ نے سمجھی سے اسے دیکھا۔۔۔ آپ نے کیا کہا افناں بجا۔۔۔

لڑکی میں بھائی نہیں ہوں تمہارا۔۔۔ بانی کے بولنے سے پہلے ہی وہ اس کی بات کاشنا دانت پیستے ہوئے بولا۔۔۔ ہی۔۔۔ جی۔۔۔ ہانیہ نے جلدی سے اثباتی انداز

میں سر بلاتے ہوئے کہا۔۔۔ ام۔۔۔ میں جاؤں اب سنائیہ کے پاس۔۔۔ وہ زبردستی مسکرا کر بولی۔۔۔ الفناں نے ایک نظر اسے سرتاپیر دیکھا جو اس وقت سفید ٹراوزر کے ساتھ گلابی رنگ کی قمیض میں ملبوس تھی۔ جس پر سفید رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے تھے ساتھ ہی سادہ سفید دوپٹہ سلیقے سے اوڑھا ہوا تھا۔۔۔ گورے رنگ اور خوبصورت اڑکیٹو نہیں نقوش کے ساتھ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔۔ ہم جاؤ اور سنائیہ کو جلدی

سے بھینا ہمیں نکلنا ہے دس منٹ تک وہ نظر وہ کاز اویہ بدلتا ہوا بولا۔ تو بانی شکر کا سانس خارج کرتی جلدی سے وہاں سے کھسکی۔۔۔

اوئے جائی جلدی کہ تمہارے بھائی باہر بلار ہے ہیں کہ رہے تھے دس منٹ تک لگتا ہے۔۔۔ بانی کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی سنائیہ آئینے کے سامنے کھڑی نقاب کی انہیں سیٹ کر رہی تھی۔ اچھا بس دو منٹ۔۔۔ سنائیہ آخری بن لگاتے ہوئے بولی۔۔۔ سائرہ بھا بھی جو سنائیہ کے ساتھ ہی کمرے میں موجود تھی بانیہ کو دیکھ کر مسکرانے لگی۔۔۔ کیا ہوا بھا بھی آپ ایسے بنس کیوں رہی ہیں۔۔۔ بانیہ انکھوں کو چھوٹا کر ان کو دیکھنے لگی۔۔۔ ارے کچھ نہیں سوچ رہی تھی بابا کو بولوں ارحان کے ساتھ ساتھ افغان کی بھی شادی کر دیں اب۔۔۔ وہ شرارت سے بولی۔۔۔ اللہ اللہ کریں بھا بھی۔۔۔ ابھی عمر ہی کیا ہے میری کچھ دن تو سکون سے جینے دیں۔۔۔ اور ویسے بھی سنائیہ میں اور پالے اکٹھے ہی شادی کریں گے۔۔۔ بانیہ نے جیسے فیصلہ سنایا تھا۔۔۔ کیوں بھی ساتھ کیوں تم دونوں کی پہلے ہو گی سمجھی۔۔۔ سنایا پلٹ کر اپنا پرس اٹھا کر

چار جر کھتے ہوئے بولی۔۔ دفع ہوتم تو ہو، ہی دشمن۔۔ اس میں موبائل اور بانی نے منہ بگاڑ کر کیا۔۔ تو سائرہ اور سناٹیہ دونوں مسکرائی۔۔

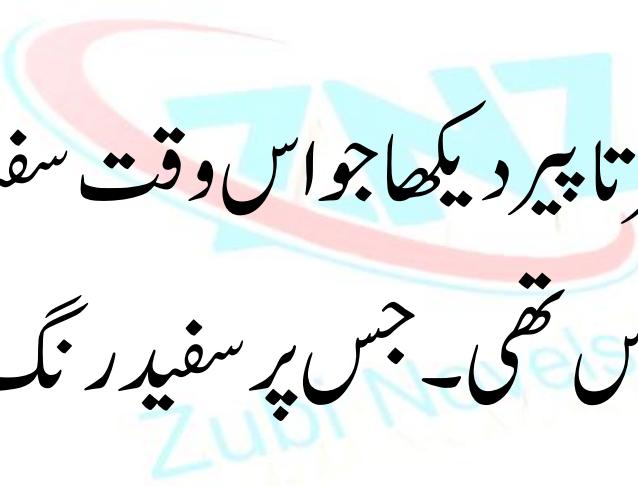
چھا چلواب دونوں باہر آ جاؤ میں جا رہی ہوں افناں انتظار کر رہا ہے۔۔ بھا بھی کھتی ہوں باہر چلی گئی۔۔ سناٹیہ جلدی کرو یار۔۔ آ بھی جاؤاب افناں نے صوفے پر بیگ کو رکھتے ہوئے سناٹیہ کو او ازدی۔۔۔

ہاں تو بھی جا رہے ہو۔۔؟ آ بان نے افناں کے پچھے کھڑے ہو کر پوچھا۔۔ افناں ایک دم پچھے پاتا۔۔

ز کو ٹا جن۔۔ تو کہاں سے آگیا۔۔ افناں حیرانی سے بولا۔۔ کیونکہ وہ مالک میں پنکھے سے آگاتا۔۔

دروازے سے آیا ہوں یاراب چھت پر سے تو کو دکر آنے سے رہا۔۔ آ بان نے بخھے کیا۔۔ کوئی بھروسہ ہے بھی نہیں تیرا۔۔ افناں اس کے کندھے پر بالکا سالکہ لگاتے ہوئے بولا تو وہ بھی مسکرا یا۔۔ تم واپس کب آؤ گے۔۔۔ آ بان نے

پوچھا۔ میں دو دن بعد آجائے گا یار کام کی وجہ سے زیادہ چھٹیاں نہیں کر سکتا۔ افنان نے تاریخ انداز میں کیا تو آب ان نے اثبات میں سر ہلا یا۔۔۔ اچھالوئے جانی پہنچ کر کار کروں گی نہیں۔۔۔ سنا تیہ بانی کے تجھے لگتے ہوئے ہوتی۔۔۔ جسم ھی امان اللہ میری پالی دوست۔ بانی لاڈ سے بولی تو سنا تیہ اس سے الگ ہوتی پرس تھامے ہنستی ہوئی باہر نکلی۔۔۔



الفنان نے ایک نظر اسے سرتاپیر دیکھا جو اس وقت سفید ٹراوہ زر کے ساتھ گلابی رنگ کی قمیض میں ملبوس تھی۔ جس پر سفید رنگ کے چھوٹے چھوٹے پھول بنے ہوئے تھے ساتھ ہی سادہ سفید دوپٹہ سلیقے سے اوڑھا ہوا تھا۔۔۔ گورے رنگ اور خوبصورت اڑکیٹو نہیں نقوش کے ساتھ وہ بہت پیاری لگ رہی تھی۔ ہم جاؤ اور سنا تیہ کو جلدی سے بھینا ہمیں نکلنا ہے دس منٹ تک وہ نظر وہ کا زاویہ بدلتا ہوا بولا۔۔۔ تو بانی شکر کا سانس خارج کرتی جلدی سے وہاں سے کھسکی۔۔۔

اوئے جائی جلدی کہ تمہارے بھائی باہر بلار ہے ہیں کہ رہے تھے دس منٹ تک لگتا ہے۔۔۔ بانی کمرے میں داخل ہوتے ہوئے بولی سنائیہ پینے کے سامنے کھڑی کتاب کی پنیں سیٹ کر رہی تھی۔ اچھا بس دو منٹ۔۔۔ سنائیہ آخری بن لگاتے ہوئے بولی۔۔۔ سائرہ بھا بھی جو سنائیہ کے ساتھ رہی کمرے میں موجود تھی بانیہ کو دیکھ کر مسکرانے لگی۔۔۔ کیا ہوا بھا بھی آپ ایسے بنس کیوں رہی ہیں۔۔۔ ہانیہ انکھوں کو چھوٹا کر ان کو دیکھنے لگی۔۔۔ ارے پچھ نہیں سوچ رہی تھی بابا کو بولوں ارمان کے ساتھ ساتھ افغان کی بھی شادی کر دیں اب۔۔۔ وہ ثراست سے بولی۔۔۔ آبان کی نظر اپنے کمرے سے نکلتی ہوئی سنائیہ پر پڑھی تھی۔۔۔ جو بلیک بائے کے ساتھ بلیک، ہی سٹالر سے نقاب کیے ہوئے تھی۔۔۔ اسکے پیچھے، ہی بانیہ نکلی تھی۔ جبکہ بھائی سائرہ پہلے ہی افغان کے ساتھ کھڑی اسے ہدایات دے رہی تھی۔۔۔ سنائیہ نے جیسے ہی انکی جانب دیکھا تو افغان کے دائیں جانب، ہی اسے وہ کھڑا نظر آیا۔۔۔ جو شاید اسکی طرف، ہی دیکھ رہا تھا پر سنائیہ کے دیکھنے پر فوراً، ہی خطر وں کا زاویہ

بدل گیا تھا۔ ایسا سنا یہ کو لگا۔ سنا یہ نے اسے دیکھا تھا جو آج پہلے سے تھوڑا مختلف بلیک پینٹ اور لائٹ گرے سی شرط پہنے ہوئے تھا۔ سنا یہ سر جھٹکتی افغان کے برابر اور اسکے سامنے گھٹری ہوئی۔ کالی بڑی آنکھیں ایک بار پھر سنا یہ کی چھوٹی ڈارک براون آنکھوں سے ٹکرائی تھی۔

چلیں بھائی۔ سنا یہ طوراً افغان کی طرف دیکھتے ہوئے بولی۔  
بس سے جا رہے ہو تم لوگ؟ آب ان ایک نظر نقاب کے مالے میں لیٹے سنا یہ کے چہرے کو دیکھتا ہوا الفنان سے بولا۔  
ہاں جس پر ہی جائیں گے۔ ایک ڈیرٹھ گھنٹے کا سفر سارا ہے۔ افغان نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا۔

تو بس سٹاپ تک رکشے پر جاؤ گے۔؟ اس باروہ مکمل افغان کی جانب دیکھتے ہوئے بولا۔ وہ نہیں جانتا تھا کیوں پروہ سنا یہ سے نظریں چرار ہا تھا۔ اسے

ایساگ رہا تھا جتنی بار وہ سنائیہ کی جانب دیکھے گا اتنا ہی وہ اپنے دل پر اختیار کھوتا جائے گا۔۔

ہاں۔۔ افنا نے جواب دیا۔۔

رکشہ رہنے والے میں چھوڑ آتا ہوں۔۔ تم سامان لے کر باہر آؤ میں گاڑی نکالتا ہوں۔۔ آب ان کرتا ہوا باہر پلٹ گیا۔۔ دروازے کے باہر نکلتے ہی اس نے ایک گھر اسنس ہوا کے سپرد کیا۔۔ اففف اللہ۔۔ پٹا نہیں کیا کر رہا ہوں میں۔۔  
وہ دھیرے سے کہتا اپنے گھر میں داخل ہو گیا۔۔

اچھا بھائی اللہ حافظہ۔۔ بابا، سفیان بھائی اور ارمان بھائی کو میر اسلام دینا۔۔  
سنائیہ ان کے گلے لگتے ہوئے بولی۔۔ وہ سب اس سے صحیح ہی مل کر کام پر گئے تھے۔۔ اللہ حافظ۔۔ بھا بھی کے کہنے پر اس نے اثبات میں سر بلایا۔۔  
ویسے یہ زمین کہا گیا۔۔؟ سنائیہ نے افغان سے پوچھا۔۔

چل او کے جانی۔۔ سنائیہ نے بانیہ سے کہا۔۔ جسکی آنکھیں تھوڑی تم ہو چکی تھی۔۔ ہم۔۔ ویسے میں نے بور ہو جاتا ہے تمہارے بغیر۔۔ وہ بھرا تی آواز

میں بولی۔ افنان نے بغور اسے دیکھا جو بڑی مشکل سے اپنے آنسو روکے کھڑی تھی۔ وہ ایسی ہی تھی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر رونے والی۔ پر اب یہاں بات تو اسکی جان سے عزیز دوست سے دیر طھ دو ماہ دور رہنے کی تھی۔  
وہ تو کیسے نارونی۔۔۔

ارے یار ہم روز بات کریں گے نا۔ سنا تئیہ پیار سے بولی۔ وہ کسی جنگ پر یار خصت ہو کر نہیں جاری جو تم نے رونا شروع کر دیا ہے۔ آخر کار الفنان  
  
بول ہی پڑا۔

آپ کو کیا ہے۔ میں بنو یار ووں۔۔۔ ہن۔ بانیہ اسے گھور کر بولی آبا و یار سانی ورنہ اس نے بھی روکے رکھنا ہے ہمیں۔۔۔ افنان اسے اگنور کرنا۔ سنا تئیہ سے بولا۔ جی بھائی۔۔۔ سنا تئیہ مسکراہٹ دباتی ہوئی۔ جبکہ ہانیہ نے دانت پیس کر افغان کو گھورا تھا۔ اور افنان اس کو خود خورد گھورتا پا کر اپنی مسکراہٹ روکتا باہر پلٹ گیا۔ سنا تئیہ انہیں بائے کھتی باہر نکل گئی۔ وہ

جیسے ہی گھر کے باہر پہنچے آب ان اپنی بلیک رنگ کی کار کے پاس ہی کھڑا زین

سے بات کر رہا تھا

و دونوں فوراً آن کے پاس گئے۔ افناں کار کی ڈکی کھول کر بیگ اس میں

رکھنے لگا۔ اونے سانی۔ میری پیاری بہنا اور میری ہونے والی بیوی کی

پیاری سی دوست۔ زین لاڈ سے کھتا اس کے پاس آیا۔ ستانیہ اسے

آنکھیں دکھانے لگی۔

یار اس کو سوری کر دینا میری طرف سے میں مزاح کر رہا تھا میں۔ زین

ستانیہ کا ہاتھ پکڑ کر معصوم سی شکل بنایا کر بولا۔ اچھا ٹھیک ہے۔ سنا نیہ نے

احسان کرنے والے انداز میں کھا۔ آب ان دونوں کے پاس کھڑا انکی باتیں

سن رہا تھا۔ اور ہاں ایک اور بات بھی ہے۔ زین نے گیا۔ اتنا تو وہ سمجھ ہی گیا

تھا کہ زین نے ضرور کچھ فضول حرکت کی ہو گی یا لے کے سامنے۔ اس

لیے تو سوری کر رہا تھا۔

کو نسی بات۔۔۔؟ سنا تیہ نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا۔۔۔ وہ یہ کہ اگلے ہفتے  
میں لاہور جا رہا ہوں کام پر۔۔۔ اچھی جاپ ہے اور اچھی سیلری بھی۔۔۔ زین  
خوشی سے بولا۔۔۔

ماشاء اللہ۔۔۔ مبارک ہو۔۔۔ بابا کو بتایا۔۔۔؟ سنا تیہ خوش ہوتے ہوئے  
بولی۔۔۔ نہیں تمہیں بتا رہا ہوں پہلے۔۔۔ بابا شام کو آئیں گے ناتوان کو تب  
بتاؤں گا بکو ز مجھے خود تھوڑی  
دیر پہلے پتا چلا کہ مجھے کام مل گیا ہے۔۔۔ زین نے بتایا۔۔۔ تو سنا تیہ نے سر  
بلایا۔۔۔ ماشاء اللہ مبارک برو۔۔۔ اب سے تو بھی کام کا جوالا بندہ ہو جائے  
گا۔۔۔ آپ ان زین کے سینے پر ملکا سامکھہ مارتے ہوئے کھنے لگا۔۔۔  
شگر ان شدید دن۔۔۔ زین نے داد و صول کرنے والے انداز میں کہا۔۔۔ تب  
تکالیف نے بھی آگر اسے مبارک باد دی تھی اور کام کے بارے میں  
پوچھنے لگا۔۔۔

ب کو سلام دینا ہماری طرف سے۔۔۔ آخر کار وہ سنائیہ سے مخاطب ہو ہی گیا تھا۔۔۔ سنائیہ نے اسکی جانب دیکھا تھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ ہی۔۔۔ وہ محض اتنا ہی بول پائی۔۔۔ اور نظریں جھکا گئی۔۔۔ چلو اندر پیشہ جاؤ اب۔۔۔ آب ان کار کا پہلا دروازہ کھول کر اس سے بولا۔۔۔ سنائیہ نے حیرانگی سے اپنی جسکی نظریں اٹھا کر اسے دیکھا تھا۔۔۔ جو اس کے لیے کار کا دروازہ کھولے کھڑا تھا۔۔۔ وہ سڑک کے پاس کھڑے تھے۔۔۔ اس لیے آب ان کو اچھا نہیں لگ رہا تھا اس کا یوں باہر کھڑے رہنا۔۔۔ وہ فور آگے بڑھتی کار کے اندر بیٹھ گئی۔۔۔ اسکی آنکھوں کی یہ حیرانگی آب ان کی آنکھوں سے مخفی نہیں رہی تھی۔۔۔ اس نے ایک نظر اندر بیٹھی سنائیہ کو دیکھا اور دروازہ بند کرتا افناں سے مخاطب ہوا۔۔۔ چل آ جا بھئی۔۔۔

چل ہوئے خیال رکھنا سب کا۔۔۔ افناں زین سے بولا اور کار میں اگلی سیٹ پر آیشا۔۔۔ آب ان نے بھی دوسری جا کہ ڈرائیونگ سیٹ سنبھالی۔۔۔

اللہ حافظ زینو۔۔۔ خیال رکھنا بابا کا۔۔۔ وہ شیشے سے باہر دیکھتی زین سے بولی۔۔۔ جس نے اسے اچھا کہا تھا۔ آب ان بیک و یوم ر سے اسے دیکھ رہا تھا جو شیشے سے باہر کھڑے زین کو دیکھ رہی تھی۔۔۔

وہ اس بات سے انجان تھا کہ اس کے گھر کے میں گیٹ کی اوٹ میں کھڑی اسکی والدہ فوزیہ بیگم انہیں دیکھ رہی تھی۔۔۔ انہیں آب ان کا سنائیہ کے لیے کار کا دروازہ کھولنا سخت ناگوار گزرا تھا۔۔۔ وہ ایک عجیب نظر سنائیہ کے کار کے بیٹے سے باہر آئے ہاتھ پر ڈالتی اندر بڑھ گئی۔۔۔ اور آب ان کا رسٹارٹ کرنابس سٹاپ کی جانب بڑھ گیا۔۔۔ وہ بس سٹاپ پر پہنچ جس کا انتظار کر رہے تھے۔۔۔ اور انہیں زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا تھا۔۔۔ تقریباً پانچ منٹ کے بعد ہی بس آگئی تھی۔۔۔ ہر طرف شور شرا با اور لوگوں کا ہجوم تھا۔۔۔

جس سے سنائیہ کو کوفت ہونے لگی تھی۔۔۔ اس وجہ سے ہی وہ سفر وغیرہ نہیں کرتی تھی۔۔۔ پر اب تو وہ کچھ نہیں کر سکتی تھی۔۔۔ اس لیے منه بگاڑتی ان کے ساتھ چل رہی تھی۔ آب ان نے ان دونوں کو بس میں بٹھایا تھا۔۔۔ سنائیہ وندو

سیٹ پر تھی اور افناں اس کے پاس دوسری سیٹ پر بیٹھا تھا۔ تھوڑی دیر تک بس چلنے والی تھی۔ باہر کھڑا وہ ونڈو سیٹ پر بیٹھی سنائیہ کو دیکھ رہا تھا جو اپنی گود میں دھر رہا تھوں کی لکیروں کو دیکھنے میں مگن تھی۔

اوکے یار میں چلتا ہوں اب۔ آبان نے افناں کو آواز دی۔

ہم شکر یہ۔ اللہ حافظ۔ افناں نے باہر اسے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

خدا حافظ۔ آبان سنائیہ کو دیکھتا ہوا بولا۔ شاید وہ اسے سننا چاہتا تھا یا اسے کچھ کرنا چاہتا تھا۔ لیکن وہ اپنے دل کی حالت سمجھنے سے فاصلہ تھا۔

اللہ حافظ آبان بہائی۔ مہمانی کا

خیال رکھیے گا۔ وہ پلٹنے ہی والا تھا کہ اسے سنائیہ کی آواز سنائی دی تھی۔

اور یہ آواز سنتے ہی جیسے اس کے دل کو سکون سامیسر ہوا تھا۔

ہم۔۔۔ تم بھی۔۔۔ خیال رکھنا اور جلدی آنا۔۔۔ سب کو تمہاری عادت ہے  
کسی کا دل نہیں لگے گا تمہارے بغیر۔

اور میرا بھی۔۔۔ میں بھی تو نہیں روز دیکھنے کا عادی ہوں۔۔۔ وہ اسکی آنکھوں کو  
دیکھتا  
مسکرا کر بولا تھا۔۔۔ پر آخری بات اسے اپنے دل میں خود بخود سنائی دی۔۔۔ جسے  
وہ اگنور کر گیا تھا۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اسکی اتنی سی بات سنائی کو کتنا سکون دے گئی تھی۔۔۔  
ایک انجانی خوشی اسے محسوس ہوئی تھی۔۔۔ وہ مسکراتی تھی۔۔۔ پر اسکی یہ  
مسکرا ہٹ آبان نہیں دیکھ پایا تھا۔۔۔ ہاں پر اسکی ڈارک براون آنکھوں کو  
ضرور دیکھا تھا اس نے جن  
میں اچانک ہی جیسے ایک چمک آگئی تھی۔۔۔  
گی۔۔۔ وہ جلدی سے اثبات میں سر بلاتی بولی تھی۔۔۔ اس کے صبہ میں  
صاف ایک انجانی خوشی آبان کو محسوس ہوئی تھی۔۔۔

آبان مسکر اتا ہوا پلٹ گیا تھا۔۔۔ اور وہ اسے دور جاتا ہوا دیکھ رہی تھی۔۔۔ اس وقت اسے اپنے آس پاس کو شور محسوس نہیں ہو رہا تھا۔ اسے لگا بس وہ تنہا تھی اور آبان کو جاتے ہوئے دیکھ رہی تھی۔۔۔ آنکھیں تھوڑی سی تم ہوتی تھی۔۔۔ پروہ مضبوط تھی اس لیے ایک گھر اسنس لے کر آنکھوں کو بند کرتی اس نمی کو اپنے اندر دھکیل گئی۔۔۔ اور پھر سے اس ستم گر کی پشت کو دیکھنے لگی جواب اپنی کار کے پاس پہنچ گیا تھا۔۔۔ افناں اپنے موبائل میں بڑی تھا شاید وہ عفت خالہ کو اطلاع دے رہا تھا۔۔۔

ارونی پشت پر دہستائیہ کی خطروں کی محال محسوس کر سکتا تھا۔۔۔ وہ جیسے جیسے کار کی جانب بڑھ رہا تھا اسکے کانوں میں ستائیہ کی رات والی باتیں گونج رہی تھی۔۔۔ میں انہیں پسند کرتی ہوں۔۔۔ یہ بات ان کو بتا نہیں سکتی۔۔۔ کیونکہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں وہ میرے ان جذبات کو دھستکار نہ دیں۔۔۔ اسے اپنی آنکھوں کو زور سے بند کیا تھا۔۔۔ دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوتی جاری تھی۔۔۔ ایک بار پھر اسے ستائیہ کی باتیں سنائی

دی۔۔ اب بس یہ رات گزر جائے اور کل صبح میں یہاں سے چلی جاؤں۔  
مجھے سکون چاہیے پر یہاں ان کو دیکھو گی تو سکوں نے کا نہیں بلکہ رہا سکون  
بھی وہ میں نہیں گے۔۔

ہاں اگر اسکا سکون مجھ سے دور جانے پر ہے تو اچھا ہے وہ جاری ہے۔۔ اسکے  
دارج نے کیا۔۔ پر جانے جاتے وہ تمہارا سکون بھی تو لے کر جاری ہے نا  
ساتھ۔۔ دل سے آواز آئی تھی۔۔

مجھے ان سے محبت ہے۔۔ پر وہ مجھے دوست کار دیں گے اللہ ہی۔۔ میں جانتی  
ہوں۔۔ اسکے کانوں میں سناٹیہ کی ہچکیاں گو نجی تھی۔۔

کاش مجھے تم پہلے مل جاتی۔۔ آو!! کاش میرے دل میں تمہارے لیے یہ  
جد بات پہلے آ جاتے جواب آرہے ہیں۔۔ پر اب میں اس قابل نہیں رہا  
سناٹیہ۔۔ تمہارے جذبات بہت قیمتی ہیں۔۔ اتنے قیمتی کہ میرے پاس ایسا  
کچھ نہیں جن کے بد لے میں انہیں اپنے پاس رکھ سکوں۔۔ میں اس قابل

نہیں کہ تمہارے ان پاکیزہ احساسات کی قدر کر سکوں۔ مجھے معاف کرنا نہیں۔۔۔ ایم سوری۔۔۔ اس کے اندر سے آوازیں آرہی تھیں۔۔۔

اپنی پشت پروہستائیہ کی نظروں کی عمال محسوس کر سکتا نا۔۔۔ وہ جیسے جیسے کار کی جانب بڑھ رہا تھا اسکے کانوں میں ستائیہ کی رات والی باتیں گونج رہی تھیں۔



میں انہیں پسند کرتی ہوں۔۔۔ یہ بات ان گویا نہیں سکتی۔۔۔ کیونکہ مجھے ڈر لگتا ہے کہ کہیں وہ میرے ان جذبات کو دو شکار نہ دیں۔۔۔ اس نے اپنی آنکھوں کو زور سے بند کیا تھا۔ دل کی دھڑکنیں بے ترتیب ہوتی جا رہی تھیں۔۔۔ ایک بار پھر اسے ستائیہ کی باتیں سنائی دی۔۔۔

اب بس یہ رات گزر جائے اور کل صبح میں یہاں سے چلی جاؤں۔۔۔ مجھے سکون چاہیے پر یہاں ان کو دیکھو گی تو سکون ملے گا نہیں بلکہ رہاس سکون بھی وہ چھین لیں گے۔۔۔

ہاں اگر اسکا سکون مجھ سے دور جانے پر ہے تو اچھا ہے وہ جاری ہے۔۔۔ اسکے دماغ لے گیا۔۔۔ پر جانے جائے وہ تمہارا سکون بھی تو لے کر جاری ہے نا ساتھ۔۔۔ دل سے آواز آئی تھی۔۔۔

بس سٹارٹ ہو چکی تھی۔۔۔ وہ اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔ جسکی نظریں ابھی تک اس پر تھی۔۔۔ آپا نے اپنی کار سٹارٹ کی تھی۔۔۔ نظریں ابھی بھی فرنٹ مرر سے باہر اس پر تھی جو اسی طرف دیکھ رہی تھی۔۔۔ وہ کار سٹارٹ کرنا دامیں جانب بڑھا تھا اور میں اسی وقت بس بائیں جانب بڑھ گئی تھی۔۔۔ ان دونوں کا دل خالی رہ گیا تھا۔۔۔

سنائیہ نے سیٹ کی پشت سے سرطا کر آنکھیں موندی تھیں۔۔۔ کار میں بیٹھے آپا نے ضبط سے آنکھوں کو جھپکا تھا۔۔۔ دیکھا پٹ کے اس نے حسرت اسے بھی تھی ہم جس پر مٹ گئے تھے چاہت اسے بھی تھی؛ چپ ہو گیا وہ بھی دیکھ کر ادھر ادھر وقت و حالات سے میری؛ طرح شکایت اسے بھی تھی

یہ سوچ کر اندھیرے کو گلے سے لگالیا راتوں میں جانے کی عادت اسے بھی

وہ تھی

اور وہ روپڑا مجھے پریشان دیکھ کر اس دن پتا چلا میری ضرورت اسے بھی تھی

دیکھا پلٹ کے اس نے حسرت اسے بھی تھی

ہم جس پر مٹ گئے تھے چاہت اسے بھی تھی۔ سنائیہ کے دل سے آواز آئی

تھی۔۔۔

ہم جس پر مٹ گئے چاہت اسے بھی تھی۔۔۔ سنائیہ آنکھیں کھولتی

دھیرے سے بڑ بڑائی اور پرس سے موبائل نکالا۔۔۔

اس کے سٹیپس لگایا۔۔۔ اور

Traveling to multan...

مو بائل واپس بیگ میں رکھ کر ایک نظر افغان کو دیکھا جو کانوں میں بینڈ فری لگائے مو بائل میں مصروف تھا۔۔ پھر وندو سے باہر کے مناظر دیکھنے لگی۔۔

ستان۔۔۔ بیٹھا تو جاؤ اب۔۔۔ ایک بہنے والا ہے۔۔

افنان اور ستائیہ پہنچنے والے

وں گے۔۔۔ تمہیں انہیں پک بھی کرنے جاتا ہے۔۔۔ عفت بیگم سنان کے سر پر کھڑی ہو کر بولی۔۔۔ مماں جانی۔۔۔ پلیز سونے دیں۔۔۔ وہ کروٹ بدلتے

ہوئے عمار بھری آواز میں بولا۔۔۔

ستان میری جان اللہ جاؤ۔۔۔ نہیں تو تمہارے پابا جان غصہ کریں گے۔۔۔  
جلدی سے ریڈی ہو کرنے لگو۔۔۔ اور میں پھر کہہ رہی ہوں تم نے افنان اور سنائیہ کو پک کرنے جاتا ہے۔۔۔ دوبارہ نہ لکھنا پڑے مجھے۔۔۔ وہ ذرا سختی سے کہتی باہر جانے لگی کہ سنان پھر سے بولا۔۔۔ یار در مماں۔۔۔ میں نہیں

جارہاں میں تحریلی کو پک کرنے۔۔ وہ منہ بگاڑ کر بولا۔ اور انکی طرف رخ پھیر لیا۔۔

شرم کر دوہ کزن ہے تمہاری اور سنائیہ نام ہے اسکا یہ کیا تحریلی تحریلی لگائے رکھتے ہو۔۔ خبردار جو اس کے سامنے تم نے اسے ایسے نام سے مخاطب کیا۔

اور جلدی سے اٹھوا اور ٹائم پر پہنچو وہاں۔۔ کھیں وہ انتظار ناکرتے رہ جائیں۔۔ عفت بیگم واپس اسکے سر پر کھڑی ہو کر اسے ڈینٹنے لگی۔۔ مہماں یار ررر۔۔ اب وہ ہے تحریلی تو تحریلی ہی بولوں گانا۔۔ اور جاتا ہوں تھوڑی دیر تک۔۔ ابھی آدھا گھنٹہ ہے تقریباً۔۔ سنان منہ بگاڑ کر کہتا واش رومن کی جانب بڑھ گیا۔۔ اور

عنتر بیگم بھی مسکراتی ہوئی کمرے سے باہر چلی گئی۔۔

ستان جیسے ہی تیار ہو کر نجف آیا اسکی نظر چمکتی ہوئی پالے پر پڑی۔۔ اسکے چہرے پر صاف خوشی کی رمق تھی۔۔ ہائے امی کب آئے گی وہ۔۔ کتنا ٹائم تو ہو گیا

ہے۔؟ پانے نے اکتائے ہوئے لہجہ میں کیا۔۔۔

آنے والے ہیں بیٹا۔ بس سنان جا رہا ہے ان کو لینے سنائیہ کی کال آئی تھی کہہ رہی تھی پہنچنے والے ہیں۔ پندرہ بیس منٹ تک۔ عفت بیگم یالے کی بے تابی دیکھ کر مسکرا کر بولی۔ نہیں کو نسی کوئی وہ ملکہ عالیہ آر میں ہیں جو تم ایسے تڑپ رہی ہوا س تحریلی کے انتظار میں۔۔۔ سنان پالے کے پاس آنا ماتھے پر بل ڈال کر بولا۔۔۔

منہ۔۔۔ ویلے لوگوں سے سر نہیں کھپاتے ہم۔۔۔ جائیں اور وہ کریں جو ماں نے آپ کو کرنے کے لیے

کہا ہے۔۔۔ پالے منہ بگاڑ کر بولی۔۔۔ تو سنان اسے گھورتا باہر کی جانب بڑھ گیا۔ جب کہ عفت بیگم کچن میں تیار ہوئے کھانے کو دیکھنے لگی۔۔۔ پچھلے دس منٹ سے وہ بس سٹاپ پر کار سے ٹیک لگائے کھڑا بس کا انتظار کر رہا تھا۔۔۔ چہرے پر واضح اکتاہٹ تھی۔۔۔ انتظار کرنے کی وجہ سے۔۔۔ وہ ماتھے پر بل ڈالے آس پاس کے لوگوں کو دیکھنے لگا۔۔۔ تجھی اچانک بس آکر رکی۔۔۔

اور آہستہ آہستہ مسافر بس سے اترنے لگے۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اسکی افناں پر پڑی تھی۔ جو پہلے خود نیچے اترا تھا۔ اور اب ہاتھ بڑھا کر ہائے میں لیٹی ایک لڑکی کا ہاتھ تھامے اسے اتار رہا تھا۔ وہ سنائیہ تھی۔ سنان پیجان گیا تھا۔

وہ بے ساختہ اسے دیکھے گیا۔ جواب جس سے نیچے اتر کر کھڑی تھی اور اپنے پرس کو دیکھ رہی تھی۔ ماشاء اللہ۔ وہ پردے میں ستان کو اتنی خوبصورت لگی تھی کہ وہ بے ساختہ بڑ بڑا یا۔۔۔ پھر فوراً سمر جھٹک کے انکی جانب بڑھا تھا۔

اسلام علیکم۔ اپنے پیچھے کسی کی آواز سنتے وہ دونوں پلٹے تھے۔ سامنے ہی ستان کھڑا مسکرا کر افناں کو دیکھ رہا تھا۔ سنائیہ نے بھی بس اسے دیکھا تھا۔ چہرے پر سوانح ستان کے لیے احترام کے اور کچھ نا تھا۔ ناکوئی خوشی کی چمک۔ ناکوئی بے تابی، ناکوئی شوخیں۔ اور ناہی پہلے کی طرح ستان کو دیکھ کر اس کا چکنا۔

و علیکم السلام سنان کیسے ہو۔۔۔ افناں سنان کے گھے لگنا خوشدی سے بولا۔۔۔  
 الحمد للہ۔ تم سناؤ۔۔۔ کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی۔ سنان اس سے الگ ہوتا ہوا  
 بولا۔۔۔ ظریں سنائیہ پر گئی جو خاموش سی کھڑی ان دونوں کو دیکھ رہی تھی۔۔۔  
 اللہ پاک کا کرم ہے۔ اور کوئی پریشان نہیں ہوئی ہم آرام سے پہنچ گئے۔۔۔  
 افناں نے مد ہم مسکراہٹ سے کیا۔۔۔

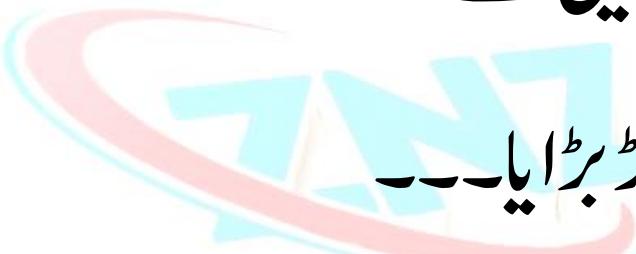
سنان نے اثبات میں سر بلایا پر نظریں ابھی بھی سنائیہ کے خطاب میں لیئے  
  
 چھرے پر تھیں۔۔۔

جس نے بروقت سنان کو جانب دیکھا تھا۔۔۔ اور اسکی ڈارک براون آنکھیں  
 سنان کی ڈارک براون پر چمکیلی سی آنکھوں سے ٹکرائی تھیں۔۔۔ السلام علیکم  
 میں رخ۔۔۔ سنائیہ کیسی ہو۔۔۔؟ وہ جلدی سے لفظوں کی تصیح کرتا ہوا د  
 ہم مسکراہٹ سے بولا۔۔۔ جس پر سنائیہ پہلے تو نا سمجھی سے اسے دیکھنے لگی۔  
 پھر مد ہم آواز میں بولی۔۔۔ و علیکم السلام سنان بھائی۔۔۔ میں ٹھیک الحمد للہ۔۔۔  
 آپ کیسے ہیں۔۔۔ ہیں۔۔۔ بھائی۔۔۔ پہلے تو کبھی بھائی نہیں کھتی تھی مجھے

— اور اسکی آوازا تنی سلو میٹھی سی کیسے ہو گئی۔۔۔ سنان نے دل میں سوچا پر  
بظاہر مسکراتے ہوئے سر ہلا یا تھا۔۔۔ میں بھی ٹھیک۔۔۔ چلو آ جاؤ۔۔۔ وہ  
افغان کے ہاتھ سے بیگ لیتا ہوا بولا۔۔۔ اور آگے چل دیا۔۔۔ اور وہ دونوں بھی  
اس کے پیچے پیچے چل دیے۔۔۔

دس منٹ کی ڈرائیو کے بعد ستان کی گاڑی اس کے گھر کے پورچ میں آگر  
کی تھی۔۔۔ کار سے نکلتے ہی اس نے ایک نظر سارے گھر پر ڈالی تھی۔۔۔ تین  
منزل پر مشتمل اس گھر پر چاکلیٹ براؤن اور وائٹ گلر کے کمہ پیپر منٹیش کا  
پینٹ تھا۔۔۔ سامنے ہی ایک چھوٹا سا گارڈن تھا جہاں رنگ برنگے پھولوں  
کے کچھ گھلنے تھے۔۔۔ اور درمیان میں ایک چھوٹا سا سفید گول ٹیبل پڑا تھا  
جس کے گرد چار سفید کر سیاں پڑھی تھیں۔۔۔ دائیں دیوار کے پاس نیم کا  
ایک بہت بڑا درخت تھا۔۔۔ ساتھ چھوٹے چھوٹے اور بہت سے پورے  
وغیرہ تھے۔۔۔

وہ ابھی ان پودوں کو بی اشتیاق دے دیکھی جا رہی تھی جب پانے کی چیخ پر  
اسکی جانب متوجہ ہوئی تھی۔۔ جو گاڑی کے بارن کی آواز سن کر باہر کی  
جانب بھاگی تھی اور سامنے سنا تیہ کو دیکھ کر چکی تھی۔۔ آئی ہیں۔۔ سنا تی دی  
۔۔۔۔۔ وہ سنا تیہ کی جانب بھاگتے ہوئے اسکے گلے لگی تھی۔۔ افنان نے  
مسکرا کر اسے دیکھا تھا جبکہ سنا نے اپنے کان کے پردے میں انگلی ڈالی  
تھی۔۔ چڑیل ابھی بھرا کر دیتی مجھے۔۔۔



وہ ہنوز کان میں انگلی ڈالے برٹ برٹ ایا۔۔۔  
کیسی ہو یار۔۔۔ شکر ہے آگئی۔۔۔ میں صبح سے انتظار کر رہی تھی۔۔۔ پالے  
خوشگوار مسجد میں بولی۔۔۔ اسکے چہرے پر صاف خوشی کی چمک تھی۔۔۔ میں  
ٹھیک تم کیسی ہو۔۔۔ وہی مہم اور میٹا لہجہ۔۔۔ ستان ایک بار پھر حیران  
ہوا۔۔۔

اسلام علیکم افغان بھائی۔۔ پالے اس سے الگ ہوئی افغان کے سامنے اگر پوچھنے لگی۔۔ جس نے مسکرا کر اس کے سر پر ہاتھ رکھا تھا۔۔ میں بالکل ٹھیک تم کیسی ہو۔۔

میں بھی بالکل ٹھیک۔۔ وہ خوشی سے بولی سنائی کا ہاتھ پکڑے اسے اندر لے گئی۔۔ اور سنان اس راستے کو دیکھی گیا جہاں سے وہ گزری تھی۔۔  
وہ افغان کو لیے جیسے ہی گھر کے اندر داخل ہوا تو عفت بیگم سنائیہ کو گلے لگائے کھڑی تھیں۔۔ ان کے چہرے پر مسکرا ہٹ تھی پر آنکھیں نم تھی۔۔

کیسی ہو میری بھی۔۔ اتنے وقت کے بعد آئی ہو۔۔ خالہ کی یاد نہیں آتی کیا۔۔ وہ نارا منگی سے شکوہ کرتے ہوئے بولیں۔۔

میں ٹھیک خالہ جانی۔۔ آپ کیسی ہیں۔۔ سوری نامیری پیاری خالہ جان ناراض: میں آپ کو بہت مس کرتی تھی پر آنہیں پائی۔۔ پر اب تو آگئی ہوں

نام۔۔۔ پلیز ایسے ناراض نہیں ہوں۔۔۔ سنائیہ ان سے الگ ہوتی محبت سے ان کے ہاتھ تھامتے ہوئے بولی۔۔۔ عفت بیگم مسکرائیں۔۔۔ نہیں ہوں میں ناراض اور اب میں نے جانے نہیں دینا تمہیں۔۔۔ وہ تیسی انداز میں بولی۔۔۔ اور میں نے جانا بھی نہیں ہے ابھی۔۔۔ سنائیہ بھی ہنسنے ہوئے کہنے لگی۔۔۔ جس پر باقی سب بھی مسکرائے تھے سوائے سنان کے۔۔۔ جو انہیں اگنور کیسے ارد گرد دیکھ رہا تھا۔۔۔ جیسے اس کا یہ کام زیادہ اہم ہو۔۔۔ اسلام علیکم خالہ جان۔۔۔



افنان نے آگے بڑھ عنت بیگم کے آگے سر جھکایا۔۔۔ و علیکم السلام میرا بچہ کیسے ہو۔۔۔ گھر میں سب کیسے تھے۔۔۔ وہ سنان کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے محبت سے بولیں۔۔۔ سب ٹھیک الحمد لله۔۔۔ افنان نے کہا۔۔۔ چلو آؤ بیٹھو تم دونوں تھی گئے ہو گے۔۔۔ اور پالے تم جاؤ جلدی سے پانی لاو۔۔۔ عفت بیگم انہیں صوفے پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے پالے سے مخاطب ہوئیں۔۔۔ جو فوراً کپی میں پانی پینے چلی گئی۔

وہ دونوں صوفے پر بیٹھے۔ افنان کے ساتھ سنان ٹو سیٹر صوفے پر بیٹھا تھا۔ اور سنائیہ ان کے سامنے ہی تھری سیٹر صوفے پر عفت بیگم کے ساتھ بیٹھی تھی۔ نقاب اتار دو بیٹا گرمی لگ رہی ہو گی۔ عفت بیگم اسے ابھی تک نقاب کیے بیٹھاد کیجھ کر بولی۔۔۔ جی خالہ مجھے ابایا بھی اتارنا ہے۔۔۔ وہ اپنے ابائے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے بولی۔۔۔

افغان بھائی یہ لیں پانی پیں۔۔۔ اور سنائیہ تم آجائے میرے کمرے میں وہی اتار لو ابایا اور فریش بھی ہو جاؤ۔۔۔ پالے نے افنان کو پانی دیتے ہوئے سنائیہ کو کھا۔۔۔ باں چلو جاؤ بیتا۔۔۔ عفت بیگم نے بھی باں کی تاسید کی۔۔۔ سنائیہ اثبات میں سر بلاتی پالے کے ساتھ چلی گئی۔۔۔ جبکہ باقی تینوں افراد باتوں میں مشغول ہو گئے۔۔۔ سنائیہ نے کمرے میں آ کر پہلے نقاب اتارا اور پھر ابایا۔۔۔ اور پرس سے اپنا سوت کے ساتھ کادو پٹانکاں کر گلے میں ڈالا۔۔۔

یہ لوپانی پیو۔۔۔ اور پھر منہ ہاتھ دھو کر فریش ہو جاؤ۔۔۔ پالے نے اسے پانی دیتے ہوئے کہا۔۔۔

ہم۔۔۔ اچھا۔۔۔ سناٹیہ نے کہتے ہوئے گلاس تماما اور پانی پینے لگی۔۔۔ پھر اللہ کروش روم گئی اور منہ ہاتھ دھو کر باہر آئی۔۔۔ پالے ابھی تک وہی بیٹی اس کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ چہرے پر ہنوز مدد ہم مسکراہٹ تھی۔۔۔ جسے دیکھ سناٹیہ بھی مسکرائی۔۔۔

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔۔۔؟ سناٹیہ نے پوچھا۔۔۔ کچھ نہیں یار دیکھ رہی ہوں تم تو بہت پیاری ہو گئی ہو ماشاء اللہ۔۔۔ یا لے مدھم مسکراہٹ سے کہتی اس کے پاس آئی۔۔۔ اور تھوڑی کمزور بھی ہو گئی ہو۔۔۔ وہ سناٹیہ کی جسامت دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

پھر اٹھ کروش روم گئی اور منہ ہاتھ دھو کر باہر آئی۔۔۔ پالے ابھی تک وہی ریشمی اس

کا انتظار کر رہی تھی۔۔۔ چہرے پر ہنوز مدد ہم مسکراہٹ تھی۔۔۔ جسے دیکھ سنائیہ بھی مسکرا آئی۔۔۔

کیا ہوا ایسے کیوں دیکھ رہی ہو۔۔۔؟ سنائیہ نے پوچھا۔ کچھ نہیں یار دیکھ رہی ہوں تم تو بہت پیاری ہو گئی ہو ماشاء اللہ۔۔۔ پالے مدھم مسکراہٹ سے کہتی اس کے پاس آئی۔۔۔ اور تھوڑی کمزور بھی ہو گئی ہو۔۔۔ وہ سنائیہ کی جسامت دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

جو اہائے میں محسوس نہیں ہو رہی تھی۔۔۔ پر اب واضح تھی۔۔۔ نہیں یار۔۔۔ ٹھیک تو ہوں۔۔۔ سنائیہ خود کو آئینے میں دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔

تم نے نہیں ماننا پر سچ میں تم پہلے سے ویک ہو گئی ہو۔۔۔ یقین نہیں تو باہر چل کے دیکھ لینا ممکن بھی یہی کہیں گیں۔۔۔

یارے بولی اور شیشے سے

کنگھا اٹھا کر اسے دیا۔ جسے اس نے تھاما اور اپنے آگے کے بالوں کو سیٹ

کرنے لگی۔ باقی بال کیچپر کے ساتھ چوڑے کی مقید تھے۔۔۔

انہوں نے تو ویسے بھی کہنا ہے چاہے میں کمزور ہوئی ہوں یا ناہوئی ہوں۔۔۔

سنائیہ بہنے ہوئے بولی اور کنگھا سر پر کھ کر دوپٹا سلیقے سے سر پر اوڑھا۔ چلو

آجائو۔۔۔ وہ یالے کو کھتی اس کا ہاتھ پکڑ کر کمرے سے باہر نکلی۔۔۔

سنان جو آب ان سے باتیں کرنے نے میں مصروف تھا اسکی نظر سیر ھیوں سے

اتری سنائیہ پر گئی تھی۔ جو مکمل کالے سادہ سے لوں کے سوٹ میں ملبوس

تھی۔ پر سر پر دوپٹا مکس

شیدز کا اوڑھا ہوا تھا۔۔۔

وہ اسے دیکھ رہا تھا جو پہلے سے بہت بدل گئی تھی۔ قد بھی تھوڑا بڑھ گیا

تھا۔ پہلے وہ کافی ہیلڈی تھی پر اب سمارٹ سی لگ رہی تھی۔ رنگ جودو

سال پہلے سانو لا تھا اب گندمی گورا سالگ رہا تھا۔ اور چہرے ہر جہاں ہر

وقت شرارت ناچلتی تھی ہو نٹوں سے مسکراہٹ ایک پل کے لیے بھی نائب نہیں ہوتی تھی وہاں اب سنجدگی تھی۔

اور دوپٹا جو پہلے گلے میں جھولتا تھا اب سلیقے سے سر پر لگا ہوا تھا۔۔۔ نظریں جھکی ہوتی تھیں۔۔۔ وہاں سے پورے دوسال بعد دیکھ رہا تھا۔۔۔ اتنے بدلاو کے ساتھ۔۔۔ ماشاء اللہ۔۔۔ وہ پھر سے بے ساختہ بڑا بڑا یا۔۔۔ استغفار اللہ لیکن فوراً ہوش میں آنا سر جھٹک کر تھوڑا اونچا بولا۔۔۔ جس پر افان نے نا سمجھی اسے دیکھا۔۔۔



کیا گیا۔۔۔؟ افان نے پوچھا۔۔۔  
کچھ بھی تو نہیں۔۔۔ وہ زبردستی مسکرا کر کھنے لگا۔۔۔

سنائیہ چلتے ہوئے واپس عفت

بیگم کے پاس جا پڑھی۔ سنائیہ بچے تم تو کمزور ہو گئی ہوا تھی زیادہ.. وہ

مما

سنائیہ کو دیکھتی ہوئی فکر مندی سے! بولیں۔ میں نے بھی کہا اسے پر یہ مانی ہی نہیں پالے جو سنائیہ کے دوسری طرف ہی پڑھی تھی جلدی سے کہنے لگی۔ سنان بھی بغور اسے دیکھ رہا تھا جو کبھی یا لے کو دیکھتی تو کبھی عفت بیگم کو۔ نہیں خالہ جانی ٹھیک تو ہوں آپ کافی ٹائم کے بعد دیکھ رہی ہیں نا اس لیے آپ کو ایسا لگ رہا ہے وہ انہیں

قابل کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بولی۔ کوئی ایسے نہیں لگ رہا مجھے جب کال پر بات کرتی تھی تو تم یہ کہہ کر ٹال دیتی تھی کہ مو باطل پر ایسے لگ رہی ہوں پر اب دیکھو سامنے تو اس سے بھی زیادہ کمزور لگ رہی ہو۔۔۔ وہ مصنوعی غصے سے بولیں۔ ارے خالہ جان یہ سچ میں کمزور ہو گئی ہے لیکن مانے گی نہیں کیونکہ اسے کمزور کرنے والی چیز سے بقول اس کے اسے عشق ہے۔ اب کی بار افناں بولا سنائیہ نے اسے گھورا عفت بیگم اور سنان نہ سمجھی

سے انہیں دیکھنے لگے... پرپالے کے چہرے کی مسکراتی بتا رہی تھی کہ وہ سنائیہ کہ اس عشق کو جانتی ہے۔۔

-- ہیں بھلا ایسی پہ کیا چیز ہے وہ جس سے اسے عشق ہے۔؟ عفت بیگم نے ان کو دیکھ کر پوچھا۔ عفت بیگم کی پریشان سی صورت دیکھ کر افنان نے مسکرات

. دبائی

ارے مماچائے کی بات کر رہے ہیں افغان بھائی۔ اس پاگل کو چائے سے عشق ہے میں نے بھی اتنی بارا سے روکا کہ چائے نہ پیا کرو صحت کے لیے اچھی نہیں ہوتی۔ پر آگے سے یہ کہتی ہے چائے اس کا دوسرا عشق ہے اور اسے اپنے عشق کی توہین برداشت نہیں۔۔۔ پیالے

سنائیہ کے کندھے پر ٹھوکا دیتی شکایتی انداز میں بھنویں آچکا کر بولی۔۔۔ سنائیہ نے آنکھیں چھوٹی کر کے اسے گورا جسے وہ سرے سے اگنور کر کے بیٹھی

تھی۔۔ عفت بیگم نے حیرانی سے اپنے ساتھ سر جھکائے پیٹھی سنائیہ کو

دیکھا....

افنان کے ہونٹوں پر مدھم مسکراہٹ تھی اور ہمارے دی گریت سنان صاحب اس سوچ میں گم ہو چکے تھے کہ اگر چاۓ سنائیہ کا دوسرا عشق ہے تو پہلا عشق کون ہے۔۔۔ وہ سنایا کس جھکے سر کو دیکھتا ہوا سوچ رہا

تھا

جب عفت بیگم کی آواز نے اسے سوچوں سے باہر پیٹھکا۔ سنائیہ پچ تمہیں پہنہ بے چاۓ خون کو جلاتی ہے اور تم چاۓ اتنا پیٹی ہو خبردار جو تم نے آج کے بعد اتنی چاۓ پی تو۔۔۔ بیٹھا اپنی صحت تو دیکھو اور جانے کو عشق کہتی ہوا اپنا... عفت بیگم سنائیہ کو محبت سے سمجھانے لگی پر لمحے میں ہلکی سی سکتی برقرار رکھی

خالہ جانی... وہ جھکے سر سے شرمندہ سی بولی یا لے اور افغان کے چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی سنائیہ کو ایسے دیکھ کر پر یہ بھی وہ جانتے تھے کہ وہ چائے پینا تو کبھی کم نہیں کرے گی۔ چھوڑنا تو بہت دور کی بات تھی۔ سنان نے ایک نظر اس جھکے سروالی لٹر کی کو دیکھا۔ اسے چائے بالکل بھی پسند نہ تھی اور یہاں چائے کو عشق بنایا ہوا ہے اس نے سوچا پھر عفت بیگم سے بولا۔ مما چلیں کھانا کھاتے ہیں۔ ہاں ٹھیک ہے چلو آجائو  

 بیٹا کھانا کھا لو عفت بیگم

جلدی سے بولی۔ خالہ جان میں ذرا فریش ہو کر آتا ہوں افنان کہتا

جی

ہوا اٹھا اس کے ساتھ ہی سنان بھی اٹھا۔ ہاں اجاؤ میرے کمرے میں فریش ہو لو سنان اسے لیے اپنے کمرے کی جانب بڑھ گیا اور پالے مسکرا کر سنائیہ کا ہاتھ پکڑ کر ڈامنگ ٹیبل کی جانب بڑھ گئی۔

کھانا کھانے کے بعد وہ آرام کرنے کی غرض سے پالے کے روم میں آگئی۔ چلو جانی تم سو جاؤ ابھی تھوڑا ریست کر لو۔ پھر ہم بہت ساری باتیں کریں گے۔۔۔ یا لے اس کے پاس بیڈ پر بیٹھتے ہوئے بولی۔ ہم ہم... ٹھیک ہے.. اس نے سادگی سے کھا تو پالے نے بغور اس کے چہرے کو دیکھا تھا۔۔۔ تم یہاں آ کر خوش نہیں ہو گیا۔۔۔ یا لے نے پوچھا۔۔۔ سنا تیہ نے ایک دم چونک کرا سے دیکھا۔۔۔ نہیں یار میں بھلا کیوں خوش نہیں ہوں گی۔۔۔ سنا تیہ نے الطسوال کیا۔۔۔ کیونکہ یہاں تمہارا وہ کھڑوس جو نظر نہیں آئے گا اس لیے مجھے لگا تم خوش نہیں ہو گی۔۔۔ یا لے مسکراہٹ دیا کر بولی۔ استغفار اللہ... بد تمیز... سونے دو مجھے ابھی۔۔۔ پھر شام کو بہت ساری باتیں کریں گے.. سنا تیہ اسے آنکھیں دکھا کر بولی تو وہ ہنسنے ہوئے سر ہلا گئی۔۔۔ سنا تیہ بیڈ پر لیٹی آب ان کے بارے میں سوچنے لگی۔۔۔ آج وہ بہت بد لے ہوئے لگ رہے تھے ان کی انکھیں، ان کی

باتیں، ان کا لہجہ سب بدلا ہوا تھا۔ وہ شاید میری طرف دیکھ بھی رہے تھے۔ پاس پیٹھی پالے کا ہاتھ تھام کروہ مدم آواز میں بولی آج وہ بہت بد لے ہوئے لگ رہے تھے ان کی انکھیں، ان کی باتیں، ان کا لہجہ سب بدلا ہوا تھا۔ وہ شاید میری طرف دیکھ بھی رہے تھے۔ پاس پیٹھی پالے کا ہاتھ تھام کروہ مدم آواز میں بولی پالے نے اس کے چہرے کو دیکھتے ہوئے ایک گھر اسنس لیا اور پھر مسکرائی۔ ہو سکتا ہے وہ تم میں انٹرست لینے لگے ہوں اور تمہارے یہاں آنے پر اداس ہوں اس لیے اتنے بد لے ہوئے ہوں۔ پالے سے

کی اس بات پر سنائیہ نے اسے دیکھا۔ پتہ نہیں کبھی کبھی مجھے بھی ایسا ہی لگتا ہے پر پتہ ہے کیا۔۔۔ جب ہمارے دل میں کسی کے لیے احساسات آئیں نا تو ہمیں سب سے پہلے یہی خوش نہیں لاحق ہوتی ہے کہ اگلے شخص کے دل میں

بھی ہمارے لیے فیلنگز ہوں گی۔۔۔ حالانکہ ایسا کچھ نہیں ہوتا۔ ان کا لمحہ، ان

کی باتیں اور ان کا ہماری طرف دیکھنا سب عام ہوتا ہے۔

پر ہماری خوش فہمیاں ہماری آنکھوں اور ہمارے سنتے کی حس کو اتنا کمزور کر دیتی ہیں کہ ہمیں ان کی آنکھوں میں وہ کشش اور لہجوں میں وہ چاشنی محسوس ہوتی ہے جو ہمارے اپنے دلوں میں ان کے لیے ہوتی ہے۔ پر ضروری تو نہیں نہ کہ جواہسات ہمارے دل میں اس شخص کے لیے ہوں اس کے دل میں بھی ہمارے لیے وہیں جذبات ہوں یہ جذبات ہمدردی بھی تو ہو سکتے ہیں۔

سنائیہ مد ہم مسکراہٹ کے ساتھ کہتی انکھیں موند گئی اور پالے... وہ خاموش ہو گئی تھی۔ اس کے پاس الفاظ نہیں تھے وہ اسے کیا کہتی۔۔۔ سچ ہی تو کہہ رہی تھی وہ اس لیے خاموشی سے اٹھتی باہر چلی گئی اور پچھے لیتی صنائیہ نے اپنی نم آنکھوں کو کھول کر ایک گہر اسانس ہوا کے سپرد کیا اور چھت کو دیکھنے لگی۔ نیند کہاں آتی تھی اسے وہ اس وقت سونے کی عادی ہی نہ تھی۔ افغانستان کے ساتھ اس کے کمرے میں بیٹھا

یہ جی کھلئے میں مصروف تھا۔ جبکہ ستان اپنے سو شل میڈیا کاؤنٹس چیک کر رہا تھا۔۔۔

دودن تک وہ کراچی جا رہا تھا ماذلنگ کے لیے۔ جس کی اجازت وہ مرزا صاحب سے پہلے ہی لے چکا تھا۔۔۔ شام کے پانچ بجے کا وقت تھا وہ پانے اور ممانتی کے ساتھ باہر لان میں بیٹھی ادھر ادھر کی باتیں کر رہی تھیں تبھی اس کا موبائل بجا تھا جہاں آپ کا لنگ نظر آرہا تھا السلام علیکم آبی سنائیہ نے کال رسیو کرتے ہوئے کیا و علیکم السلام سنایا کیسی ہوا آگے سے جواب آیا۔ میں ٹھیک الحمد للہ آپ سنائیں کیسی ہیں۔ جیسے کیسے ہیں اور گڑیا کیسی ہے؟ سنائیہ نے پوچھا تو مثال سنائیہ کی بڑی بہن نے کچھ کہا تھا۔۔۔ جس پر اس نے اپنے سامنے بیٹھی عفت بیگم کو دیکھا۔۔۔ جی میں خالہ جان کے پاس بیٹھی ہوں۔ اچھا۔ یہ لیں کریں بات سنائیہ نے کہتے ہوئے موبائل عفت بیگم کو

پکڑا۔ السلام علیکم بینا کیسی ہو گھروالے کیسے ہیں۔ میں ٹھیک اپ سنا تھیں خالہ جان مثال نے جواب دیا۔ الحمد للہ کیا بات ہے پیٹا خیریت عفت بیگم نے پوچھا جی خالہ ضروری بات کرنی تھی آپ سے مثال نے کہا ہاں بولو پچ عفت بیگم ایک نظر سنا تھی کو دیکھتے ہوئے بولیں۔

سنا تھی پالے تم لوگ بیٹھو میں آتی ہوں عفت بیگم ان کمٹی اندر چلی گئی خالہ وہ حارت نے نامیرا دیور... مثال کہتے ہوئے چپ ہو گئی۔ ہاں تو پیٹا خیریت ہے

ناعفت بیگم پر بیشانی سے

بولی۔ خالہ اس نے سنا تھی کے لیے پسندیدگی کا اظہار کیا ہے اور امی (مثال) کی ساس نے کہا ہے کہ میں پایا اور سفیان بھائی سے بات کروں ان کے رشتے کے لیے مجھے اب سمجھ نہیں آرہی کیا کروں۔ اس لیے مسوچا آپ سے مشورہ کروں۔ مثال کے کہنے پر عفت بیگم سوچ میں پڑ گئی۔۔۔

حارت مثال کا دیور تھا ویسے تو وہ پڑھا لکھا اور سلیخا ہوا لڑکا تھا ادب احترام کرنے والا ماشاء اللہ جا ب بھی اچھی تھی اس کی لیکن پھر بھی عفت بیگم ابھی

یہ نہیں چاہتی تھیں۔ بیٹا میں سفیان اور عامر بھائی سے بات کروں گی لیکن ابھی! انتی جلدی کیا ہے۔ سنائیہ کی ابھی عمر ہی کیا ہے۔۔۔ میری پالے سے بھی چھوٹی ہے۔ اس پر ابھی ایسی کوئی ذمہ داری نہیں ڈالوں ابھی عفت بیگم نے جیسے بات کو ٹالنا چاہ

لیکن خالہ کا شف منال) کا شوہر) اور امی کہہ رہے تھے کہ اگر سب مان جاتے ہیں تو ابھی بس منگنی کر لیں گے۔ شادی دو تین سال بعد کر لیں گے۔۔۔ مثال نے بتایا۔۔۔ تو عفت بیگم کے ما تھے پر بل پڑے۔۔۔ مثال کے سسرال والے تو جیسے پوری تیاری کیے بیٹھے تھے۔ مثال بچے میں نے کہا میں خود بات کروں گی عامر بھائی کوئی عمر نہیں نکلی جا رہی سنائیہ کی۔ اور ویسے بھی میں ہوں نا سنائیہ میری ہی بیٹی ہے  
سمجھتی

بس... اب تم خود سمجھ جاؤ۔ عفت بیگم نے ڈھکے الفاظ میں اسے کچھ باور کروایا۔ وہ مسکراتے ہوئے سر ہلا گئی۔۔۔ جی خالہ جان ٹھیک ہے۔۔۔ اب آپ جلدی بات کر لیجیے گا بابا سے تاکہ کاشف اور امی کو بھی بناسکوں۔ او کے اللہ حافظ... بعد میں بات کروں گی انشاء اللہ مثال ادب سے کہتی کال کٹ کر گئی۔

میں

حارت اچھا لڑکا تھا۔ وہ اسکا دیور تھا وہ اسے اچھی طرح جانتی تھی۔ اسے حارت کے لیے افسوس بھی ہو رہا تھا وہ دو سال سے مثال کے پچھے پڑا ہوا تھا سنائیہ کے رشتے کے لیے پر چونکہ عفت بیگم کچھ اور سوچ کر بیٹھی تھیں تو اس کے لیے عفت بیگم کی خوابش زیادہ اہم تھیں۔ اس لیے وہ سوائے خاموش ہونے کے کچھ نہیں کر سکتی تھیں۔۔۔

کیا بات تھی خالہ جان سب ٹھیک ہے نا۔۔۔ آپ کیا کہہ رہی تھیں۔۔۔ سنائیہ عفت بیگم کے ہاتھ سے موبائل لیتے ہوئے بولی۔۔۔ کچھ نہیں بیٹا۔۔۔ بس ایسے

ہی بات کرنی تھی اس نے۔۔۔ عفت بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا اور سنائیہ کو دیکھا۔۔۔ اور ان کے چہرے کی مسکراہت کو دیکھ کر سنائیہ کو پتا چل گیا کہ پریشانی والی کوئی بات نہیں۔۔۔ اس لیے وہ بھی مسکرا پڑی رات کو مرزا صاحب گھر آئے تھے وہ جانتے تھے کہ سنائیہ آئی ہوئی ہے اس لیے اس کے لیے چاکلیٹس لائے تھے۔ وہ خوشی سے گھر میں داخل ہوئے تو سامنے ہی لاونچ میں افغان پالے اور عفت بیگم بیٹھی تھیں۔ سنائیہ ان کے ساتھ نہیں تھی۔ اسلام علیکم خانو کیسے ہیں آپ انہیں دیکھتا افنان جلدی سے کھڑا ہوتا ان کے گلے لگتے ہوئے بولا۔۔۔ و علیکم السلام میں ٹھیک بیٹا جی۔۔۔ وہ شفقت سے بولے پر نظریں ادھر ادھر سنائیہ کی تلاش میں تھی۔ جسے دیکھتے وہ تینوں مسکراہت دیا کا سنجیدگی اختیار کر گئے۔

میری بیٹی کہاں ہے۔ انہوں نے عشت بیگم سے پوچھا۔۔۔ اشارہ سنائیہ کی طرف تھا۔۔۔ جسے وہ اپنی دوسری بیٹی کہتے تھے۔ سنائیہ ان کو بہت عزیز تھی کیونکہ وہ ان کے بڑے بھائی عامر صاحب کی سب سے چھوٹی اور مرزا

صاحب کی لاڈلی بھتیجی تھی۔ مرزا صاحب ان کے چاچوں بھی تھے اور عفت پیغم کے رشتے کے حساب سے خالو بھی۔۔۔ لیکن سب انہیں خالو ہی کہتے تھے۔

وہ تو سور ہی ہے خالو آپ لیٹ آئیں ہیں اس لیے ناراض تھی آپ سے افنان سنجیدگی سے بولا۔ سنائیہ جود روازے کے پچھے ہی پچھی ہوئی تھی خاموشی سے قدم اٹھاتی مرزا صاحب کے پچھے جا کھڑی ہوئی۔۔۔ کیا۔۔۔ نہیں میری بیٹی مجھ سے ناراض نہیں ہوتی کبھی بھاؤ۔۔۔۔۔ وہا بھی بول ہی رہے تھے کہ سنائیہ نے پچھے سے اگر ایک دم انہیں ڈرایا۔ پر اس کامنہ لٹک گیا تھا کیونکہ مرزا صاحب تو بالکل ہی نہیں ڈرے تھے۔۔۔ کیا خالو۔۔۔ آپ تو ڈرے ہی نہیں۔۔۔ کبھی تو ڈر جایا کریروہ مصنوعی خفگی سے بولی۔۔۔ تو مرزا صاحب نے قہقہہ لگایا۔

سیڑھیوں سے اترتے سنان نے اسکی یہ ساری کاروانی دیکھی تھی۔ مجھے ایسے ہی لگ رہا تھا کہ یہ بدل گئی ہے۔۔۔ حرکتیں تواب پہلے کی طرح ہی ہیں۔ آج

پہلا دن تھا اس لیے چپ چاپ بیٹھی تھی۔ اب اپنے اصلی رنگ دکھائے گی۔

اس کا اشارہ اسکی شرارتی کی طرف تھا۔ اس نے سوچتے ہوئے سر جھٹکا۔۔۔

اور یہ پہ آیا۔۔۔ جہاں مرزا صاحب سنائیہ کے سر پر شفقت سے ہاتھ رکھے اسے دعا دے رہے تھے۔ جیتے رہونے پر۔۔۔ سنائیہ مسکرائی تھی۔ تھوڑی دیر

ان سب نے وہی بیٹھ کر با تین کی پھرستان افغان کو لیتا باہر چلا گیا تھا۔۔۔

پچھے موجود افراد باتوں میں ایسے گم ہوئے کہ ہونج گئے۔ جب عفت بیگم

مرزا صاحب کے لیے چائے جب کہ ستائیہ اور پالے کے لیے دودھ لائیں تھیں۔۔۔

یہ لوستائیہ جلدی سے سارا پیو عفت بیگم اسے اور پالے کو دودھ کا گلاس پکڑ آئے ہوئے بولیں پالے نے تو اپنا گلاس آرام سے تھام لیا تھا لیکن سنائیہ نے آنکھیں پھاڑ کر گلاس اور عفت بیگم کو دیکھا۔ خالہ جانی پلیز زرززار آپ کو پتا ہے نا میں دودھ نہیں بیتی۔۔۔ مجھے نہیں پسند بالکل بھی۔ میں نے بھی چائے پینی ہے۔۔۔ سنائیہ منہ بگاڑ منت بھرے لہجہ میں یہ بولی

خالہ جانی... پلیز زرزز... یار آپ کو پتا ہے نامیں دودھ نہیں پیتی۔۔۔ مجھے  
 نہیں پسند بالکل بھی۔۔۔ میں نے بھی چائے پینی ہے۔۔۔ ستائیہ منہ بگاڑ  
 منت بھرے اچھے میں بولی۔۔۔ مرزا صاحب چائے کے سب لیتے ان کو بڑے  
 مزے سے دیکھ رہے تھے۔۔۔ پالے دودھ پیتی سنائیہ کے چہرے کے  
 ربا یکشن انجوئے کر رہی تھی۔۔۔ نہیں کوئی چائے نہیں ہے۔ آج دودھ پیو  
 کل صبح چائے ملے گی وہ بھی بس ایک ٹائم ناشستے کے وقت۔ آج سے رات  
 کو ہمیشہ تم دودھ پی کر سویا کرو گی۔ صحبت دیکھو اپنی عفت بیگم اس کو ڈیمٹ  
 ہوئے بولیں۔۔۔ ہیں۔ اللہ اللہ کریں خالہ میں چائے کے بغیر نہیں رہ  
 سکتی۔۔۔ میرا ہی پی لو ہو جاتا ہے اور سر میں بھی درد ہوتا ہے۔ پلیز میں نے  
 نہیں پیٹا دودھ وہ منہ بگاڑ کر بولی  
 چائے ناپینے سے، پی لو... واہ مرزا صاحب اس کے بہانے پر ہنستے ہوئے  
 ہوئے۔۔۔ خالو آپ تو میری سائیڈ لیں نا۔۔۔ سنائیہ نے ان کو ہنستے دیکھ کر  
 خفگی سے کہا۔۔۔

اچھا بیٹا جی ابھی دودھ پی لو دیکھو خالہ جانی کتنے پیار سے لائی ہیں آپ کی۔۔۔

چاۓ بھی ہی لینا پر آج نہیں کل اوکے۔۔۔ مرزا صاحب کے پیار کہنے پر وہ ایک خفگی بھری نظر خالہ پر ڈالتی دودھ کا گلاس تھام گئی۔ لیکن اسے پیتے ہوئے اس نے چہرے کے اتنے ایکشنز بنائے تھے کہ پالے ہنس ہنس کے لوٹ پوٹ ہو گئی۔۔۔ مرزا صاحب اور عفت بیگم کا حال بھی پالے سے زیادہ مختلف نا تھا۔۔۔ چلو بیٹا اب آپ لوگ جا کر سو جاؤ دس نج گئے ہیں۔۔۔ ستان اور افغان آجائیں گے بعد میں۔۔۔ عفت بیگم کے کہنے پر وہ دونوں کمرے میں چلی گئی۔۔۔ پچھے سے مرزا صاحب اور عفت بیگم بھی تھوڑی دیر بعد اپنے کمرے کی جانب بڑھ گئے۔۔۔ کمرے میں آکر ان دونوں نے نمازادا کی اور سونے کے لیے لیٹ گئیں۔۔۔

سنائیہ پالے کے برابر میں بیڈ کے دائیں جانب لیٹی ہوتی تھی۔ ان دونوں کا رخ ایک دوسرے کی طرف تھا۔۔۔

کمرے میں مدھم روشنی والا بلب جل رہا تھا۔ پالے سنائیہ کے چہرے پر کچھ کھونج رہی تھی۔۔۔ جبکہ وہ بظاہر تو وہ اسکی طرف چہرہ کیے ہوئے تھی پر کھوئی کہیں اپنے ہی خیالوں میں تھی۔۔۔ کر رہی ہوا نہیں؟ پالے کی آواز

اسے خیالوں

کیا میں

سے باہر لائی۔

سے باہر لائی۔



پایا اور بھائیوں کو یاد کر رہی ہوں پر انہیں یاد نہیں کر رہی بس میں یہ سوچ رہی تھی وہ کیا کر رہیں ہونگے۔۔۔ جب سے میں یہاں آئی ہوں کیا انہیں غلطی سے ہی صحیح ایک بار بھی میرا خیال آیا ہو گا۔۔۔ وہ جانتی تھی پالے کس کا پوچھ رہی ہے اس لیے صاف گوئی سے بولی کیا اتنی محبت کرتی ہوں ان سے...؟ پالے نے ہنوز اس کے چہرے پر نظریں جمائے مدھم آواز میں پوچھا۔ محبت نہیں ہے پالے۔۔۔ بس وہ اپنے لگتے ہیں۔

میں کہ کہتی ہوں مجھے ان سے محبت ہے پر میں جانتی ہوں یہ محبت نہیں۔

ایک لڑکی اپنی زندگی اور اپنے ہمسفر کے لیے بہت خواب دیکھتی ہے۔ اور پتا

ہے میں

جب جب ان کو دیکھتی ہوں۔ وہ مجھے ہر لحاظ پر فیکٹ لگتے ہیں۔ وہ کسی بھی لڑکی کا آئینڈیل ہو سکتے ہیں۔۔۔ اس لیے وہ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔۔۔ میں کہتی ہوں کہ مجھے ان سے محبت ہے۔ پر کبھی کبھی میں خود نہیں سمجھ پاتی کہ کیا سچ میں یہ محبت ہے۔۔۔؟ میں؟ نہیں جانتی یہ محبت ہے یا نہیں پر مجھے اتنا پتا

ہے جب وہ میرے محرم بنیں گے ناتب مجھے ان سے سچی والی بے پناہ محبت ہو گی اور میں چاہتی ہوں وہ میرے محرم بن جائیں۔ سنا تیہ کے کہنے پر پالے مسکرانی اللہ پاک وہ کر دیں جو تمہارے اور ان کے حق میں بہتر ہے۔۔۔ امیں پالے نے دل میں دعا کی تھی۔۔۔ اور آنکھیں موondگئی۔

سنا تیہ کرو ٹیں بدل کر تھک گئی پر نیند نے تو جیسے قسم کھار کھی تھی نا آنے کی ایک نئی جگہ اوپر سے چائے ناپینے سے سرد رو بھلا وہ کیسے ہو سکتی

تھی۔ اس نے سائیڈ ٹیبل پر پڑی چھوٹی گول گھٹری پر ٹائم دیکھا جہاں گیارہ نج کردس منٹ ہو رہے تھے... وہ اپنی جگہ پر اٹھ بیٹھی۔ اس نے پالے کو آواز دی... یا لے... پروہ شاید گھری نیند میں تھی۔۔۔ یا لے اٹھو وو۔۔۔ سنا سیہ نے کہتے ہوئے اس کا کندھا ہلا کیا۔ پالے نے زبردستی اپنی انکھوں کو کھول کر سامنے بیٹھی سنا سیہ کو دیکھا۔۔۔ کیا ہوا یار رررر... پالے خمار بھری آواز میں بولی مجھے چائے پینی ہے آجائو چائے بنانے چلتے ہیں۔۔۔ پلیز... مجھے نیند نہیں آرہی اور سر میں بہت درد ہو رہا ہے... وہ منت بھرے لہجہ میں بولی... تو ناچار پالے کو اپنی پیاری نیند کو اس کے لیے قربان کرنا پڑا۔۔۔ چلو آجائو۔ سنا سیہ جلدی سے بیڈ سے اترتی اس کو ایسے ہی اپنے ساتھ گھسیٹ کر کچن میں لے آتی۔ پالے نے آنکھوں کو مسلا اور فرتیج سے دودھ نکال کر سنا سیہ کو پکڑا۔ سامنے پڑی پتیلی کو سنا سیہ نے اٹھا کر چو لہے پر رکھا اور چائے کا پانی ڈالا۔۔۔ کر چو لہے پر رکھا اور چائے کا پانی ڈالا

یار سنائیہ تم چائے بناؤ میں منہ دھو کر آئی۔۔۔ نہیں تو آنکھیں بند ہو جائیں گی۔۔۔ پالے آنکھوں کو

میری

زبردستی کھولتے ہوئے بولی۔

سے

ہاں ٹھیک ہے۔۔۔ سنائیہ کے کہنے پر وہ فوراً کچن نکل گئی۔۔۔ سنان جو کچن میں پانی لینے کی غرض سے آیا تھا کچن میں لائست کو جلتے دیکھ کر حیران ہوا۔ وہ اور افناں تقریباً پندرہ بیس منٹ پہلے ہی واپس آئے تھے۔۔۔ افناں تو آتے ہی سو گیا تھا پر سنان جاگ رہا تھا۔۔۔ اس کی نظر پانی کے خالی جگہ پر پڑی تو وہ پانی لینے آیا تھا تاکہ رات کو اگر افغان کو پیاس لگے تو کچن میں اسے مسئلہ ناہو۔۔۔ وہ جیسے ہی کچن کے دروازے پر پہنچا سامنے ہی نظریں سنائیہ کی پشت پر پڑیں۔۔۔ جو

چائے بنانے میں گم تھی... گلے میں ڈالا ہوا دوپٹہ دونوں کندھوں پر پھیلا ہوا تھا۔ بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنا یا ہوا تھا۔۔۔ جہاں سے بہت سے بال بابر بکھرے

ہوئے تھے۔۔۔ تھوڑی دیر کے لیے تو وہ اسے ایسے کی دیکھتا رہا جو شاید چائے میں چینی ڈال رہی تھی۔ ماشاء اللہ... یہ مسخریلی تو بہت خوبصورت ہو گئی  
ہے۔۔۔ اس نے دل میں سوچا۔۔۔ ایک منٹ میں کیوں اس چڑیل تخریلی کی تعریف کر رہا ہوں؟ اس نے فوراً اپنے دل کو ڈیٹا۔۔۔ اور اسے مخاطب کرنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ کچھ سوچ کر چپ ہو گیا۔۔۔

کر چو لہے پر رکھا اور چائے کا پانی ڈالا... یار سنا تھیہ تم چائے بناؤ میں منہ دھو کر آئی۔۔۔ نہیں تو میری آنکھیں بند ہو جائیں گی۔۔۔ پالے آنکھوں کو زبردستی کھولتے ہوئے بولی۔

ہاں ٹھیک ہے۔۔۔ سنا نئیہ کے کہنے پر وہ فوراً کچن سے نکل گئی۔۔۔ سنان جو کچن میں پانی لینے کی غرض سے آیا تھا کچن میں لائٹ کو جلتے دیکھ کر حیران ہوا۔۔۔ وہ اور افناں تقریباً پندرہ بیس منٹ پہلے ہی واپس آئے تھے۔۔۔ افناں تو آتے ہی سو گیا تھا پر سنان جاگ رہا تھا۔۔۔ اس کی نظر پانی کے خالی جگ پر پڑی تو وہ پانی لینے کچن میں آیا تھا تاکہ رات کو اگر افناں کو پیاس لگے تو

اسے مسئلہ ناہو۔۔۔ وہ جیسے ہی کچن کے دروازے پر پہنچا سامنے ہی نظریں سنا نئیہ کی پشت پر پڑیں۔۔۔ جو چائے بنانے میں گم تھی۔۔۔ گلے میں ڈالا ہوا دوپٹہ دونوں کندھوں پر پھیلا ہوا تھا۔۔۔ بالوں کا ڈھیلا سا جوڑا بنا یا ہوا تھا۔۔۔ جہاں سے بہت سے بال با بر بکھرے ہوئے تھے۔۔۔ تھوڑی دیر کے لیے تو وہ اسے ایسے کی دیکھتا رہا جو شاید چائے میں چینی ڈال رہی تھی۔ ماشاء اللہ۔۔۔ یہ مسخریلی تو بہت خوبصورت ہو گئی

ہے۔۔۔ اس نے دل میں سوچا۔۔۔ ایک منٹ میں کیوں اس چڑیل نخربی  
کی تعریف کر رہا ہو؟ اس نے فوراً اپنے دل کو ڈیٹا۔۔۔ اور اسے مخاطب  
کرنے کے لیے لب کھولے  
ہی تھے کہ کچھ سوچ کر چپ ہو گیا۔۔۔  
اسیر محبت از قلم اینجل

مینہ ری بو سید پ سے میں پیس میں ربی سی  
ماشاء اللہ... یہ مس نخربی تو بہت خوبصورت ہو گئی ہے۔۔۔ اس نے دل  
میں سوچا۔۔۔ ایک منٹ میں کیوں اس چڑیل نخربی کی تعریف کر رہا ہو؟  
اس نے فوراً اپنے دل کو ڈیٹا۔۔۔ اور اسے مخاطب کرنے کے لیے لب کھولے  
ہی تھے کہ کچھ سوچ کر چپ ہو گیا۔۔۔ چہرے پر ایک دم شراری مسکرا بت  
نمودار ہوئی۔۔۔ اور چمکیلی بھوری آنکھیں اور زیادہ چمکی تھیں۔۔۔ اسے  
سنائیہ کوشام والی حرکت یاد آئی... اس لیے خاموشی سے قدم اٹھانا اس کے  
پیچے جا کھڑا ہوا اور آہستہ آواز میں بولا... بھاؤ.....

آبیہ... سنائیہ اپنے پچھے کسی کی آواز سنتی ایک دم خوف سے چخ مارتی .....  
پلٹی تھی اسی بڑی میں اس کے ہاتھ کی پشت چو لہے پر پڑی گرم پتیلی سے جا  
نکرانی

آنکھیں بند کرتی وہ ایک دم سکی تھی... اور پھر فوراً آنکھیں کھول کر سامنے  
دیکھا جہاں سنان ایک دم سنجیدہ ہوتا اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔  
سنائیہ کی آنکھوں میں جہاں ڈرنے سے نمی آئی تھی وہی اب ہاتھ کی پشت پر  
ہوتی جلن سے اور زیادہ بڑھنے لگی تھی۔۔۔ تھوڑی بلکا ساکپکپائی تھی۔ سنان  
اسکی آنکھوں میں خوف اور تکلیف سے بڑھتی نمی کو دیکھتا پریشان سا ہو گیا

ایم.. ایم سو سوری سنائیہ میرا مقصد تمہیں برداشت کرنا بالکل نہیں تھا۔ میں بس  
آنگ کر رہا تھا۔۔۔ وہ دو قدم  
... سنائیہ کے قریب ہوتا اس کا ہاتھ تھام کر دیکھتے ہوئے بولا

اس کے ہاتھ پکڑنے پر سنائیہ تو ایک دم بوكھلا گئی تھی۔ اس نے فوراً چہرائھا  
کر اپنے سامنے کھڑے سنان کو دیکھا جس کا سارا دھیان سنائیہ کے ہاتھ کی  
پشت پر تھا۔

ایم سو سوری یار... سنان سنائیہ کی ہلکی ہلکی سرخ ہوتی ہاتھ کی پشت کو دیکھتا  
ہوا بولا۔ اور سامنے کھڑی سنائیہ کو دیکھا جو ہو کھلانے ہوئے چہرے کے  
ساتھ اسے دیکھ رہی تھی۔ نظریں سنائیہ کی بکابکا، پھیلی ہوئی تھیں آنکھوں  
ٹکرائیں۔ وہ سب بھولائے اسکی نم آنکھوں میں بے ساختہ کہیں کھو گیا تھا۔  
سنائیہ نے اسکے ہاتھ سے اپنا ہاتھ کھینچنے کی کوشش  
سے

سی  
کی تو وہ ایک دم ہوش میں آیا... اس نے ایک نظر پھر  
سنائیہ کو دیکھا جو بالکل پاس ہی کھڑی تھی۔ پھر اپنی پوزیشن کا خیال آیا تو ایک  
دم اس کا ہاتھ چھوڑتا دو قدم پیچھے لیتا کھڑا ہو گیا۔

دو قدم پچھے لینا نصر ابو نیا

ام.... ایم سوری اگین.... میں بس تمہیں۔۔۔ وہ آنکھوں کو جھپکتا اپنی  
صفائی دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ پردے نہیں یار رہا تھا۔۔۔ نظریں بار بار  
بھنک کر جان بوجھ کر سنائیہ کی نم آنکھوں میں جھانکنے کی کوشش کر رہی  
تھیں جو سنان کو کتفیوز کر رہی تھی... ک کوئی بات نہیں سنان بھائی.... وہ  
جلدی سے کہتی دوپٹے کو سر پر جھائی۔ کیا ہوا سنائیہ...؟ سنان کی نظریں ہنوز  
سنائیہ پر جمی تھیں جب پچھے سے پالے کی آواز پر اس نے چونک کر پچھے

دیکھا

مجھے ایسے لگا جیسے تم چلائی تھی۔ وہ ایک نظرستان کو دیکھتی سنائیہ کے پاس  
آتے ہوئے بولی۔ ہاں وہ سنائیہ نے ایک نظرستان کو دیکھا... وہ میرا ہاتھ جل  
گیا غلطی سے تو اس لیے شاید میری چیخ نکل گئی... اسکی بات پر جہاں پالے  
پریشان ہوئی تھی وہی سنان نے حیرت سے اسے دیکھا.. کیا ہاتھ جل گیا  
۔۔۔؟ کیسے؟ پالے پریشانی سے بولی... بس ایسے ہی غلطی سے.. چھوڑ وزیادہ

نہیں ہے۔ سنائیہ زبردستی مسکرا کر بولی۔۔ انکھیں بنوز نہم تھی۔۔ سنان کو ایک بار پھر حیرت ہوئی وہ آخر اس کا نام کیوں نہیں لے رہی تھی۔۔ ہاتھ غلطی سے جلا پر غلطی کرنے والا تو وہی تھانا۔۔

ادھراو میں دوائی لگاؤں دیکھو سکن ریڈ ہو رہی! وہ اسے لے کر کرسی پر بٹھاتے ہوئے بولی۔۔ یا لے کے صاف پریشانی تھی۔۔ سنان نے بھی اس کے لمحے میں ہاتھ کی پشت کو دیکھا جو بہت زیادہ تونہ جلی تھی پر بہت کم بھی نہ تھی۔۔ لیکن سرخی اختیار ضرور کر چکی تھی ...

پر میری چائے... سنائیہ نے مل کر چائے کو دیکھتے ہوئے پریشانی سے کہا۔۔ جہاں چائے اہل رہی تھی۔۔ سنان نے ایک بار پھر حیرت سے آنکھیں بڑی کر کے اس کی طرف دیکھا۔۔ یہ لڑکی تو بار بار اسے حیرتوں میں غوطہ زن کر رہی تھی۔۔ اب بھی اسے ہاتھ کی جلن سے زیادہ چائے کی فکر تھی۔۔ پی لینا چائے بھی پہلے ادھر پیٹھو۔۔ یاں نے اسے زبردستی کرسی پر بٹھایا اور پھر پلٹ کر فرتبح کے نچلے حصے میں کچھ تلاش کرنے لگی... سنائیہ نے چہرہ موڑ کر

چو لہے پر رکھی پتیلی کو دیکھا۔ اور پھر ساتھ کھڑے سناں کو جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔ پر اس کی انکھوں میں حیرت تھی اور ما تھے پر بل تھے جس پر سناۓ نے غور نہیں کیا تھا۔

وہ آگے بڑھتا فریج سے پانی کی بوتل نکال کر باہر چلا گیا۔ پچھے پالے نے پہلے اس کے ہاتھ پر کوئی ٹیوب لگائی اور پھر خود ہی اس کو چائے ڈال کر دی۔ جسے وہ مزے سے پیتی وقفے وقفے سے ایک نظر ہاتھ کی پشت پر ڈال لیتی۔ اسے جلن ہو رہی تھی۔ جسے وہ برداشت کیے بیٹھی تھی۔ کیونکہ اس کا ہاتھ پہلے بھی کئی بار کچن میں جل چکا تھا اس لیے وہ اب عادی تھی ایسی تکلیف کو برداشت کرنے کی جب انسان کو ایک ہی تکلیف بار بار ملنے نہ پھر اس کے اندر خود بخود بی اس تکلیف کو برداشت کرنے کی ہمت آ جاتی ہے۔ پھر چاہے وہ تکلیف انسان دیں یا ہے جان چیزیں

چائے پینے کے بعد وہ سکون سے جا کے سوئی تھی۔۔۔۔۔ اگلی صحیح معمول  
کے حساب سے اس نے فنجر پڑھی اور پھر پالے کو نماز کے لیے جگا کر خود  
قرآن پاک کھول کر  
تلادت کرنے لگی تلاوت قرآن کے بعد وہ باہر لان میں  
کرتہ نہیں لگی۔ صحیح صحنان درخت اور ہری بھری گھاس کی بریانی اوپر ان پر  
گرے نئے تھے شببم کے  
قطرے ساتھ میں پرندوں کی چیزیں بہت ہی خوبصورت منظر پیش کر رہے  
تھے۔

وہ اس منظر کو محسوس کرنے میں محو تھی۔۔۔ جب  
یا لے بھی اس کے پاس آگئی۔۔۔

نا

...کتنا خوبصورت لگ رہا ہے دیکھ کر خوشی سے بولی

سب وہ پالے کی طرف

بکم... بہت خوبصورت ہے... پالے نے بھی اسکی تائید کی۔ پیروں کے نیچے دبی گھاس پر موجود شبتم کے قطروں کی نمی کو محسوس کرنے کے لیے اس نے اپنی چپل آثار کر سائیڈ پر رکھ دی۔ اور اسے دیکھتے دیکھتے پالے نے بھی اپنی چپل آثار دی اپنے پیروں کے نیچے ٹھنڈک کو محسوس کرتے ہوئے سنائیہ نے انکھیں بند کر کے ایک دم جھر جھری لی ہونٹوں پر بکھری مدیم مسکراہٹ کے ساتھ اور بند انکھوں کو بھینچ کر وہ جس طرح بلکا ساکا پی تھی یہ منظر کسی کی انکھوں کو بہت بھایا تھا۔ یہ منظر اسے اتنا زیادہ بھایا تھا کہ اس شخص نے سنائیہ کے چہرے کی مسکراہٹ اس کی بھینچی ہوئی انکھوں اور جھر جھری لینے کو اپنی انکھوں کے راستے سے گزار کر اپنے دل کی پنجھرے میں قید کر لیا تھا۔۔۔۔۔

ماشاء اللہ اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا وہ سامنے کے منظر کو دیکھتا ہوا مبہوت سا بڑ بڑا یا۔۔۔ جہاں سنائیہ ننگے پیر نرم و ملام گھاس پر چلتی ہوئی مسکرا کر یا لے سے با تین کر رہی تھی۔ استغفر اللہ۔۔۔ میں کیوں ایسے چھچھوروں کی طرح

اسے تاڑ رہا ہوں۔۔؟ سنان مرزا انسان کے پچھے بنو شیطان کے نہیں۔۔ وہ خود کو ڈپٹتا ہوا جلدی سے بالکنی سے بٹ گیا۔۔ وہ ہمیشہ صحیح چھبے کے قریب ہی اٹھتا تھا اور جا گنگ کے لیے جایا کرتا تھا۔۔ اگر اس کی آنکھ وقت سے پہلے کھل جاتی تو وہ کبھی کبھی نماز بھی پڑھ لیا کرتا تھا۔ لیکن چونکہ آج وہ ویسے ہی لیٹ اٹھا تھا اس لیے نماز پڑھنے یا اس کے قضاء ہو جانے کا خیال تک اس کے اس پاس نہ آیا۔۔۔ وہ ہمیشہ اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا ہو کر باہر کے منظر کو دیکھتے ہوئے انگرٹائی لیتا تھا اس لیے آج بھی وہ بالکنی میں کھڑا گھر کے لان کو دیکھتا ہوا انگرٹائی ہی لے رہا تھا۔۔ لیکن وہاں سنا تئی کو دیکھ کر اس کی انگرٹائی لیتے بازوں ہوا میں ہی کہیں رک گئے۔۔ تھی اور سستی تو کہیں دور جا بھاگی تھی۔۔۔

اس کا کمرہ اس طرز سے بناتھا کہ اس کی بالکنی باہر لان کی طرف آتی تھی اس لیے وہ ہمیشہ صحیح اٹھ کر سبب سے پیلے لان کو ہی دیکھتا تھا۔۔ تھوڑی دیر بعد وہ واش رو م سے جا گنگ سوٹ میں ملبوس باہر نکلا جو کہ ایک بلیک ٹراؤزر اور

براون ٹی شرت تھی۔ اس کی نظر سوئے ہوئے افناں پر پڑی۔ ایسا کرتا ہوں  
اس کو بھی ساتھ لے جاتا ہوں جا گنگ

پر

سنان سوچتے ہوئے اس کے سر پر جا کھڑا ہوا۔ اوئے افناں اجا یار جا گنگ پر  
چلتے ہیں۔ یہ اس نے کوئی تیسری بار افغان کو کہا تھا لیکن وہ ٹس سے مس نہ  
ہوا۔ اسے او گینڈے تجھے کہہ رہا ہوں میں کون سی چرس پی کر سویا ہے جس  
کا نشہ اتر نے کا نام ہی نہیں لے رہا۔ سنان نے دانت پیس کر کہتے ہوئے اس  
کے چہرے پر سے مکمل بتایا۔ یار کیوں تنگ کر رہا ہے میں نے جاتا جا گنگ  
پر۔ تو نے جانا ہے تو جانا۔ مجھے کیوں تنگ کر رہا ہے۔ سونے دے مجھے  
افناں بند آنکھوں سے خمار بھری آواز میں واپس مکمل اور حصہ لگا جسے سنائے

در میان میں ہی

روک لیا

کہتا

میں تو تجھے ساتھ لے کر ہی جاؤں گا اس لیے جلدی اٹھ جانہ ہیں تو میں نے پانی

پھینک دینا ہے تیرے اوپر... سنان وار ننگ دیتے ہوئے بولا۔ جسے افغان

سرے

سے اگنور کرتا ویسے ہی آنکھیں بند کرتا سو گیا۔۔۔ اچھا بیٹا یہ بات ہے۔ تو تو

نہیں جا جائے گا۔۔۔ سنان سر بلا کر بولتے ہوئے بیڈ کی دوسری سائیڈ ٹیبل پر

پڑے پانی کے جگ کو اٹھایا اور واپس افغان کے سر پر پہنچا جواب بغیر کمبل منہ

پر اوڑھے سویا ہوا تھا۔۔۔ بیڈ پر اس کامنہ تھا اور اوپر تلوار کی طرح لٹکتا ہوا پانی

سے بھرا جگ...۔۔۔ سنان نے جگ کو تھوڑا تیرٹھا کیا لیکن پانی کے گرنے سے

پہلے ہی واپس سیدھا کر لیا۔ بھلا میں اپنے پیارے بیڈ کو کیوں گیلا کروں.. اور

ویسے بھی یہ سین بڑا پر انہوں نے کیا ہے۔ کچھ نیا کرتے ہیں۔۔۔ وہ اپنی بیسرڈ کھجاتے

ہوئے خود سے بولا اور جگ سائیڈ ٹیبل پر واپس رکھ دیا۔۔۔ افغان کو گدھے

۔۔۔ گھوڑے پچ کر سونے دیکھا اس کے چہرے پر شیطانی مسکرات نمودار ہوئی

ا تھا

تھوڑا

اس نے اپنی سائیڈ پر نظر آتے افغان کے بازو کو دونوں ہاتھوں سے پکڑا جس پر افغان نیند میں ہی کسما یا اور بازو چھڑانے کی کوشش بھی کی لیکن سنان نے اسے مضبوطی تھام لیا۔

چل پیٹا ب تو اٹھنا، ہی پڑے گا تجھے سنان نے دانت نکال کر کہتے ہوئے افغان کو اپنی طرف کھینچا۔ اس کا رادہ افغان کو بیڈ پر سے گرانے کا تھا پر براہوا کہ افغان ابھی آدھا بیڈ پر اور آدھا ہوا میں تھا۔۔۔ جب سنان کا اپنا پیر دوسرے ... پیر میں اٹکا اور وہ دھرم کمر کے بل فرش پر جا گرا

اب اس کے منہ سے زوردار چیخ نکلی اور افغان جو چیخ سنتا بڑا کر اٹھ رہا تھا بیڈ

پر لٹکا

ہونے کی وجہ سے ایک دم سنان کے اوپر جا گرا۔ آئیں... بائے اللہ بہ وہ سستان کی ٹانگوں پر آڑھا تر چھا اتنی زور سے گرا تھا کہ سنان کے منہ سے پھر چیک نکل گئی... یا لے اور سنائیہ جو سنان کی پہلی

سے

چیخ سنتے ہی اندر کی طرف بھاگی تھی سنان کی دوسری دلخراش چیخ نے دونوں کو اور زیادہ ڈرایا۔۔۔ یا اللہ خیر عفت بیگم اور مرزا صاحب پریشانی کے عالم میں کہتے ہوئے سنان کے کمرے کی طرح بھاگے۔۔۔ یالے اور سنائیہ بھی ان دونوں کو ان کے کمرے کی طرف جاتے ہوئے دیکھاں کے پچھے گئی۔۔۔ اپنے کمینے اٹھ جا۔۔۔ بہائے اللہ...۔۔۔ سنان در سے بلبلاتا ہوا

چلا یا ...

یار کیسے اٹھوں افناں اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے ایک بار پھر اس کے اوپر جا گرا۔۔۔

پائے ماما۔۔۔!!!! جس پر درد سے بلبلاتاستان پھر چلا یا۔۔۔

گدھے آہستہ چلان مجھے کیوں بہرا کر رہا ہے... افناں غصے سے کہتا اپنی بیڈ پر دھری دونوں ٹانگوں کو باری باری نیچے زمین پر لا یا۔۔۔ باقی جس تو ویسے ہی

سنان کے اوپر گرا ہوا تھا۔ سنان بچ کیا ہوا۔ عفت بیگم دروازہ بجاتے ہوئے پریشانی سے بولی۔ افغانستان کیا ہوا ہے۔ کیوں چلار ہے ہو۔ سب ٹھیک ہے نا۔ دروازہ کھولو۔۔۔ مرزا صاحب فکر مندی سے بولے۔ ان کی آواز سن کر افنان جلدی سے سنان پر سے بٹا اور دروازے کی طرف جاہی رہا تھا کہ سنان نے اس کے پیروں کے آگے اپنی ٹانگ اٹکائی اور بیچارہ افنان اوندھے منہ فرش پر جا گرا۔ ایہہ ہائے اماں اب چلانے کی باری افنان کی تھی۔



افغان سنان کیا ہو گیا ہے بچ کچھ تو بولو۔۔۔ عفت بیگم بھرائی آواز میں بولی وہ پریشانی سے رو نے والی ہو گئی تھیں۔۔۔ جسے محسوس کرتے سنان قمر پکڑ کر اہر جاتے جاتے افنان کو ٹانگ مارنا نہیں بھولا۔ مر کمینے۔۔۔ انسانوں کی طرح اٹھ جاتا تو کیا ہو جاتا۔۔۔ سنان منہ کے زاوے بگاڑ کر بولا۔ اور زمین پر الٹا پڑا افنان ایک بار پھر آئئی کر کے رہ گیا۔۔۔ سنان نیڑھا میزھا چلتا ہو اور دروازے تک

پہنچا اور دروازہ کھولا۔۔ دروازہ کھلتے ہوئے باہر موجود چاروں افراد جلدی سے

کمرے میں داخل ہوئے

کیا ہوا بیٹھا کیوں چلارہے تھے تم دونوں عفت پیگم سنان کو پکڑتی اسے اچھی

طرح دیکھتے ہوئے پریشانی سے بولی

افنان بیناز میں پر کیوں پڑے ہو تم ایسے... مرزا صاحب کی پوچھنے پر وہ جلدی

سے بدک کر سیدھا کھڑا ہوا۔ وہ کچھ نہیں ہم بس کھلیتے کھلیتے بیڈ سے گر گئے

تھے... افنان زبردستی چہرے پر مسکراہٹ سجا کر بولا۔ سنان نے بھی اسکی

تائید میں سب کو دیکھتے

ہوئے زبردستی ہنسنے ہوئے اثبات میں سر ہلا کیا۔۔۔

جس پر مرزا صاحب نے ان دونوں کو گھوری سے نوازا... الوکے پڑھے ہو تم

دونوں گدھے نا ہوتو... ہمیں اتنا ترا بر آگے سے دانت دیکھو کیسے نکال رہے

ہیں۔ مرزا صاحب ان دونوں کو دیکھتے ہوئے غصے سے بولے۔ ان دونوں نے

فوراً پنے دانت اندر کیے۔ حد کرتے ہو بچوں میں اتنا پریشان ہو گئی تھی۔

عفت بیگم بھی ناراضگی سے بولی

سوری مماں جانی سنان عفت بیگم کے گلے لگنے ہوئے لاڈ سے بولا تو انہوں نے مسکراتے ہوئے اس کے کندھے پر بلکا ساتھ پڑ رسید کیا۔ یا لے اور سنائیہ

ان دونوں کو دیکھتی نہیں میں سر ہلا گئی... سنان کو لاڈ سے عفت بیگم کے گلے

لگے دیکھ سنائیہ کوماں کی کمی کا احساس شدت سے ہوا۔ کبھی وہ بھی ایسے ہی

شرار تین کر کے ان کے ساتھ لاڈ کرتی تھی۔ عفت بیگم کی نظر جب سنائیہ

کے مر جھائے چہرے پر پڑی تو وہ اسکی ادا سی بھانپ گئی تو سنان سے الگ ہوتی

اس کو اپنے گلے سے لگا گئی۔۔۔ میری پچی ڈر گئی تھی... انہوں نے محبت

سے پوچھا.. جس پر سنائیہ کی آنکھیں نم ہو گئی۔ اور اس نے اثبات میں سر

۔۔۔ ہلایا۔ سب کی نظریں اب ان دونوں پر تھیں

سوری سانی یار... افناں آگے بڑھنا پیار سے بولا تو وہ مسکراتی اور سنان ایک

بار پھر مبہوت سا اس کے

ہو نٹوں پر رقص امدیم مسکراہٹ دیکھی گیا۔۔۔

جلو آ جاؤ میرا بیٹا ہم چائے بیتے ہیں چل کر۔۔۔ ان نمونوں کو دفع کرو۔۔۔ یہ تو

ہیں ہی الو کے پڑھے۔۔۔ بچیوں

کو بھی ڈرایا پا گلوں نے... مرزا صاحب پیار سے سنائیہ کو کہتے ہوئے ایک

... سخت گھوری ان پر ڈالتے ہوئے باہر نکل گئے

ان کے غصے پر افنان اور سنان نے ایک دوسرے کو منہ بی حصہ میں گالیوں

سے نوازا... اب سونے کا کوئی فالدہ نہیں تھا۔ اس لیے افنان بھی فریش

ہونے چلا گیا۔ اور سنان کا صحیح عزت افزائی پر اب جاگنگ پر جانے کا

ارادہ کینسل ہو گیا۔ عفت بیگم کچن میں کھڑی ناشستہ تیار کر رہیں تھیں۔ پالے

اور سنائیہ ان کی ہیلپ کروار ہی تھی۔ تقریباً آٹھ بجے ہی سب نے مل کر

ناشتہ شروع کیا۔ سنان نے جو سوچتے ہوئے ایک نظر بالکل اپنے سامنے ہی

سنائیہ کو دیکھا جس کا سارا دھیان ناشستے پر تھا۔ پھر سنان کی نظر اس کے

دائیں ہاتھ کی پشت پر گئی جو کل جلا تھا۔ وہاں اب ہلکی ہلکی سرخی موجود تھی۔

اس کے جھکے سر کو دیکھ کر سستان کے دل نے ایک بہت میں کی تھی.. اس کا  
دل کیا کہ بس اسے دیکھی جائے پر ارد گرد کا لحاظ کرتا سر جھٹک گیا۔۔۔  
نخربی کے تو نخرے ہی ختم ہو گئے ہیں سارے

مس

تخریلی سے مس معصومہ بن گئی ہے یہ تو بنو زنانیہ کے جھکے سر کو دیکھتے  
... ہوئے سنان نے دل میں سوچا

پر سوچنے والی بات ہے یہ مجھے اتنی اچھی کیوں لگ رہی ہے اور میں کیوں اس کو بار بار اتنے غور سے دیکھتا ہوں۔۔۔ اس نے خود سے سوال کیا۔ لیکن اس کا

جواب اسے ابھی نہیں ملا تو سر جھٹکتا اٹھ کھڑا بو اج سارا دن اس نے افغان کے ساتھ ہی گزارتا تھا۔ کیونکہ رات تک افتان نے چلے جانا تھا۔ اس لیے ناشتے کہ ایک دیر ٹھنڈے بعد ہی وہ دونوں گھر سے نکل گئے تھے۔

پچھے سنائیہ اور پالے نے مل کر پہلے سارا کام کیا اور پھر اپنے کمرے میں جا کر ناول کھوں کر بیٹھ گئیں۔ اونے میں سوچ رہی تھی کتابی شکل میں ناول منگواتے ہیں زیادہ مزا آئے گا پڑھنے میں... پالے نے مشورہ دیا۔

ہاں ٹھیک ہے۔ تو ایسا کرتے ہیں۔ حالم یا امر بیل منگواتے ہیں۔ سدا سائیہ کے چہر ان اول کا سنتے ہی خوشی سے چمک اٹھا۔

ہم ٹھیک ہے... دونوں کرتے ہیں۔ ایک تم پڑھ لینا اور ایک میں پھر بعد میں اس سمجھنے کر لیں گے۔ اور بانی کو بھی دے دیں گے... پالے سر ہلاتے ہوئے بولی۔ لوچڑیل کو یاد کیا اور چڑیل کی کال آگئی... پالے کی

نظر سنائیہ کے بختے موبائل پر پڑی توہنستے ہوئے بولی اور کال رسیو کی... بس

پھر شام تک ان تینوں کی چولیاں ہی چلتی رہیں....

افنان شام کے چھ بجتے ہی واپس جا چکا تھا۔... سنان اسے بس سٹاپ چھوڑنے

جانے کے بعد ابھی تک واپس نہیں آیا تھا۔... شام کے کھانے کی تیاری

سنائیہ پالے اور عفت بیگم نے مل کر کی تھی۔ ڈائیننگ ٹیبل پر بیٹھے سنان کا

فرائیڈ فش کو دیکھ کر

منہ بناتھا۔۔۔ یار ممال اب اس میں سے کانٹے کیسے نکالوں...؟ وہ اپنے

سامنے پڑے فش کے پیس کو دیکھتا ہوا منہ بسو زکر بولا۔

سنائیہ جو اس کے سامنے ہی دوسری سائیڈ والی چسیر پر بیٹھی تھی ایک دم

چونک کرا سے دیکھنے لگی۔ جس کا سارا دھیان فش اور عفت بیگم پر تھا۔۔۔

اتنے بڑے ہو گئے ہیں... اور ابھی تک فش سے کانٹے نکالنے نہیں آئے...۔۔۔

سنائیہ نے سوچا۔ جب بھی وہ یہاں آتی تھی تو فش بننے پر ہمیشہ مرزا صاحب

عفت بیگم

یا پالے جو کہ اس سے چھوٹی تھی وہ سنان کو فش میں سے کانٹے نکال کر دیتی تھیں۔۔۔ وہ کبھی بھی خود کا نٹے نہیں نکالتا تھا۔۔۔ کیونکہ اسے نکالنے آتے ہی نہیں تھے۔۔۔ ایک بار جب اس نے کوشش کی تھی تو وہ کانٹا انگل گیا تھا۔۔۔ جس سے اسے کافی مسئلہ ہوا تھا۔۔۔ اس کے بعد اس نے خود کبھی فش میں سے کانٹے نہیں نکالے تھے۔ یہ کام اس گھروالے ہی کر کے دیتے تھے۔۔۔ اسے حیرت ہو رہی تھی کہ وہ چوبیس سال کا ہو گیا تھا اور ابھی تک یہ کام اس کے گھروالوں کے ذمہ

تھا۔۔۔

کے

تم کچھ اور کھاؤ میں تب تک نکال دیتی ہوں۔۔۔ عفت بیگم نے کہا تو وہ سر ہلا کر دال چاول کھانے لگا۔۔۔ اسکی نظر اچانک سنائیہ پر گئی جو اسکی طرف ہی دیکھ رہی تھی پھر اچانک نظروں کا زاویہ بدلتی۔۔۔ جسے سنان نے بخوبی نوٹ کیا تھا۔۔۔ سنائیہ کے جھکے سر کو دیکھتا وہ مسکرا یا تھا۔۔۔ بالکل مدھم سا ہمیشہ کی طرح

سینے میں دھڑکتے دل کی دھڑکنوں سے الگ بی ساز گایا... استغفار اللہ.....  
 باز آ جاؤ سنان... اپنے دل کو سمجھاؤ... یہ بات غلط ہے... اس نے خود کو  
 ڈیٹا... شاید وہ اپنے جذبات کو محسوس کرنے لگا تھا۔ اس لیے جلدی سے  
 .. کھانا کھانے لگا

اگلے دن کی شام ڈھل رہی تھی۔ شام کے پانچ بجے والے تھے۔ رات تک  
 سنان نے کراچی کے لیے نکلا تھا۔ سنائیہ  
 اور پالے باہر لان میں ٹھہر رہی تھیں جب اسکی بلیک بیوی بائیک پورچ میں  
 آکر رکی... سنان نے بائیک سے اتر کر اپنا سیلمت اتارا اور اسے بائیک پر رکھتا  
 خان بابا (گارڈ) کے پاس واپس گیا۔۔۔ اور اس کے کوئی بات کرنے لگا۔ جی  
 بیٹا ٹھیک ہے... خان بابا نے اثبات میں سر بلا

کر کہا۔۔۔ ہمہم... او کے خان بابا۔۔۔ جس پر سنان بھی مسکرا کر کر کہتا اندر

کی جانب بڑھ گیا۔۔۔ پر راستے میں ہی اس کی نظر لان میں کھڑی یا لے اور

...سنائیہ پر گئی

یا لے اپنی پکس بنار ہی تھی اور سنائیہ اپنے ہاتھ میں ایک گلاب کا پھول پکڑے  
اس دیکھنے میں محو ہوئی ستان کے قدم خود بخود ان کی جانب بڑھ گئے۔۔۔

اسلام و علیکم چڑیوں... سنان نے سلام کیا۔۔۔ و علیکم السلام پالے نے سلام کا

جواب دیا پر چڑیل کہنے پر سنان کو خفگی سے گھورنا نہیں بھولی۔ اور پھر واپس

اپنے موبائل میں لگ گئی۔۔۔

سنان نے چند قدم کے فاصلے پر سامنے کھڑی سنائیہ کو دیکھا جو ویسے ہی کھڑی

پھول کو پکڑ کر مد ہم مسکراہٹ کے ساتھ دیکھنے میں گم تھی۔۔۔ سنان

دھیرے سے قدم اٹھاتا اس کے پاس دو قدم کے فاصلے پر رکا۔۔۔

مسلمان ہونے کے ناطے سلامتی بھیجنافرض ہے۔۔ وہ سنائیہ کو دیکھتا ہوا بولا۔۔ سنائیہ نے چونک کر ایک دم اسے دیکھا۔۔ نج.. جی سنان بھائی...؟ وہ سمجھی سے ہوئی... تو سنان نے بغور اسے دیکھا۔۔

پھول سے باتیں کر رہی تھی ناتم...؟ سنان نے سوال کیا۔۔ تو سنائیہ نے حیرانگی سے اسے دیکھا.. اسے کیسے پتا چلا کے وہ پھول سے باتیں کر رہی تھی

۔۔۔؟ اس نے سوچا

نن... نہیں سنان بھائی میں بس دیکھ رہی تھی۔۔ وہ نظریں جھکا کر بولی اور خود کو ملامت بھی کی اس وقت پر جب پھول کو دیکھتے ہوئے اسے آبان کا خیال آیا ... اور پھر وہ اس کے بارے میں دل، ہی دل میں باتیں کرنے لگی نظریں تو تم ایسے چرار، ہی ہو جیسے میں تمہاری چوری پکڑ لو نگا۔ جو کہ میں پہلے ہی پکڑ چکا ہوں۔ سواب تم میری طرف دیکھ کر بات کر سکتی ہو۔۔ سنان نے نارملی انداز میں کہا۔۔ سنائیہ نے گھبرا کر اسے دیکھا۔۔

میں

وہ میں کیوں ایسا کروں گی نے کوئی چوری تھوڑی کی ہے۔ میں تو بس دیکھ رہی تھی۔ کیا پھولوں کو دیکھنا گناہ ہے۔ اس نے سنان کو گھورتے ہوئے کہا۔ سنان مسکرا یا... اس کے اس انداز پر۔ میں نے کب کہا کہ گناہ ہے۔ بھی تم دیکھو یا پا گلوں کی طرح ان بے زبان پھولوں سے باتیں کرو مجھے کیا۔۔۔ میں نے تو بس یہ کہا تھا کہ سلام کا جواب دینا مسلمان پر فرض ہے۔ اور تم نے مجھے میرے سلام کا جواب نہیں دیا تھا۔۔۔ سنان کندھے اچکاتا ہوا بولا۔ سنائیہ سلام کا جواب نادینے پر شرمندہ ہوئی۔ سوری سنان بھائی۔ میں نے نہیں سناتھا۔۔۔ وہ شرمندہ سی بولی۔۔۔ سنان کی نظریں اس کے چہرے پر جمی تھیں۔۔۔

اور رہی بات اس پھول کی.... وہ اب اپنارخ گلاب کے پودے کی طرف کرتے ہوئے مد ہم آواز میں ہوئی... براحساس کا تعلق دل سے جڑا ہوتا ہے۔ چاہے وہ محبت کا ہو، نفرت کا ہو، ہمدردی نا ہو، عزت کا ہو یا کسی کی

خاموش گفتگو کو سننا... کسی کی خاموشی کو دل سے سننا بھی ایک احساس ہے۔ جب انسان دل سے محسوس کرنے لگے تو اسے ہر بے زبان بولتا ہوا محسوس ہونے لگتا ہے... یہ پھول بھی بولتے ہیں۔ بس محسوس کرنے کی بات ہے۔ جب آپ محسوس کریں گے تو آپ کو بھی ان کی خاموش گفتگو سنائی دے گی۔ کیونکہ ہر گفتگو کو سنتے کے لیے کانوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بعض دفعہ بس محسوس کرنا ہوتا ہے۔ اور پھر ہمیں ہر بے زبان بات کرتے ہوئے نظر آتا ہے۔ سنان ایک پل کے لیے بھی اس پر سے نظریں نہیں بناسکا تھا۔ وہ اس کے چہرے کی مد ہم مسکراہت جھکی پلکیں اور اس کا بار بار اس گلاب کے پھول کو ہاتھ لگانا بغیر پلکیں جھپکائے بس دیکھ رہا تھا۔ ہائے میں مر جاؤں... مس معصومہ تو سچ میں معصومہ ہی ہیں۔ کتنی پیاری باتیں کرتی ہے بالکل اپنی بکھر کم طرح... وہ دل میں بولا۔ اور پھر فوراً ہوش میں آیا۔ may be... خیر میں یہ کہنے آیا تھا کہ چلو تم دونوں کو کہیں باہر لے چلتا ہوں دس بجے تک

میں ہے کراچی چلے جانا ہے تو وہاں سے واپسی ہو سکتا ہے ہفتے بعد ہو۔۔۔ سنان  
کندھے اچکا کر کہتا پالے کی طرف ما... پائے بھائی کیا سچ میں۔۔۔! یا لے  
موباائل ٹیبل پر رکھتی

ہاں جی چلو جلدی سے ماما کو بتا دو۔۔۔ اور ان سے پوچھ بھی لو ساتھ چلنے کے  
لیے... میں پندرہ منٹ تک آیا پھر چلتے ہیں۔۔۔ وہ کہتا ہوا وہ اپس باہر کی  
جانب بڑھ گیا۔



سنان ان دونوں کو پہلے آئس کر یکم کھلائی۔۔۔ کھانا کھانے سے ان دونوں نے  
انکار کر دیا تھا۔۔۔ عفت بیگم گھر ہی تھیں۔۔۔ سنان فرنٹ سیٹ پر بیٹھا تھا  
جبکہ پالے اور سنائیہ پیچھے والی سیٹس پر تھیں۔۔۔ اب کیا گھر چلیں۔۔۔ سنان  
سیٹ پر بیٹھا چہر اپیچھے کرتا ہوا ان سے بولا۔۔۔ وہ دونوں اس وقت آبائے میں  
ملبوس تھیں۔۔۔ اتنے جلدی ابھی تو ہم نے گھوماہی نہیں۔۔۔ آدھا گھنٹہ سارا  
ہوا ہے آئے ہوئے... پالے منہ بنایا کر بولی۔۔۔ یار پارک گئے تھے ناوہاں

لائٹ کے ایشوکی وجہ سے وہ بند تھی تو میرا کیا قصور اس میں... سنان نے وجہ بتائی... سنائیہ ان دونوں کو باری باری دیکھ رہی تھی۔ اس کا اپنادل نہیں تھا ابھی گھر جانے کا۔ پر وہ کہہ نہیں یار ہی تھی۔

اچھا منہ نابناو تم دونوں... ایسا کرتا ہوں تم دونوں کو شہر کی سیر کرواتا ہوں۔ ٹھیک ہے پھر ایک ڈیڑھ گھنٹے تک گھر چلیں گے۔ دن... سنان ان دونوں کو دیکھتا ہوا بولا



سے

تن... وہ دونوں ایک ساتھ چہک کر بولیں۔ لمحوں میں واضح خوشی در آئی تھی... سنان بھی ان کے اس طرح چہکنے پر مسکرا یا اور گاڑی سٹارٹ کی سنان ایسے ہی کار کو سڑکوں پر چلا رہا تھا۔ جبکہ وہ دونوں اندر بیٹھی ارد گرد کی دکانیں اور شاپنگ مالزو غیرہ دیکھ رہی تھی۔ ان دونوں کی طرف کا کار شیشہ کھلا ہوا تھا۔ جس سے وہ باہر کے منظر کو بہت خوشی سے دیکھ رہی تھی۔۔۔ یا لے باری باری اسے کسی دکان وغیرہ کی طرف اشارہ کرتی کچھ بتاتی تو وہ اچھا

کہہ دیتی۔ اور سنان پر تھوڑی دیر بعد بیک و یوم مر سے ان دونوں کو کم بلکہ سنائیہ کو زیادہ دیکھ رہا تھا۔ ہر طرف اندھیرا چھانے لگا تھا۔ چلواب گھر چل رہے ہیں ہم... جب میں کراچی سے واپس آؤں گا تو دوبارہ گھمانے لے آؤں گا۔ سنان نے کہا تو ان دونوں نے اثبات میں سر ہلاایا۔ بھائی پر جانے سے پہلے ہمیں وہاں سے گول گیے کھلانیں جہاں سے ہم اکثر کھاتے ہیں۔ اور بہت ساری چیز بھی لے کر دیں۔ آپ چلے جاؤ گے تو چیز کس سے منگوائے گے ہم۔ پالے نے نیا آرڈر دیا۔ تو ایک ہفتہ چیز کھائے بغیر کو نسامر جانا ہے تم دونوں نے... جب دیکھو بس کھائی رہتی ہو کھاتی رہتی ہوں۔ سنان نے شرارت سے کہا۔ جبکہ وہ دونوں آگ بگولہ ہو گئی۔

تو سنان بھائی کیا آپ ہر وقت ہمارے کھانے پر نظریں گاڑھے ہوتے ہیں۔ سنان آنکھوں کو چھوٹا کر کے بولی۔

ہاں بس آب رہ بی تم دونوں چڑیلوں کا کھانا گیا ہے۔ جس پر میں نظر رکھو..... سنان نے مسکراہٹ دیا کر سنجیدگی سے کہا اور سیٹ کی پشت پر بازو تکار انکی طرف پلٹا پران دونوں کی گھوری دیتی آنکھوں کو دیکھ کر اسکی ہنسی چھوٹ گئی بابایا... ارے بھئی ایسے نادیکھو مجھے معصوم سا بندہ ہوں--

تمہاری ان چڑیلوں جیسی خونخوار نظروں سے مجھے ہارت اٹیک بھی آسکتا ہے-- وہ ہنسی ضبط کرتا ہوا بولا... چلیں ہمیں نہیں کھانے گول گئے ہمیں بس گھر جاتا ہے اور چیز بھی نہیں لینی ہمیں-- بس گھر چلیں-- سنائیہ نارا ضنگی سے منه پھر کر بولی۔ ہاں پس گھر چلیں-- آپ نے تو بس طعنے مارنے ہی شروع کر دیے ہیں-- یا لے بھی سنائیہ کی تائید کرتی نارا ضنگی سے بولی... سنان نے ایک نظر پالے کو دیکھ اور پھر باہر دیکھتی سنائیہ کو۔ اس کے چہرے پر نقطات تھا۔ سینے میں دھڑ کتے دل کی دھڑ کنوں نے الگ ہی ساز گایا۔ اور پھر

سار کی اور پھر

لگ

دل میں اچانک اس کا غصہ سے پھولا ہوا چہرہ دیکھنے کی خواہش جاگی جو کہ ابھی تو ناممکن تھا۔۔ استغفار اللہ۔۔ سنان مرزا تم اس طرح کب سے سوچنے لگئے۔۔ یا اللہ یہ کیا ہو رہا ہے میرے ساتھ۔۔ وہ فوراً خود کو دینتا خیالوں سے باہر نکلا۔۔ اچھا یار منہ کیوں پھلارہی ہو تھم دونوں کھلاتا ہوں گوں گے بھی اور چیز بھی دلاتا ہوں۔۔ سنان نے مسکرا کر کہا تو ان دونوں نے ایک ساتھ اسے دیکھا۔۔ یہ ہوئی نا بات۔۔ چلیں پھر جلدی۔۔ پالے خوشی سے بولی۔۔ اور ہنسنے ہوئے سنائیہ کے ہاتھ پر ہاتھ مارا۔۔ سنان ایک نظر پھر ان دونوں پر ڈالتا کار سٹارٹ کر گیا۔۔ جو ایک سائیڈ پر انہوں نے پارک کی ہوئی تھی۔ گوں گے کے سٹائل پر گاڑی پارک کرتا وہ باہر نکلا تھا۔۔ وہ گوں کیے بنوارہ تھا جبکہ سنائیہ اور پالے کار کے کھلے شیشے سے باہر کے منظر کو دیکھ رہی تھی۔ ہر طرف اندر ہیرا تھا۔۔ سڑک کے کنارے لگے بلب کے کھٹمیں پر جلتے

چھوٹے سے بلب کی روشنی ان کی کارپر پڑ رہی تھی۔ ارد گرد دیکھتے سنائیہ کی نظر سامنے ہی

رہی تھی۔ ارد گرد دیکھتے سنائیہ کی نظر سامنے ہی رک گئی تھی۔ جہاں ایک چھوٹی سی دکان کے باہر پرندوں کے پنجھرے پڑے تھے۔ دکان پر لگے بلب کی روشنی ان پنجھروں پر پڑ رہی تھی۔ جن میں رنگ برقے طو طے تھے۔ کچھ سبز رنگ کے اور کچھ ان سے بہت چھوٹے ایک چڑیاک کے سائز سے تھوڑے سے بڑے تھے۔ پران کے رنگ بہت پیارے تھے۔ سنائیہ کی نظر انہی پنجھروں کے پاس پڑے ایک اور پنجھرے پر گئی۔ جن میں سبز رنگ کے طو طے کا ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ اسکی نظر ناجانے کہاں تھی پر رخ سنائیہ کی طرف تھا۔ تو اسے ایسا محسوس ہوا جیسے وہ سنائیہ کو ہی دیکھ کر پنکھہ بلا رہا ہو۔

یالے.... سنائیہ نے فوراً پٹ کر پاس بیٹھی پالے کو یکارا... بگم... پالے اسے دیکھتے ہوئے بولی۔۔۔ یالے وہ دیکھو طو طے... کتنے پیارے ہیں نا۔۔۔

مجھے ان میں سے ایک چاہیے پالے پلیز زز پلیز ز... وہ پالے کا ہاتھ تھام کر منت بھرے لہجہ میں بولی۔۔۔ کیا کرو گی یار چھوڑو یالے نے منع کیا.... پلیز زز زیار کتنے پیارے ہیں۔۔۔ بس ایک دلوادو پلیز میری پیاری بیسٹی نہیں۔۔۔ وہ ولیسے ہی منت کرتے ہوئے بولی تو پالے نے اسے دیکھا۔۔۔

بھٹی پہلے تم خود کہہ دینا سنان بھائی سے۔۔۔ اگر وہ نامانے تو میں بھی منت کرو گی انکی ٹھیک ہے۔۔۔ پالے نے اسکی بات مناتے ہوئے کہا۔۔۔

بھٹی پہلے تم خود کہہ دینا سنان بھائی سے۔۔۔ اگر وہ نامانے تو میں بھی منت کرو گی انکی ٹھیک ہے...۔۔۔ پالے نے اسکی بات مناتے ہوئے کہا۔۔۔

ہاں ٹھیک ہے۔۔۔ وہ خوشی سے کہتی واپس اس پنجرے کو دیکھنے لگی جس میں وہ طو طے کے بچہ تھا۔۔۔ ستان گول گئے کی پلیس لایا اور پالے کی سائیڈ والے شیشے سے اس کو پکڑا۔۔۔ پھر واپس اپنی فرنٹ سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔۔۔ اس

کی نظر ان دونوں پر گئی جواب اپنا نقاب اتار چکی تھیں۔ پھر اس نے سنا تیہ کو دیکھا جس کی گود میں گول گیے پڑے تھے پر اسکی نظریں باہر تھیں۔ کیا ہوا۔۔۔؟ اس کی کار سے باہر ایک ہی طرف دیکھتا یا کر سنان نے پوچھا۔۔۔ سنان بھائیں۔۔۔۔۔ سنا تیہ فوراً اسکی طرف دیکھتی انتہائی نرم لہجہ میں بولی۔۔۔ سنان کو بس اس کے لہجے کی مٹھاس اپنے کانوں میں گونجتی ہوئی محسوس ہوئی۔۔۔ نظریں بنو ز سنا تیہ کے چہرے پر جنم گئی۔۔۔ جو مکمل واضح نظر تو نہیں آ رہا تھا۔۔۔ پر پھر بھی وہ اس کے چہرہ اور چہرے کے ری ایکشنز کو آسانی سے دیکھے یار ہا تھا۔۔۔

جبی۔۔۔ سنان نے بھی اسی کی طرح انتہائی نرمی اور محبت سے جواب دیا۔۔۔ سنان بھائی وہ۔۔۔ وہ تھوڑا جھجھک رہی تھی۔۔۔ جسے سنان نے بخوبی محسوس کیا۔۔۔ پالے نے ان دونوں کو دیکھتے ہوئے ایک گول گیا اپنے منہ میں ڈالا۔۔۔ کیا وہ۔۔۔ سنان نے ہنوز اس پر نظریں جمائے آئی برداز اوپر کی طرف اٹھا کر پوچھا۔

وہ سنان بھائی۔ با برادھر... وہاں۔۔۔ سنائیہ نے انگلی سے اس طرف اشارہ کیا۔۔۔ وہاں بہت پیارے پیارے طو طے ہیں۔۔۔ وہ بنوستان کو دیکھتے ہوئے مدھم آواز میں بولی... تو سنان نے اس کے اشارے کے تعاقب میں دیکھا۔۔۔ جہاں اسے دکان کے باہر رنگ برنگے طوطوں کے پنجھرے نظر آئے۔۔۔ اس نے چہراموڑ کر پھر سنائیہ کی طرف دیکھا۔۔۔ جو نظر وہ میں ایک آس لیے اسی کو دیکھ رہی تھی۔۔۔ سنان بھائی مجھے وہ چاہے پلیز ززا یک طو طالادیں۔۔۔ پلیز ززا... وہ معصومیت سے پلکیں چھپک کر بولی۔۔۔ اور ستان کو اپنا آپ اسکی آنکھوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔ دل نے پھر نئے طرح سے ساز گایا۔۔۔ جسے محسوس کرتے وہ مسکرا یا... بائے میں مر جاواں۔۔۔

۔۔۔ اتنی معصومیت... سچ میں مس معصومہ بن گئی ہے یہ تو۔۔۔ وہ دل  
 میں بولا۔۔۔ میں آپ کو پسیے دیتی ہوں۔۔۔ وہ جلدی سے اپنا پرس  
 ... ڈھونڈتے ہوئے بولی  
 فن نہیں تم رہنے دو میں لے آتا ہوں۔ بتاؤ کونسا والا چاہیے... گرین والے یا  
 پھر وہ جو کلر فل ہیں چھوٹے والے وہ... اسکی آواز سن کر ستان ایک دم  
 خیالوں سے باہر نکلتا ہوا جلدی سے بولا۔ سنا تیہ اور پالے نے جلدی سے اس  
 کی طرف دیکھا.. وہ اتنی جلدی مان جائے انہیں نہیں لگا تھا۔ تھینک یوسو  
 پنج پچ... سنان بھائی... وہ اتنی خوشی سے چہکی کہ سنان بھی مسکرائے بغیر نارہ  
 سکا... وہ جورائٹ سائیڈ پر پنجرا اپڑا ہے ناوہ دیکھیں وہاں تیبل کے پاس وہ والا  
 چاہے مجھے۔۔۔ سنا تیہ اس طرف اشارہ کرتے ہوئے جلدی سے بولی...  
 سنان نے اس کے اشارے کے تعاقب میں دیکھا اور سر بلاتا ہوا باہر نکلا ارے  
 واہ انتے جلدی مان گئے۔ اور جلدی سے یہ فنش کرو گھر بھی جانا ہے... پالے  
 نے سنا تیہ کو دیکھ کر حیرت سے کہا۔۔۔ اور اسکی گود میں رکھے گول کیوں کی

طرف اشارہ کیا۔ بکھر کم.. سنا تیہ نے اثبات میں سر ہلا کیا۔۔۔ مسکرا یت اس کے لبوں سے ایک پل کے لیے بھی جدا نہیں ہو رہی تھی....

ستان بھائی نہیں کھائیں گے کیا۔۔۔؟ سنا تیہ نے ایک دم یاد آنے پر پالے سے پوچھا۔۔۔

نہیں وہ نہیں کھاتے انہیں پسند نہیں ہیں۔ پالے کے جواب پر وہ محض سر بلا کر رہ گئی۔ اور اس طرف دیکھنے لگی جہاں سنان دکان دار سے بات کر رہا تھا۔۔۔ وہ طو طے لے کر پلٹا۔ تو نظریں کار میں بیٹھی سنا تیہ پر گئیں۔۔۔ وہ جانتا تھا وہ اسکی طرف ہی دیکھ رہی ہو گی

سنان بھائیں... ایک بار پھر کان میں سنا تیہ کی دھیمی مٹھاں بھری آواز گونجی با خدا ॥ گراتنے پیار سے جان مانگے تو بندہ جان بھی دے دے.. یہ طو طے لے کر دینا کیا چیز ہے... وہ پنجزادیکھتا ہوا بڑا بڑا اور ان کی طرف بڑھا۔۔۔ چہرے پر خود بخود مسکرا ہت آگئی

وہ جب سے گھر آئی تھی پنجرہ اپنے سامنے رکھے محبت پاش نظر وں سے ان دو طوٹے کے بچوں کو دیکھ رہی تھی۔ سنان نے اسے دو طوٹے لا کر دیے تھے اور کہا تھا کہ ایک اکیلا کیسے رہے گا۔۔۔ یہ دونوں ایک ساتھ رہتے ہیں تو ان کو ساتھ ہی رکھنا پڑے گا۔۔۔ جس پر وہ اور بھی زیادہ خوش ہوئی تھی۔ سنائیہ پیٹا اب سو جاؤ رات بہت ہو گئی ہے... کب سے یہاں بیٹھی ان کو دیکھی جا رہی ہو۔۔۔ پچھے سے عفت بیگم کی آواز آئی تو وہ پلٹی جی خالہ جانی... وہ پنجرے کو صحیح جگہ پر رکھتی اپنے کمرے میں دہنے والاتھا۔۔۔ عشاء کی نماز پڑھ کر اس نے کافی دیر وہی بیٹھ کر دعا کی۔۔۔ پھر اٹھ کر کمرے کی بالکنی میں آگئی۔۔۔ پالے سورہی تھی پر اسے نیند نہیں آرہی تھی۔ وہ آسمان پر جمکتے چاند کو دیکھنے لگی۔۔۔ چہرے پر مدیم مسکراہٹ تھی۔ پر آنکھیں نہم.... کیا وہ سورہ ہے ہونگے...؟ اس نے چاند کو

دیکھ کر دل میں کہا۔ اتنے جلدی سوتے تو نہیں ہیں۔ گیم کھیل رہے ہوں گے۔۔۔ خود ہی جواب دیا۔

کیا انہیں ایک بار بھی میرا خیال نہیں آیا ہو گا۔ کیا ان کے دل میں میرے لیے کبھی جگہ نہیں بن سکتی۔۔۔ ہر انسان اپنے حصے کی محبت کا حقدار ہوتا ہے یا اللہ تو کیا ان کے دل میں میرے حصے کی ذرا بھی محبت نہیں۔۔۔ ان کے خیالوں میں میری کوئی جھلک نہیں۔۔۔ کیا سچ میں ان کی زندگی میں میرے احساسات کا کوئی وجود نہیں ہنوز چاند پر نظریں جمائے اس کے دل آواز آرہی تھی۔۔۔ ایک آنسو آنکھ نکلتا گاں پر بہہ نکلا تھا۔۔۔ پروہ کیا جانتی کہ ان جانے جس کا سکون وہ اپنے ساتھ لے آئی تھی اب وہ کیسے سکون سے رہ سکتا تھا۔۔۔

سے  
اپنے گھر کی چھت پر کھڑا وہ اس جگہ کو دیکھ رہا تھا جہاں وہ کھڑی ہو کر آسمان کو دیکھا کرتی تھی اور چاند سے باتیں کیا کرتی تھی۔ تم خود تو چلی گئی ہو پر پچھے

مجھے اذیت میں مبتلا کر گئی ہو سنائیہ.. میرے پاس تو پہلے ہی سکون کی کمی تھی۔ اور تم نے بچا کچا سکون بھی چھین لیا۔ تمہارے آنسو، تمہاری سسکیاں اور تمہاری وہ مجھے تکنی آنکھیں مجھے تکلیف دے رہی ہیں۔— یا اللہ میں کیا کروں۔— میری کو نسی ایسی بات نے اسے میری طرف مائل کر دیا۔— وہ مجھے پسند کرنے لگی۔ میں تو اسے اپنی بہن لی سمجھتا تھا۔— یہ کیا ہو گیا یا اللہ۔.. مجھے اتنا گناہ گارنہ بنائیں اللہ کہ میں ایک اور معصوم لڑکی کا دل توڑ کر اسے اذیتوں سے دو چار کروں۔ وہ اب آسمان کو دیکھتا ہوادھیرے سے بولا۔ آنکھیں نمی اختیار کر چکی تھی۔۔۔ تبھی اس کی آنکھوں کے سامنے ماضی کے پنے لہرائے۔۔۔

تم نے اچھا نہیں کیا آب ان۔ میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔۔۔ تبت...  
تم تزیبو کے آب ان۔۔۔ تمہیں سکون نہیں ملے گا۔

کالے آبائے میں ملبوس وہ لڑکی اسکا وہ نقاب کے حالے میں چھپا چہرہ اور اس سے جھا نکتی درد سے بھری وہ سرخ ہوتی بھوری آنکھیں۔۔۔ اسکی آواز میں

ہے بسی درد، کرب کیا نہیں تھا۔۔۔ اور اس کے سامنے کھڑا آباں سوائے  
خاموشی سے مجرموں کی طرح سر جھکائے اسکی آہیں سن رہا تھا۔۔۔ مجھے  
در بد رکر کے میری محبت میرے پا کیزہ جذبات کو دھتکار کر تڑپو کے تم.....  
اللہ تمہیں کبھی تمہاری محبت نہیں دے گا۔۔۔ تم بھی ایسے ٹھکرائے جاؤ گے  
یاد رکھنا۔ آباں میں تم میرے لیے تڑپو گے.. میرا اللہ تمہارے دل میں  
میری محبت ڈالے کا پر جب تک تمہیں احساس ہو گا تب بہت دیر ہو چکی  
ہو گی۔ تم جگہ جگہ مجھے ڈھونڈو گے پر میں تمہیں کہیں نہیں ملوں گی۔۔۔ تمہیں  
میرا سایہ بھی نہیں ملے گا۔۔۔ تمہیں تب احساس ہو گا تم نے کیا کیا ہے۔۔۔  
نفرت کرتی ہوں میں تم سے۔۔۔ بے انہتا نفرت... میری محبت دیکھی تھی  
چلائی تھی... اور آباں ایک دم ماضی نا ب تم میری نفرت میں تڑپو گے۔ وہ  
سے باہر آیا تھا۔۔۔ یا اللہ مجھے بخش دیں۔ اسے ایک بار میرے سامنے لے  
آئیں۔۔۔ مجھے اس سے ملوادیں۔۔۔ میں اسے بتاؤ گا کہ اسکی آہیں اسکی

بد دعا میں مجھے لگ گئی۔۔۔ اسے ایک بار میرے سامنے لے آئیں۔ پلیز  
اللہ۔۔۔ مجھ پر میری التجاویں پر اپنا کرم کر دے۔۔۔ وہ دھندلی آنکھوں سے  
آسمان کو دیکھتا بھرائی آواز میں بولا ہائے یار رر۔۔۔ یہ کیا ہور ہا ہے مجھے۔۔۔ مس  
معصومہ آخر کو نسا جادو کر دیا ہے تم نے مجھ پر کہ تم سے ایک ڈیڑھ گھنٹہ دور  
ہونے پر ہی مجھے تمہارا خیال آنے لگ گیا ہے۔۔۔ تم مجھے اپنے آس پاس  
محسوس ہو رہی ہو۔۔۔ گازی کراچی کی طرف جاتی سڑک پر گامزن تھی اور  
اسے ڈرائیور کرتا سنان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا دھیمی آواز میں بولا وہ کہہ  
رہی تھی کہ ہر احساس کا تعلق دل سے جڑا ہوتا ہے۔ چاہے وہ محبت کا ہو،  
نفرت کا ہو عزت کا ہو یا بمردی کا۔۔۔ وہ کار ڈرائیور کرتے ہوئے سوچتے  
ہوئے خود سے بولا۔۔۔ مجھے اس سے ہمدردی نہیں کیونکہ اس کے پاس کسی  
چیز کی کمی نہیں جسے محسوس کر کے مجھے ہمدردی ہو۔ نفرت بھی نہیں  
ہے۔۔۔ کیونکہ مجھے

لگتا ہی نہیں کہ اس سے کوئی نفرت بھی کر سکتا ہو گا۔۔۔ اگر کوئی نفرت کرنا چاہے گا تو بھی نہیں کر پائے گا۔ اتنی پیاری ہے وہ اور اسکی باتیں اور اس کا لہجہ ہائے میں مرجاواں...۔۔۔ کوئی چاہ کر بھی نفرت ناکر پائے اس سے...۔۔۔ کرنا چاہے تو بھی نہیں۔۔۔ رہی بات عزت کی توہاں وہ تو میں کرتا ہوں۔۔۔ کیونکہ وہ میری کزن ہے۔۔۔ اگر کزن نا بھی ہوتی پھر بھی وہ ایک لڑکی ہے اور عورت ذات کی عزت کرنا مجھ پر فرض ہے...۔۔۔ باقی رہ کیا گیا محبت...۔۔۔ کہتے ہوئے اس نے اپنی دائیں گال پر ہاتھ پھیرا۔۔۔

نہیں یار سنان تم محبت نہیں کر سکتے...۔۔۔ تمہیں محبت نہیں ہو سکتی کسی

سے۔۔۔ اس نے جیسے خود کا مzac ازا یا

پر۔۔۔ وہ بولتے ہوئے کار کو سڑک کے کنارے پر روک گیا۔۔۔ اگر یہ محبت نہیں تو پھر کیا ہے یہ۔۔۔ وہ لڑکی جو کبھی مجھے اچھی ہی نہیں لگتی تھی۔۔۔ وہ

اب اس طرح میرے حواسوں پر کیوں چھانے لگی ہے.. مجھے کیوں اتنی اچھی لگنے لگی ہے--- یہ اور اگر یہ کوئی اور احساس نہیں--- تو کیا یہ محبت کا احساس ہے---؟ اس کو دیکھ کر میرے دل کی دھڑکنوں کا بڑھنا اس سے دیکھ کر میرا ہوش کھونا۔ اس کی آنکھوں میں دیکھ کر مجھے اپنا آپ اس کی ان نشیلی آنکھوں میں ڈوبتا ہوا محسوس ہونا--- اس کے لہجہ کی مٹھاس کامیرے کا نوں میں گونجنا۔ اگر یہ محبت نہیں تو یہ کیا ہے---



Zubi Novel's Zone

کیا محبت سچ میں اتنے جلدی ہو جاتی ہے... افف مس سنائیہ عامر تم کیوں مجھے اتنی اچھی لگنے لگ گئی ہو۔ کیوں مجھے اپنے اس پاس محسوس ہو رہی ہو۔ اگر یہ محبت ہے تو ہاں مس معصومہ مجھے ہو گئی تم سے محبت... ہاں میں پہلی نظر کی محبت پر یقین نہیں رکھتا تھا پر اب مجھے یقین ہے اس پہلی نظر کی

محبت پر... مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے مس سنائیہ... میری مس معصومہ...

... وہ دھیرے کہتا مسکرا�ا

سے

I'm in love with you.... Yeah I'm in  
love....

وہ خوشی سے چلایا تھا۔۔۔ لیکن فوراً اس پاس کے ماحول کا خیال کرتے ہوئے  
ایک دم خاموش ہوا۔۔۔ کنٹرول سنان مرزا کنٹرول۔۔۔ ایسا ناہو سڑک پر  
تمہیں پا گلوں کی طرح چلاتا دیکھ کر لوگ پا گل خانے والوں کو کالنا  
کر دیں۔۔۔ اس نے خود کو ڈیٹا لیکن اپنے ری ایکشن کو یاد کرنا خود ہی قہقہہ لگا  
گیا۔۔۔ پھر مدھم مسکراہت کے ساتھ آنکھیں موندتا اسے محسوس کرنے  
لگا۔۔۔

اسے اپنی بند آنکھوں کے پردے پر سنائیہ کا عکس نظر آنے لگا۔۔۔ اس سے  
پہلی ملاقات۔۔۔ نقاب کے حالے میں چھپا چھرا اور وہاں سے نظر آتی وہ چھوٹی

بھوری آنکھیں... یہ پھول بھی بولتے ہیں۔۔۔ بس محسوس کرنے کی دیر ہے۔۔۔ کانوں میں اسکی باتیں گونجئے لگیں۔۔۔ سنان بھائیں۔۔۔ وہ وہاں طو طے ہیں۔۔۔ مجھے چاہیے ایک لادیں پلیز... تھینک یو سنان بھائی... آپ کیا ہمارے کھانے پر نظر رکھتے ہیں۔۔۔ وہ خفگی بھرا ہجہ... ہائے میں مر جاؤں۔۔۔ میری معصوم سی مس معصومہ..... تم مجھے پاگل کر دو گی۔۔۔ وہ آنکھیں کھولتا برٹ برٹ ایا۔۔۔ مسکراہٹ بنو زلبوں پر تھی۔۔۔ جو غائب ہونے کا نام تک نہیں لے رہی تھی۔۔۔ اب جلدی سے واپس جانا ہے مجھے... ابھی سے یاد آرہی ہے مجھے وہ... وہ خود سے بولا پھر گاڑی سٹارٹ کرتا منزل کی طرف برٹھا۔۔۔ سینے میں دھڑکتادل کوئی سازگار ہاتھا۔۔۔ وہ اور اسکال خوشی جلدی سے واپس جا کر اس سے رشتے کی بات سے سرشار تھا... پس آپ وہ کرنا چاہتا تھا۔

پر ناجانے قسمت کو کیا منظور ہونا تھا۔ یہ تو قسمت لکھنے والا، ہی جانتا تھا نا۔۔۔ کوئی یک طرفہ محبت میں تڑپ رہا تھا تو کسی کے عشق نے اسے بے سکون کر

رکھا تھا۔۔۔ اور تیسرا ان سب سے بے خبر محبت ہو جانے پر جھوم رہا  
 تھا۔۔۔ کیا ہونا تھا ان کے ساتھ کوئی نہیں جانتا تھا۔۔۔ کون ایک حاصل  
 منزل کا مسافر تھا اور کس نے ایک لا حاصل منزل کی طرف چلتے رہ جانا تھا یہ  
 تو وقت نے بتانا تھا۔۔۔



کوئی یک طرفہ محبت میں تڑپ رہا تھا تو کسی کے عشق نے اسے بے سکون کر  
 رکھا تھا۔۔۔ اور تیسرا ان سب سے بے خبر محبت ہو جانے پر جھوم رہا تھا۔۔۔ کیا ہونا تھا ان کے ساتھ کوئی  
 نہیں جانتا تھا۔۔۔ کون ایک حاصل حاصل منزل کا مسافر تھا اور کس نے ایک لا  
 حاصل منزل کی طرف چلتے رہ جانا تھا یہ تو وقت نے بتانا تھا۔۔۔ سنائیہ تم سوئی نہیں ابھی  
 تک۔۔۔ وہ جو چاند کو دیکھتی باتیں کر رہی تھی۔۔۔ پالے کی آواز سن کر ایک  
 دم پلٹی۔۔۔ بس سونے ہی والی تھی۔۔۔

وہ کہتی ہوئی بیڈ کی جانب بڑھ گئی۔۔۔ نیند نہیں آرہی کیا تمہیں۔۔۔؟  
 یالے نے اسے دیکھتے ہوئے پوچھا جواب بیڈ پر اپنی جگہ آبیٹھی تھی۔۔۔ بھمم  
 یار.... چائے پینے کا دل کر رہا ہے۔۔۔ وہ پالے کو  
 دیکھ کر معصوم سی شکل بنا کر بولی۔۔۔ حدبے چڑیل چائے کے لیے جاگ رہی  
 ہو۔۔۔ ویسے نیند تو مجھے بھی نہیں آرہی تو کیوں نا آج رات انجوئے کریں۔۔۔  
 یالے شیطانی مسکراہٹ سے بولی۔ چلو آ جاؤ۔۔۔ پہلے چائے بناتے ہیں۔۔۔ پھر  
 کوئی مووی  
 دیکھیں گے۔۔۔ سناٹیہ حجھٹ سے بولی۔۔۔  
  
 چل آ جانی پھر۔۔۔ پالے نے کہا اور دونوں کمرے کے باہر نکل گئی۔۔۔ سناٹیہ  
 نے کچن میں جا کر اپنے لیے چائے بنائی۔۔۔ لیکن یالے نے جوس لیا تھا۔۔۔  
 چلو تم یہ کمرے میں جا کر رکھو میں تب تک سنان کا لیپ ٹاپ لے کر آئی۔۔۔  
 پالے سناٹیہ کو ترے پکڑا کر کہتی سنان کے کمرے میں گئی جوان کے کمرے  
 کے ساتھ ہی

تھا--

چلو بتاؤ کو نسی مووی لگائیں۔ بیڈ پر بیٹھی پالے نے لپپ ٹاپ سٹارٹ کرتے ہوئے پوچھا۔

کوئی بھی لگادوا چھی سی... سنائیہ نے کہتے ہوئے چیز کے شاپ پر بیڈ پر پھیلائے جو سنان نے راستے میں انہیں لے کر دی تھی۔۔۔

بارلگاؤں.... یا لے نے پوچھا۔

ہارلگاؤں۔۔۔ یا لے نے پوچھا۔

ہاں لگاؤں اور لائٹ اوف کرو پھر مزا آئے گا۔۔۔ وہ مزے سے بولی۔۔۔

اندھیرے میں ڈر نہیں لگے گا۔۔۔ پالے نے پریشانی سے پوچھا۔۔۔

اندھیرے انسان کے دوست ہوتے ہیں پالے وہ بھی وہ دوست جو اس وقت

آپ کے ساتھ ہوتے ہیں جب آپ کے

پاس کوئی نہیں ہوتا۔ ان سے ڈرنا نہیں چاہیے۔ یہ اندر ھیرے تو ہوتے ہیں جو ہمارا بھرم رکھتے ہیں دنیا والوں کے سامنے۔۔۔ چلواب جلدی سے موسوی لگاؤ۔۔۔ وہ مد ہم آواز میں بولی۔۔۔ یالے نے ایک نظر اسے دیکھا جو نارملی انداز میں اسے دیکھ رہی تھی پھر واپس لیپ ٹاپ پر موسوی سرچ کرنے لگی۔۔۔ ہاں یہ والی صحیح ہے۔۔۔ یالے کوئی موسوی پسند کرتے ہوئے بولی۔۔۔ ہاں لگ تو صحیح رہی ہے اب دیکھتے ہیں اچھی ہے بھی یا نہیں۔۔۔ سنائیہ نے تبصرہ کیا تھا۔۔۔ اس طرح وہ دونوں موسوی دیکھنے اور اس پر تبصرے کرنے میں گم ہو گئی تھی۔۔۔ رات کے ناجانے کس وقت انہیں نیند آئی تھی۔۔۔ میں گم ہو گئی تھی۔۔۔ رات کے ناجانے کس وقت انہیں نیند آئی تھی۔۔۔ سنان کو کراچی آئے آج تیسرا دن تھا۔۔۔ ہو ٹل روم کی بالکنی میں کھڑا وہ کھلے آسمان کو دیکھ رہا تھا۔۔۔ بالکنی میں لگے لائٹ بلب کی مد ہم روشنی نے بالکنی اور اسے ہلکا ہلکا روشن کیا تھا

وہ مدھم مسکراہٹ آسمان کو دیکھتا اپنی مس معصومہ کے خیالوں میں کھو یا تھا۔ آہ۔! مس معصومہ آپ نے تو تین دن میں ہی میرا سکون چین سب لے لیا۔ مجھے تڑپار ہی ہو یار تم۔ کال پر بھی بات نہیں کرتی ہو۔ مجھ سے۔ اور نا، ہی

سے

تب سامنے آتی ہو جب میں پالے سے؟ بات کر رہا ہوتا ہوں۔ اففف  
یار ر رسنائیہ مجھے تمہیں دیکھنا ہے۔

ایسا لگ رہا ہے جیسے دل تڑپ رہا ہے تمہیں دیکھے بغیر۔ کیا کروں میں۔ آسمان سے نظریں ہٹاتے ہوئے وہ شکایتی انداز میں بولا۔ بس اب کل ہی واپسی کے لیے نکلوں گا میں۔ اس نے فیصلہ کیا۔ وہ ایک گھر اسنس ہوا کے سپرد کیا۔

پاس ہی پڑے ٹیبل پر کافی کا بھاپ اڑاتا گ پڑا تھا۔ ٹیبل کے پاس والی چیز پر ایک ڈرائک براؤنرنگ کا گٹار پڑا تھا جو وہ شاید ابھی لا یا تھا۔

ایک نظر پورے آسمان پر ڈال کر اس نے پلٹ کر گٹار کو دیکھا۔۔۔ پھر  
 گردن میں پچھے سے ہاتھ ڈال کر اس سے مسلتا ہوا اس تک آیا۔۔۔ اس نے  
 کرسی پر بیٹھ کر گٹار کو گود میں رکھا اور موبائل کے فرنٹ کمرے کو اوپن کر  
 کے سامنے ہی ٹیبل پر سیٹ کیا۔۔۔  
 ایک گھر انسان لے کر اس نے ویدیو ریکارڈنگ سٹارٹ کی۔۔۔  
 اسلام علیکم مائے آل ڈیرز۔۔۔ کیسے ہیں آپ سب۔۔۔ اسے مد ہم  
 مسکراہٹ سے کہتے ہوئے اپنی دائیں آنکھ کو ونگ کیا تھا۔۔۔

Now I'm trying to sing a song..so let's  
 start.... And

وش می بیست آف لک۔۔۔ سنان نے کہتے ہوئے گٹار پر کسی دھن کو  
 چھپڑا۔۔۔ آنکھوں کو نرمی سے بند کیا۔۔۔ گٹار کی تاروں کو انگلیوں سے ہلاتا  
 وہ کوئی دھن بجائے لگا تھا۔۔۔ اور پھر ایک گھر انسان لے کر اس نے کوئی  
 ساز گایا تھا۔۔۔

عشق کا ایک ہی ورد ہے؛ عشق معشوق کے گرد ہے؛ بووو۔  
 عشق کا ایک ہی ورد ہے  
 عشق معشوق کے گرد ہے؛  
 کیوں ہے بے چین یہ طبیعت  
 عشق یا یہ درد ہے



اس طرح آج ملے ہیں سب سے اٹھونڈتے ہیں کیا ہم ایسا جگ سے & عشق  
 دل کے درپہ کیوں آیا تھا  
 ہاں آیا تھا عشق آیا تھا ;  
 سو ہم نظر اتارے ;  
 ہائے رے ہم صدقے تمہارے ;  
 ہائے رے ہم صدقے تمہارے

اسکی آواز میں ایک سحر تھا۔۔۔ ہر سنے والے کو مائل کر لینے کی طاقت رکھنے والا جادو تھا اسکی آواز میں اسے شاید خود بھی اندازہ نہیں تھا کہ اسکی آواز کس قدر خوبصورت اور پرکشش تھی۔۔۔ اسکی آنکھوں میں سنائیہ کا عکس تھا۔۔۔ چہرے پر مد ہم مسکراہٹ کے ساتھ اس نے آنکھیں کھولیں۔۔۔ اور پھر صرف بائی کی صورت میں ہاتھ ہلاتے ہوئے اس نے ویڈیو بند کی اور اپنے سو شل میڈ یا کاؤنٹس پر اپلوڈ کر دی۔۔۔ اب اس ویڈیو نے کتنا ٹرینڈ پر جانا تھا اور سنان کو اس پر اپنے فیزز کا کیا رسپانس ملنا تھا یہ تو بعد میں ہی پتا چلنا تھا۔۔۔

پوری رات جا گنے کے باعث یالے اور سنائیہ اگلی صبح بہت دیر سے اٹھی تھیں۔۔۔ اس وقت شام کے پانچ بجے رہے تھے۔۔۔ ہائے یار میرے تو سر میں درد ہو رہا ہے۔۔۔ عفت بیگم کے روم میں بیٹھی یالے بولی۔۔۔ تو جاؤ چائے

بنانے کے لاڈا پنے لیے بھی اور ہمارے لیے بھی مل کے پیے گے۔۔۔ سنائیہ نے  
آئیڈی یاد کیا۔۔۔ جو عفت بیگم کی گود میں سر رکھ کر لیتی ہوئی تھی۔۔۔  
یہ نہیں کہ دوست کے سر میں درد ہے تو تم بنادو۔۔۔ یا لے اسے گھورتے  
ہوئے بولی۔۔۔

نہیں بھئی میں نہیں بنارہی میں تو خالہ جانی کے پاس ہی رہوں گی۔۔۔ تم جاؤ۔۔۔

ہاں جی میری بیٹی اور میں باتیں کر رہے ہیں تم جاؤ اور چائے بنائے کر لاؤ۔۔۔  
عفت بیگم نے بھی پالے سے کہا تو اس نے منہ بگاڑا۔۔۔ وہ بیٹی ہے تو میں کیا  
ہوں۔۔۔!!۔۔۔ یا لے بڑ بڑاتے ہوئے باہر چلی

عفت بیگم اور سنائیہ نے ہنستے ہوئے اس کی پشت کو دیکھا۔ خالہ جانی مجھے واپس کب بھیجنا ہے آپ نے۔؟ سنائیہ نے پوچھا۔

نہیں بالکل نہیں میں نہیں بھیجنا تمہیں یہاں سے۔۔ عفت بیگم اس کے بالوں میں ہاتھ چلاتے ہوئے بولی۔۔ کیا خالہ جانی آپ تو ایسے کہہ رہی ہیں جیسے میں نے کبھی جانا، ہی نہیں۔۔ آپ بتائیں مجھے اور کتنے دل یہاں رہنا ہے۔؟ سنائیہ خفگی سے بولی۔۔ میں ہمیشہ کے لیے تمہارا یہاں رہنے کا انتظام کر لو گئی تم فکر نا کرو۔۔ وہ معنی خیزی سے بولیں۔۔ پر سنائیہ کو محسوس نا ہوا۔۔ کیا خالہ جانی۔۔ سنائیہ اٹھ کر بیٹھی اور عفت بیگم کو دیکھنے لگی۔۔



ممکن یہ دیکھیں ہا جرہ آپ آئیں ہیں۔۔ یا لے نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔۔ اسکے پیچھے ہی ایک تیس پینتیس سالہ عورت اور ایک تقریباً تیرہ سال کے قریب لڑکی کمرے میں داخل ہوئی۔۔۔۔۔۔ اسلام علیکم باجی۔۔۔ اس عورت نے عفت بیگم کو سلام کیا۔۔ اور سنائیہ کو بھی دیکھا۔۔۔۔۔۔

و علیکم السلام با جرہ آپ کیسی ہیں آپ۔ بیٹی کی شادی خیریت سے ہو گئی نا۔۔۔

عفت بیگم نے پوچھا۔۔۔ جی جی با جی سب ٹھیک اور نوری کی شادی بھی سونہنے رب کے کرم سے بہت اچھے سے ہو گئی۔۔۔ وہ خوشی سے بولیں۔۔۔

ماشاء اللہ۔۔۔ بہت اچھی بات ہے۔۔۔ یہ آپکی چھوٹی بیٹی ہے۔۔۔؟ عفت بیگم نے پاس کھڑی بچی کی طرف اشارہ کیا۔۔۔

جی جی با جی یہ میری چھوٹی بیٹی ہے۔۔۔ النعم۔۔۔ یہاں اسے پڑھنے کے لیے اپنے ساتھ لائی ہوں۔ میں نے تو سوچا تھا آٹھ تک پڑھ لیا بہت ہے اب گھر سن بھالے کیونکہ گاؤں میں سکولوں کی تعلیم اتنی ہی ہے۔۔۔ پر سنان بابا نے کہا کہ ہمیں اس کو پڑھانا چاہیے اس لیے میں اس کو یہاں اپنے ساتھ لے آئی۔۔۔

اس کا داخلہ بھی سنان بابا خود کروائیں گے۔۔۔ وہ بہت خوشی سے بولی۔۔۔ سنائیہ نے اس چھوٹی سی لڑکی کو دیکھا جو حجاب کی طرح سفید دوپٹہ سر پر جمائے آسمانی رنگ کے سوت میں ملبوس تھی۔۔۔

ہاں مجھے بتایا تھا سنان نے۔۔۔ چلو ٹھیک ہے اب: کچھ کھا، ہی لو اور آرام کرو جا کہ مل سے کام کر لینا۔۔۔

عفت بیگم کے کہنے پر وہ سر ہلاتی باہر نکل گئی۔۔۔ تقریباً س منٹ بعد پالے ان کے لیے چائے لائی تھی۔۔۔ اور وہ تینوں چائے پیتے آہستہ آہستہ باتوں میں مگن ہو گئی تھیں۔۔۔

سنائیہ یار سنان بھائی کا لیپ ٹاپ تو رکھنا، ہی بھول گئے ہم۔۔۔ رات کے کھانے کے بعد اپنے کمرے میں آتے ہی جب پالے کی نظر ٹیبل پر پڑے سنان کے لیپ ٹاپ پر گئی تودہ سر پر ہاتھ مارتے ہوئے بولی۔۔۔ ہاں تو ابر کھدو۔۔۔ کونسا وہ ابھی یہاں ہیں۔۔۔ سنائیہ نے کندھے اچکائے۔۔۔ ہاں رکو میں یہ رکھ کر آتی ہوں ورنہ اگر بھائی کو پتا چل گیا ناکہ ہم نے انکی غیر موجودگی میں انکے لیپ

ٹاپ کو یوز کیا ہے تو بس پھر خیر نہیں۔۔۔ بکوز تمہیں پتا تو ہے وہ اپنی چیزوں کو لے کر بہت شدت پسند اور پوزیسیو ہیں۔۔۔ کسی کو بھی ہاتھ نہیں لگانے دیتے۔۔۔ استعمال کرنے تو دور۔۔۔ اور اگر کبھی میں بھی بس اٹھا بھی لو تو وہ مجھے بھی نہیں بخشنے۔۔۔ اور ناہی انہیں یہ پسند ہے کہ کوئی ان کی غیر موجودگی میں ان کے کمرے میں جائے۔۔۔ سچی بہت غصہ کرتے ہیں۔۔۔

ہمہم۔۔۔

سرد سانس خارج کر کے لیپ ٹاپ اٹھاتے ہوئے بولی۔۔۔

شیشے کے سامنے کھڑی سنائیہ جو اپنے بال بنارہی تھی بس اتنا ہی کہہ پائی۔۔۔ اس سے زیادہ وہ کچھ کہہ نہیں سکتی تھی ورنہ اسے سنان کی یہ

عادت زہر

لگتی تھی۔۔۔ ناجانے اسکی چیزیں ایسا کونسا قیمتی خزانہ ہیں جو وہ کسی کو ہاتھ بھی نہیں لگانے دیتا تھا۔۔۔ وہ بس سوچ کہ رہ گئی۔۔۔

یالے۔۔۔ میری بات سنو۔۔۔ باہر سے عفت بیگم کی آواز آئی تھی۔۔۔  
آئی ماما۔۔۔ پالے نے جلدی سے جواب دیا اور سنائیہ کی طرف پلٹی۔۔۔  
اوئے جانی یاد تم جلدی سے جا کے لیپ ٹاپ بھائی کے کمرے میں رکھ آؤ میں  
مماں کی بات سن لوں۔۔۔ پالے جلدی سے کہتی روم سے باہر نکل گئی۔۔۔  
سنائیہ جو بالوں کو کنگھا کر رہی تھی اسے واپس رکھتی منہ بگاڑتی لیپ ٹاپ کو  
اٹھاتی سنان کے کمرے کی جانب بڑھی۔۔۔ ارے بھیا۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ  
کب آئے۔۔۔ یالے جو اپنے دھیان میں سیر ھیاں اترنی نیچے آ رہی تھی  
سامنے ہی صوف پر سنان کو مرزا صاحب اور عفت بیگم کے پاس بیٹھا دیکھ کر  
حیرانی سے بولی۔ انہیں اپنے کمرے میں گئے پانچ منٹ ہی ہوئے ہو نگے تب  
تو سنان کے آنے کی کوئی خبر نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے وہ حیران تھی۔۔۔

جی میں

آج

سے

تقریباً سال پہلے آیا تھا۔ پر پتا

چوبیس

نہیں آپ کو کبھی کیوں نظر نہیں آیا۔ حالانکہ تمہاری آنکھیں تو مگر مجھ کی آنکھوں کے جیسی ہیں۔ بڑی بڑی موٹی اور گول مٹول۔ سنان نے

چہرے پر مسکراہٹ

سجا کر سنجیدگی سے جواب دیا۔ جیسے نہایت ہی

کوئی اہم بات بتا رہا ہو حالانکہ اس نے پالے کو اچھا خاصالتاڑا تھا۔ سنان کے

چہرے کے سنجیدہری ایکشنز اور بے تکی بات پر مرزا صاحب نے جلدی سے

اپنی مسکراہٹ روکی

بے

تھی۔ یہ شیطان کا بچہ کبھی سدھر جائے ایسا ہو سکتا بھلا۔ وہ تاسف سے سوچ کر رہ گئے۔ استغفار اللہ۔۔۔۔۔ اپنی آنکھیں دیکھی ہیں کبھی جیسے کسی بلى

کی بچے جیسی ہوں۔۔۔ چھوٹی موتی سی۔۔۔ یا لے دانت پس کر بولی۔۔۔  
 اپنی اتنی میٹھی میٹھی عزت افراٹی پروہ جل، ہی تو گئی تھی۔۔۔  
 اوووو بلووو۔۔۔ لڑکیاں دیوانی ہیں میری ان آنکھوں کی۔۔۔ کبھی میری  
 دیڈیو زپران کے کمنٹس دیکھونا تو تمہاری یہ موتی مگر مجھ کی آنکھیں اور موتی  
 ہو کر باہر نکل آئیں۔ سمجھی۔۔۔ پر تم کیا جانو بڑی آئی چھوٹی موتی کے منہ  
 والی۔۔۔ ہونہ۔۔۔ سنان نے جیسے ناک پر سے  

 کھھی اڑائی۔

وہ تو ہیں ہی اندھی۔۔۔ اور تم نازرا خوش فہمیوں سے باہر نکل آؤ۔۔۔ ورنہ  
 لے ڈوبے گی تمہیں تمہاری یہ خوش  
 فہمیاں۔۔۔ پالے منہ بگاڑ کر کہتی اسی کے پاس آ

بیٹھی۔۔۔ جبکہ عفت بیگم اور مرزا صاحب بس ان دونوں کو پیار سے لڑتا ہوا دیکھ رہے تھے۔۔۔ وہ کچھ نہیں بول سکتے تھے ان دونوں ہی کے پیچ میں۔۔۔  
نہیں تو انکی خیر نہیں ہونی تھی۔۔۔

ہاہاہا۔۔۔ ویری فنی۔۔۔ اب تم چڑیل مجھے بتاؤ گی کہ مجھے خوش فہمیاں ہیں یا نہیں اور ان سے نکلنا کیسے ہے ہاہاہا اوہ مائے گوڈ۔۔۔ سنان اسکی بات کامزاق بناتے ہوئے ہنسنے ہوئے بولا۔۔۔

ممکن اس کو سمجھا لیں۔۔۔ یا لے چڑ کر بولی۔۔۔ سنان بند کرواب اس کو تنگ کرنا۔۔۔ مرزا صاحب نے

اسے آنکھیں دکھائی۔۔۔ تو وہ پالے کو منہ چڑا تا سر جھٹک گیا۔۔۔ پر اسکی نظریں ارد گرد سنائیہ کی تلاش گھوم رہی تھی جسے ابھی تک سنان نے نہیں

میں

دیکھا تھا۔۔۔

سنائیہ نے سنان کے کمرے میں داخل ہوتے ہی سیدھا جا کر لیپ ٹاپ ٹیبل پر رکھا۔ اور جیسے ہی مرٹنے کے

T

لیے پلٹی اسکی نظر سنان کے کمرے کی بالکنی میں گئی۔۔۔ جہاں سے کھلا آسمان اور تاروں کی بھیڑ میں کھڑا چاند بہت دلکش منظر پیش کر رہے تھے۔۔۔ وہ خود بخود دھیرے دھیرے قدم اٹھاتی بالکنی میں کھڑی ہوئی۔۔۔ نظریں ہنوز آسمان پر تھیں اور ہاتھ ریلینگ پر تھے۔۔۔ سوچوں کے پردوں پر جیسے ہی آہان کا چہرہ لہرا یا تو اس کے چہرے پر اچانک ہی دھیمی سی مسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔۔۔ اور آنکھوں میں نبی نے بسیرا کیا تھا۔۔۔ آہمہ۔۔۔ اس نے ایک گھر اسنس لیا تھا۔۔۔

وہ اس منظر میں کھوئی تھی جب سنان کمرے میں داخل ہوا۔۔۔ وہ دروازہ بند کر کے جیسے ہی پلٹاسا منے ہی نظریں بالکنی میں کھڑے کسی حیوں لے پر گئی تھی

جہاں روشنی تھوڑی کم تھی۔۔۔ پر وہ جان گیا تھا وہ کون ہے۔۔۔ لیکن حیرت اسے اس بات کی تھی کہ وہ وہاں کیا کر رہی تھی۔۔۔ سنان نے قدم اسکی جانب بڑھائے۔۔۔ اور اس سے دو قدم کے فاصلے پر اسکے پچھے جا کھڑا ہوا۔۔۔ اسکی نظریں سنائیہ کے چہرے پر گئی۔۔۔ تو ایسا لگا جیسے دل کو سکون ساملا ہو۔۔۔ وہ مدھم سما مسکرا یا تھا۔۔۔ پھر سنائیہ کی نظروں کے تعاقب میں دیکھا تو سامنے ہی آسمان پر تاروں کی بھیڑ میں کھڑا اپنی آب و تاب سے چمکتا چاند نظر آیا۔۔۔ سامنے کا منظر تو بہت دلکش تھا پر اسے وہ منظر اتنا نہیں بھایا تھا۔۔۔ اس لیے فوراً آسمان سے نظریں ہٹا تا وہ واپس سنائیہ کو دیکھنے لگا۔۔۔ جواب چاند کو دیکھتی بلکہ اسما مسکرا رہی تھی۔۔۔ ماشاء اللہ....

باۓ میں مر جاؤں کوئی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔؟ سنان نے دل میں کہا۔۔۔ بایاں ہاتھ بے ساختہ اسکے دل پر گیا تھا۔۔۔ زندگی.... وہ دھیرے سے بولی تو سنان ایک دم اسکی جانب متوجہ ہوا۔۔۔ جسکی نظریں ہنوز آسمان کی طرف

تھیں۔۔۔ تیرے تعاقب میں ہم اتنا چلتے ہیں۔۔۔ وہ کہتے ہوئے چند سیکنڈز  
کے لیے رکی تھی۔۔۔ سنان پورے انہماک سے اسے سن رہا تھا۔۔۔ وہ کیا  
کہہ رہی تھی آخر؟ کہ مر جاتے ہیں۔۔۔ نم آنکھوں سے کہتی وہ بے بسی

سے

مسکرائی تھی۔۔۔ سنان نے تعجب سے اسے دیکھا۔ اور دیکھتا ہی رہ  
گیا۔۔۔ تم خواہشوں کا ایک گھر اسمندر ہو زندگی۔ اور تمہیں بتا ہے  
خواہشوں کا پورا ناہونا ہم  
سے زندگی جینے کا ڈھنگ ہی چھین لیتا ہے۔۔۔ میں صحیح کہہ رہی ہوں ناچاند  
زندگی بہت خوبصورت بے بس اگر اس میں ہماری خواہشات شامل ناہو۔۔۔  
اس نے کہتے ہوئے ایک گھر انسانس لیا اور مسکرائی۔۔۔ اور پھر گھر اجھکا  
گئی۔۔۔ آنکھوں کو بند کرتے ہی اسکے سامنے آہان کا عکس آیا۔ تو وہ اسی کے  
خیالوں میں ہی کہیں جا کھوئی تھی۔۔۔

اتنی سی عمر میں خواہشوں سے تھک گئی۔۔۔ ایک بار بس مجھے خود پر اختیار دے دو میری معصوم سی جان۔۔۔ تمہاری ساری ادھوری خواہشوں کو میں

پورا

سا

کروزگا۔۔۔ آئی پر و مس۔۔۔ وہ سنائیہ کو دیکھتا مدھم مسکراتے ہوئے سوچ رہا تھا۔۔۔ پر اسے کہاں پتا تھا کہ جو خواہش سنائیہ عامر کے دل میں تھی۔۔۔ سنان مر زامر تو سکتا تھا پر اپنے ہاتھوں سے شاید ہی اسے پورا کرتا۔۔۔ سنائیہ جو اپنے خیالوں میں گم کھڑی تھی اپنے پاس کسی کی موجودگی کو محسوس کرتے ہوئے ایک دم پلٹی۔۔۔ پر سامنے ہی سنان کو کھڑا دیکھا اسکی آنکھیں حیرت سے پھٹی تھیں۔۔۔ اور بروقت سنان کی نظریں اسکی آنکھوں کی جانب اٹھی تھیں۔۔۔ دونوں کی نظروں کا تصادم بردا جان لیوا تھا۔۔۔ سنائیہ کی وہ حیرت بھری نظریں سنان کے دل پر ایسی چھاپ لگا گئی تھی کہ وہ جس راہ پر چل پڑا تھا اس سے چاہ کر بھی اب کبھی واپس نا آ سکتا۔۔۔ اور سنائیہ کو خبر تک نہ ہوئی

تھی۔۔ آپ۔۔ وہ ہوش میں آتی لہجہ کو نارمل کرتے ہوئے بولی اور فوراً گلے میں پیٹے دوپٹے کو سر پر اوڑھا۔۔ اسلام و علیکم۔۔ سنان نے سنجیدگی کہا اور اسکے سے جھکے سر کو دیکھا۔۔

و.. و علیکم السلام... سنائیہ ایک نظر اس کے سنجیدہ چہرے پر ڈالتی فوراً سر جھکا کر بولی۔۔ جبکہ اسکی اس حرکت پر سنان کے چہرے پر مسکراہٹ آتی تھی۔۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں تم یہاں اس وقت کیا کر رہی ہو۔۔؟ وہ فوراً آئی بروز اچکا کر سنجیدہ سا بولا اور سنائیہ کے برابر آکھڑا ہوا۔۔

اسکے سنجیدہ چہرے کو دیکھ سنائیہ کھبر اہٹ کا شکار ہوتی تھی۔۔ اسے سنان سے تھوڑا خوف بھی آیا تھا۔۔ کیونکہ اس کا غصہ تھا، ہی ایسا کہ اگلے خوف کو کانپنے پر مجبور کر دے۔۔ سنان نے ایسے شوکروا یا جیسے وہ بھی ہی کمرے میں آیا ہو۔۔ کیونکہ وہ نہیں

چاہتا تھا کہ سنائیہ کو خوا مخواہ شرمندگی ہو۔۔ وہ۔۔ میں۔۔

س۔۔ سنان بھائی۔۔ میں وہ۔۔ سنائیہ نے سنان کو دیکھا۔۔ اسے سمجھ

نہیں آیا وہ کیا بولے۔۔۔ اب تو عزت پکی تمہاری کیا ضرورت تھی یہاں  
آکر کھڑا ہونے کی۔۔۔ افف کیا کروں یا اللہ جی پلیز بچا لیں۔۔۔ کہیں  
میری فضول باتیں تو نہیں سن لی انہوں نے۔۔۔ افف۔۔۔ سنائیہ نے دل  
میں سوچا۔۔۔ کیا وہ میں میں لگا رکھا ہے۔۔۔ اور دوسرا بات مجھے بھائی  
مت بولا یا کرو۔ سنان تھوڑا اور اس کے نزدیک ہوتا سختی سے بولا تو سنائیہ ڈر  
کر پچھے قدم لیتی رینگ سے جا ٹکرائی۔۔۔ سنان کی آخری بات سن کر سنائیہ  
نے حیرت سے اسے دیکھا۔۔۔ جو سنجیدہ سا اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔  
جی۔۔۔ وہ نا سمجھی سے بولی۔۔۔  
جییی۔۔۔ پہلے تو کبھی بھائی نہیں کہتی تھی مجھے  
اب کیوں بلا تی ہو پھر۔۔۔؟ سنان نے جی پر زور دیتے  
ہوئے کہا۔۔۔

تب تو میں چھوٹی تھی نا اور مجھے پتا بھی نہیں تھا اس لیے نہیں کہتی تھی۔ پر اگر  
اب میں آپ کو بھائی کہہ کر نہیں بلاؤں گی تو سب پتا نہیں کیا سوچیں

گے۔۔۔ اس نے کہتے ہوئے سنان کو دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا۔۔۔ پہلی بات کہ تم ابھی بھی مجھ سے چھوٹی ہی ہو اور دوسرا بات کوئی کچھ بھی سوچے دفع کرو۔۔۔ بس تم مجھے بھائی نہیں کہو گی او کے۔۔۔ اس نے جیسے حکم دیا تھا۔۔۔

سنائیہ نے عجیب سی نظروں سے اسے دیکھا۔۔۔ وہ اور اس کا لہجہ بدلا بدلا سالگ رہا تھا لیکن سنائیہ اسے اپناو ہم سمجھتی جھٹک گئی۔۔۔  
  
 اچھا تو پھر کیا کہوں۔۔۔ وہ دانت پیس کر بولی۔۔۔ اسے اب کوفت سی ہونے لگی تھی۔۔۔

مجھے میرے نام سے بلا یا کرو۔۔۔ او نلی سنان۔۔۔ نات سنان برو۔۔۔ ایند۔۔۔ بلا۔۔۔ قسمے عجیب سافیل ہوتا ہے جب تم میرے نام کے آگے بھائی لگاتی ہو۔۔۔ وہ منہ بگاڑ کر بولا۔۔۔ جیسے مجبوری بتائی ہوا اپنی سنائیہ کچھ نہیں بولی تھی۔۔۔ بس ایک نظر اسے دیکھا تھا۔۔۔ اور اس ایک نظر میں اچانک سنان

کے لیے جو نفرت آئی تھی اس نے سنان کو ساکت کر دیا تھا۔۔۔ مجھے جانا  
ہے۔۔۔ وہ ضبط سے کہتی فوراً وہاں سے باہر کی جانب بھاگی تھی۔۔۔

Heyyy... Sanaya listen ...

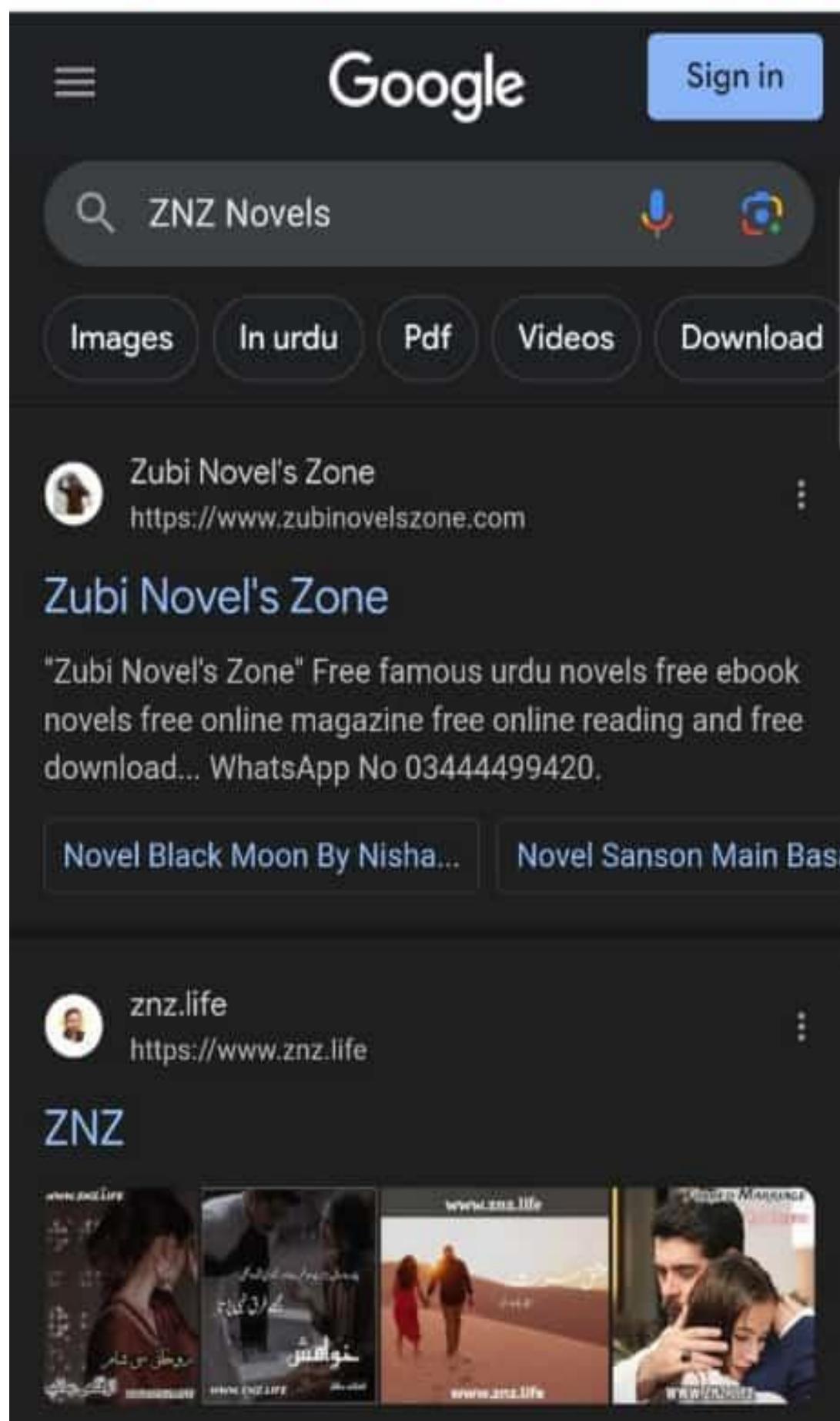
وہ فوراً ہوش میں آتا اس کے پچھے پکا تھا لیکن تب تک وہ کمرے سے باہر جا  
چکی تھی۔۔۔



*To Be Continue*

اگر آپ ناول پڑھنے کے شوقیں ہیں تو ہم آپکے لئے لائے ہے دنیا کا سب سے بڑا ناولز کا مشہور ویپ سائٹ جہاں سے آپ دنیا جہاں کے مزے کے ناولز پڑھ اور ڈاؤنلوڈ کر سکتے ہے جو ناولز آپ کو کسی اورو ویپ سائٹ سے نہیں ملے گے

**ZUBINOVELZONE.COM**  **ZNZ.LIFE**



تودیر کس بات کی ابھی گوگل پر  
جائے اور ٹائپ کریں

## ZNZ NOVELS

ٹوپ پر دو ویپ سائٹ آجائے  
گے جسکی سکرین شاٹ آپ  
سامنے دیکھ سکتے ہے کوئی بھی  
ایک سائٹ وزٹ کریں اور  
اپنے پسند کا ناول سرچ کر کے  
آسانی ڈاؤنلوڈ کر کے پڑھ لیں  
مذید کے لئے رابطہ کریں

**0344 4499420**

Click On The Link Above To Read More Novels / [🕒](https://www.znz.life) / [✉️](mailto:0344 4499420)

<https://www.zubinovelszone.com/>

For Free Ebook Novels Link

[https://heylink.me/ZUBI\\_NOVELS\\_ZONE](https://heylink.me/ZUBI_NOVELS_ZONE)

! اسلام علیکم

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہو اد نیا  
تک پہنچانا چاہتے ہیں تو زوبی ناولز زون

<https://www.zubinovelszone.com>

<https://www.zubinovelszone.in>

<https://www.znz.life>

آن لائن ویب سائٹ آپکو پلیٹ فارم فراہم کر رہا ہے اگر آپ ہماری ویب سائٹ پر اپنا ناول، افسانہ، کالم آرٹیکل یا شاعری پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو ابھی ای میل کریں۔

[ZUBINOVELZONE@GMAIL.COM](mailto:ZUBINOVELZONE@GMAIL.COM)

آپ ہمارے فیس بک چج اور ای میل اور وٹس ایپ کے ذریعہ رابطہ کر سکتے ہیں  
وہ اسی پر رابطہ کرنے کے لئے نیچے لینک پر کلک کرے

[0344 4499420](tel:03444499420)

<https://www.facebook.com/zubairkhanafridi2020>

انتباہ! اس ناول کے تمام جملہ حقوق زوبی ناولز زون کے پاس محفوظ ہیں کسی بھی طرح کا پی کرنے سے گریز کیا جائے۔

<https://www.facebook.com/groups/Z.Novel.Zone>

**WhatsApp Channel Link**

[Channel Join Now](#)

Click On The Link Above To Read More Novels /  /  0344 4499420

<https://www.zubinovelszone.com/>